حضرت بدر الدین صاحب ولایت وخواجہ سید احمد صاحب وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور صدہا اولیاے کبار وبزرگان نامدار جو اس خطہ پاک مین آسودہ ہین اُنکے نام نامی اور حالات گرامی اور مزار ہاے پرانوار سے اکثر لوگ واقف نہین ہین بجز یہ اصحاب کے کہ وہ بھی مثل چراغ سحری کے ہین اور جو کتب ہاے سیر وتواریخ مین اذکار اُنکے درج ہین اولاً اسوقت مین بوجہ انقلاب زمانہ لوگ فارسی وعربی زبان کو بہت کم پڑھتے ہین ثانیاً جو کسی قدر ہمارے زمانہ مین اس زبان کے جاننے والے موجود ہین اُنکو اس طرف توجہ کم ہو کہ بزرگان کے حالات وسوانح عمری آنکی مختلف رسالہ اور تاریخون سے دیکھکر بہرہ مند ہون اور فیض حاصل کرین۔ پس ان وجوہ سے لوگون کو اس زمانہ مین تعظیم مزارات اولیاء اللہ کی طرف بوجہ ناواقفیت کے کہ اُنکی کرامات اور خرق عادات سے اطلاع کامل نہین ہی توجہ کم ہو اور وہ یہ بھی نہین جانتے کہ یہ مزار کیسے مردان خدا کے ہین جنکی بے تعظیمی سے ہمکو نقصان دین ودنیا کا پہونچے گا صدہا مزارات بزرگان کے حوالی شہر اور خاص اندرون آبادی بدایون کے نشانات تک باقی نہین رہے اور جو بقیہ رہ گئے ہین وہ بھی خدانخواستہ بوجہ طمع دنیا یا ناواقفیت کے لوگ اُنکے نام ونشان کو مٹاکر باغ یا کھیت یا مکان کیا چاہتے ہین اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے کہ وہ خدا کا خوف کرین کہ کسی قبر کو عام اس سے کہ یہ آنکو نہ معلوم ہو کہ جو اسمین آسودہ ہین وہ صاحب کرامت ہین یا نہین تاہم پاس اسلام فرماکر باز رہین اور خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق نہ بنین اگرچہ زمانہ کی قدیم سے یہی رفتار ہو کہ نام ونشان نامورون کے مٹاتا ہو جیسا کہ خواجہ آتش شاعر لکھنوی نے فرمایا ہی۔

نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا	مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

فہرست مضامین تذکرۃ الواصلین

فصل اوّل

ذکر شہدا رضوان اللہ علیہم اجمعین جو بدایون مین زیرخاک آسودہ ہین مع حالات ومقام مزارات

فصل دوم

بیان اولیاء و اصفیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین

چاہیے تھا الاشہدا کے زمرہ مین آپ مشہور ہین لہذا ہم نے بھی اس مقام پر درج کر دیا آپ کے کچھ اور حالات ہمکو نہین معلوم ہوئے مگر یہ مرتبہ کیا تھوڑا ہی کہ شہید ہین اور اولاد حضرت بابا فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ سے ہین۔

فصل دوم

بیان اولیاء و اصفیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین

ذکر حضرت سلطان العارفین حضرت سید حسن شیخ شاہی روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا اسم مبارک خواجہ سید حسن اور لقب شیخ شاہی روشن ضمیر ہوتے تا ہی آپ سادات عظام حسینی سے ہین آپ کے والد ماجد یمن سے تشریف لائے تھے بدایون مین سکونت مستقل اختیار کی وہ زمانہ سلطان شمس الدین التمش کے عہد کا تھا غالباً ساتوین صدی ہجری کا آغاز ہوگا کیونکہ ۶۰۷ھ مین سلطان التمش تخت نشین ہوا تھا آپ کے تین بھائی مشہور ہین اگرچہ چوتھے بھائی کا بھی نام معلوم ہوتا ہی لیکن چوتھے بھائی کے مزار کا کہین پتہ نہین ہی اور نہ انکا ذکر کسی کتاب سے معلوم ہوتا ہی آپ اپنے بھائیون مین سب سے بڑے ہین اور شیخ محمد عثمان و شیخ بدر الدین شاہ ولایت صاحب دونون آپ سے چھوٹے ہین آپ ہمعصر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمہ کے ہین اور مرید اور خلیفہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے جو خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ العزیز کے ہین شیخ شاہی آپ کا

لقب ہی رسن تاب آپ کو اس وجہ سے کہتے ہین کہ حضرت اپنی قوت بسری اکل حلال
سے یعنے بالون کی رسّیان بٹ کر اُن کو فروخت کرکے کیا کرتے تھے اور آپ کے بھائی
حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب بھی موسے تاب کے لقب سے
ملقب ہین اُنکی تاریخ تولد کسی کتاب سے راقم کو نہین معلوم ہوئی لیکن تاریخ وفات
حضرت کی ۲۴ رمضان المبارک ہے سنہ معلوم نہین ہوا حضرت سلطان المشایخ
محبوب الٰہی نظام الدین اولیا نے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت سلطان جی صاحب
یعنے شیخ شاہی کو نہین دیکھا تھا کیونکہ آپ کے ملفوظات مین مذکور ہی کہ "در بداؤن
دو برادر بودند یکے موسے تاب و دیگر رسن تاب شیخ ابوبکر موسے تاب
را دیدہ ام و شیخ شاہی را ندیدہ ام" آپ نے علم ظاہری حضرت قاضی حسام الدین
عرف حاجی جمال ملتان سے حاصل فرمایا حضرت فرید الملۃ والدین سے
کتاب اسرار الاولیا اور جامع السلاسل مین اور حضرت محدث دہلوی
سے کتاب اخبار الاخیار مین مرقوم ہی کہ شیخ شاہی موسے تاب رحمۃ اللہ علیہ
بداؤن مین رہتے تھے اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اُنکو شاہی
روشن ضمیر فرماتے تھے اور جب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے اپنا
خرقہ خلافت حضرت شیخ شاہی کو عنایت فرمایا تو شیخ کو بخدمت شیخ محمود دوز
کہ جو اس زمانہ مین بہت بڑے اولیاء عظام سے تھے روانہ فرمایا اور کہلا بھیجا کہ مین نے
آج کے دن یہ کام کیا ہی کہ اپنا خرقہ شیخ شاہی کو دیا تم اس بات کو پسند فرماتے ہو یا
نہین شیخ محمود علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ نے جو یہ کام کیا وہ بہت پسندیدہ ہی۔ کتاب
خیر المجالس اور فوائد الفواد اور اخبار الاخیار مین لکھا ہی کہ ایک وقت حضرت

شیخ شاہی اور اُنکے یار کسی مقام پر باہر گئے اور شیر برنج پکایا جب وہ طعام حضرت شیخ شاہی کے سامنے پک کر آیا شیخ نے اُسمین نظر ڈالی اور فرمایا کہ اس طعام مین خیانت ہوئی ہی مین نہین کھاؤنگا آپ کے یار حیران ہوئے اور کہا کہ ہم مین سے کسی نے خیانت نہین کی اس عرصہ مین دو شخص منجملہ یاران حضرت کے سامنے آئے اور عرض کی کہ ہم نے شیر برنج پکائے تھے جسوقت دودھ جوش پر آیا اور وہ اُبل کر نکلنے لگا اور کوئی برتن اسوقت نہ تھا کہ ہم دودھ کو اُسمین کرین یہ مناسب سمجھا کہ زمین پر گرنے سے بہتر ہی کہ ہم کھالین اس ضرورت سے ہم نے اُسمین سے کچھ کھالیا ہی حضرت شیخ شاہی نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ ہم اس طعام کو کھائین تم دونون صاحبون کو دھوپ مین کھڑا ہونا چاہیے تاکہ تمھارے بدن سے پسینہ ٹپک جائے اور کچھ عذر اُن دونون دوستون کا نہ سنا وہ شرمندہ ہوئے اور ہوا سے گرم موسم گرما مین دھوپ مین کھڑے ہوئے تمام بدن سے پسینہ ٹپکنے لگا اُسوقت آپ نے فرمایا کہ اب مین نے تمھارا قصور معاف کیا آیندہ ایسا نہ کرنا بعد اسکے حجام کو بلوایا اور فرمایا کہ جسقدر میرے یاران کے جسم سے پسینہ بہا ہی اُسی قدر میرا خون فصد لیکر زمین پر گرا چنانچہ اپنا خون اُسی قدر فصد کے ذریعہ سے زمین پر گرایا حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ محبت ایسی تھی کہ اُنکے پسینہ کے عوض اپنا خون زمین پر گرادیا ورادب ایسا لہ انکا عذر سماعت نہ کیا اخبار الاخیار مین منقول ہی کہ ایک وقت حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے حضرت شیخ شاہی موے تاب کو بلایا اور فرمایا لہ دعا کرو کہ یہ زحمت اور بیماری میری مبدل صحت ہو خواجہ شاہی نے عذر کیا اور کہا کہ تم مجھ سے بزرگ ہو ایسی بات مجھ سے طلب کرتے ہو مین ایک مرد بازاری ہون

مجکو اس کار عظیم سے کیا علاقہ اور آپ کیا فرماتے ہین شیخ نظام الدین ابوالموید نے
حضرت کو معذور رکھا اور انکا عذر مسموع نہ کیا اور فرمایا کہ تمکو دعا اور توجہ کرنا چاہیے تاکہ
مجکو صحت ہو خواجہ نے فرمایا کہ اچھا میرے دو یار ہین ایک کا نام خواجہ شرف الدین
خیّاط اور دوسرے احمد خیّاط انکو بلالو چنانچہ یہ دونون صاحب بلائے گئے خواجہ
شاہی نے اُن دونون یارون سے فرمایا کہ شیخ نظام الدین نے مجکو یہ کام فرمایا
ہے تم میرے ساتھ شریک ہوکر مدد کرو شیخ نظام الدین کے سر سے تا بہ سینہ میرے
ذمہ ہے اور اعضاے اسفل یعنے سینہ سے تا بہ پا تم ہین سے ایک صاحب اور دوسرے
پا تک دوسرے صاحب اس کام کو لو ۔ بالآخر ہر سہ صاحب اس کام مین مشغول ہوئے
فوراً بیماری اور زحمت شیخ ابوالموید قدس سرہ العزیز کی سبدل بہ صحت ہوئی کتاب
روضۃ الصفا مین کتاب جامع السلاسل سے منقول ہے کہ صرف خواجہ
شرف الدین خیّاط کو آپ نے اس کام مین شریک کیا تھا ۔ سبحان اللہ کیا تصرف
شیخ کا ہے کہ ایسے جلیل القدر اولیا دوقت حضرت شیخ شاہی سے استعانت فرمائین
اور حضرت شیخ شاہی علیہ الرحمۃ کی دعا سے صحت پائین ۔ اب ہم خواجہ شاہی کے
فیوض و برکات کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتے ہین اور نیز آپ کے انتقال کی کیفیت لکھنا ضروری
ہے کتاب فوایدالفواد اور خزینۃ الاصفیا مین ذکر قاضی حمیدالدین ناگوری
کے ذیل مین ایک نقل درج ہے کہ جب شہرہ کرامت اور مکاشفات شیخ حسن علیہ الرحمۃ کا
عالم مین مشہور ہوا اور خلق کثیر خانقاہ والاجاہ مین جمع ہوتی تھی تو ایک درویش موسوم
بہ اسم شیخ مسعود نخاسی بدایون مین سکونت رکھتے تھے ایک روز وہ درویش
شیخ حسن علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو آپ کی مسجد مین تشریف لائے حضرت شیخ شاہی سے

فرمایا کہ اے حسن سیاہ رنگ تم نے بہت ہنگامہ مجلس گرم کیا ہی مجکو خوف ہی کہ اس اپنی
آگ سے تم خود نہ جل جاؤ بہ فرمان الہی اُسی روز شیخ شاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مکان مین آگ لگی اور سب مرید باہر خانقاہ مین رہے اور اندر نہ جاسکے اُسی آتش کے
صدمہ سے شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی قاضی حمید الدین ناگوری
قدس سرہ العزیز کے حالات مین یہ بھی مرقوم ہی کہ قاضی صاحب نے اپنی تمام عمر مین تین
مرید کیے اور اُن تینوں کو مرتبہ کمال پر پہونچادیا ایک شیخ احمد نہروالی بدایونی جنکا حال ہم
آیندہ لکھین گے دوم خواجہ علی الدین قصاب جنکا مزار لاہور مین ہی۔ اور سیوم
شیخ حسن یعنے شیخ شاہی موئے تاب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فوائد الفواد مین
مرقوم ہی کہ حضرت شیخ شاہی بارہا فرماتے تھے کہ جب کسی کو بعد میری وفات کے کوئی
مہم پیش آئے اُس سے کہدینا چاہیے کہ وہ میرے مزار پر تین روز آئے اگر تین روز
گزر جائین تو چوتھے روز آئے اگر حاجت اُسکی پوری نہ ہو تو پانچوین روز میری قبر کی اینٹین
کھود کر پھینک دے مین ہولان یہی سبب ہی کہ صدہا حاجتمند زیارت شریف کو روزانہ
جاتے ہین اور بفضلہ تعالےٰ حاجت براری ہوتی ہی اور ہر پنجشنبہ کو صبح سے شام تک
ہجوم خلقت کا رہتا ہی اور دور دراز سے لوگ آکر بن مین زیارت شریف کے شبانہ روز
مریض وغیرہ اور آسیب زدہ مقیم رہتے ہین صحت پاکر اپنے مقامات کو واپس جاتے ہین
ایک روایت اور بھی مشہور ہی کہ ایک شخص سلطان بھیکی کے نام سے مشہور تھے جو نابینا
ہوگئے تھے اور یمن سے روضۂ پاک جناب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
پر بمقام مدینہ طیبہ حاضر ہوکر مقیم رہتے اور دعا کرتے تھے کہ میری آنکھین روشن ہون انکو
ایک رات خواب مین بشارت ہوئی کہ تم حضرت حسن شاہی روشن ضمیر بدایونی کے

مزار پر حاضر ہو وہان سے تمھاری کاربراری ہو گی چنانچہ وہ سلطان جی بدایون مین
حضرت کے مرقد شریف پر حاضر ہوئے اور خاک پاک مرقد شریف اور بانی آستانہ شریف کا
لگانا شروع کیا چند روز مین آنکھون مین بینائی آگئی اور مثل سابق کے روشن ہوگئین
اور حضرت کے آستانہ پر حاضر رہے اور بہت کچھ فیض حاصل کیا چنانچہ انکا مزار بھی بدایون
مین دریاے سوت کے کنارہ پر شہر کی جانب جنوب پل زیارت کے قریب ایک اونچے
ٹیلہ پر واقع ہی ایک بڑا گنبد بنا ہی جو اسوقت تک موجود ہی۔ اب ہم کچھ اپنے زمانہ کے چند
واقعات جو حضرت کے تصرف اور کرامت سے متعلق ہین اس مقام پر لکھنا مناسب
سمجھتے ہین۔ جناب حضرت استادی مولانا مولوی دلدار علی مذاق رحمۃ اللہ علیہ
کی اہلخانہ ایک زمانہ مین سخت بیمار ہوئین اور جنون ہوگیا تھا صدہا علاج اور تعویذ وغیرہ
کیے گئے کچھ فائدہ نہ ہوا اور مولانا موصوف کے اُسوقت تک صاحبزادہ بلند اقبال
میان ایثار علی صاحب سلمہ اللہ تعالی پیدا بھی نہین ہوئے تھے تب حالت بیماری
مین مولانا صاحب اپنی اہل خانہ کو آستانہ شریف حضرت سلطان جی صاحب پر لیگئے
اور چند روز تک بن زیارت شریف مین مع اہل خانہ مقیم رہے بفضلہ تعالی ببرکت حضرت
سلطان العارفین صاحب قدس سرہ العزیز شفاے کامل مریضہ کو حاصل ہوئی چنانچہ
مذاق میان صاحب نے اُسی زمانہ مین حضرت کی اور نیز حضرت کے بھائی حضرت
بدر الدین شاہ ولایت صاحب کی مدح مین چند قصاید شکریہ مین لکھے ہین
جن کے مطلع ہم یہان پر لکھے دیتے ہین جس کسی کو تمام وکمال قصائد دیکھنا منظور ہون
جسمین مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مریضہ کی حالت اور حضرت کی مدح اور شفایابی کا
تذکرہ لکھا ہی وہ کلام دلدار علی مذاق مطبوعہ وکٹوریا پریس بدایون مین دیکھ لے

مطلعِ قصیدۂ اول

ہو شفا بیمار ہوں یا حضرتِ سلطان جی	دردمندِ زار ہوں یا حضرتِ سلطان جی

مطلعِ ثانی قصیدۂ دویم

شکر ہو کیونکر ادا یا حضرتِ سلطان جی	کچھ بھی ہے تم سے قضا یا حضرتِ سلطان جی

مطلعِ ثالث

صاحبِ معرفت اہلِ عرفان	عارفوں کے ہو شہا تم سلطان

مطلعِ رابع

میں گدا ہوں تم شہِ شاہان مرے سلطان جی	میں ہوں سائل تم سخی سلطان مرے سلطان جی

مطلعِ خامس

ہجومِ لشکرِ غم ہے دہائی شیخ شاہی کی	نہ مونس ہے نہ ہمدم ہے دہائی شیخ شاہی کی

اس بحر و قافیہ و ردیف میں دوسرا مطلع اور ہے

خدا کے سامنے دونگا دہائی شیخ شاہی کی	دہائی ہے خداوندا دہائی شیخ شاہی کی

ایام غدر ۱۸۵۷ء میں ہزارہا دہقین نے مجمع کرکے اہالیان شیخوپور پر واسطے لوٹنے شیخ زادوں کے محاصرہ شیخوپور کا کیا شیخ صاحبان نے دروازے شیخوپور کے بند کر لیے اور طاقت دفع کرنے اس مجمع کثیر کی نہ تھی چند آدمی سرائے جلندری اور موضع گوراپئی سے اُن گنواروں کے مقابلہ کے لیے آئے اگرچہ وہ ہزارہا آدمی کی جماعت تھی الا بعنایت الٰہی سب دہقین فرار ہوئے اور کئی سو آدمیوں کے قریب گنواروں کے مارے گئے اور اس طرف سے کسی کے کوئی زخم بھی نہ آیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ شاہی سلطان جی صاحب سبز عمامہ باندھے ہوئے شیخوپور کی طرف تشریف

لیے جاتے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ بابا فرید شکر گنج کی اولاد پر گنواروں نے یورش کی ہے ہم اُنکے دفع کو جاتے ہین اکثر واقفین جو اُس مجمع مین شامل تھے وہ یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ ہمارے اوپر مسلمانون کی طرف سے صد ہا سوار سبز پوش حملہ آور ہوئے تب ہم سب لوگ اپنی جان بچا کر بھاگے اور ہمارے بہت لوگ مارے گئے پس یہ واقعات ہمارے زمانہ کے ہین ہم نے بہت سے حالات بوجہ طوالت ہو جانے کے نہین لکھے اسی پر اکتفا کی۔ آپ کے والدین کے مزار آپ کے مزار شریف سے جانب غرب وجنوب کے واقع ہین۔ آپ کے برابر دوسری قبر جانب غرب خواجہ محمد عثمان آپ کے بھائی کی ہے خواجہ محمد عثمان کے حالات ہمکو کچھ اور نہین معلوم ہوئے صرف اسقدر کتابون مین لکھا ہوا دیکھا کہ خواجہ محمد عثمان حضرت حسن شیخ شاہی کے بھائی ہین خواجہ محمد عثمان نے اپنے بھائی یعنے شیخ شاہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خواہش کی تھی کہ بعد وفات آپ کے مین آپ کا قایم مقام ہون حضرت نے فرمایا کہ ولایت بدایون کی حضرت بدرالدین علیہ الرحمۃ کی قسمت مین ہے تمکو میرے پہلو مین جگہ ملے گی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم دونون بھائی میرے انتقال کے بعد خدمت مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے جانا وہ جو کچھ فرماوین گے ویسا ہوگا چنانچہ خواجہ بدرالدین وخواجہ محمد عثمان بعد وفات خواجہ حسن علیہ الرحمۃ کے حضور مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے گئے خواجہ صاحب نے حضرت بدرالدین صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ جاؤ بدرالدین صاحب ولایت بدایون اور خواجہ محمد عثمان سے یہ ارشاد کیا کہ تم اپنے بھائی کے فرمانے پر قایم رہو تو اُنکے پہلو مین دفن ہوگے ایک قبر لڑکے کی مزار شریف سے متصل جانب غرب وشمال اور ہے مشہور ہے

کہ وہ قبر شریف آپ کے بھانجے کی ہے جنکا نام نامی خواجہ منور ہے یہ بھی نقل مشہور ہے کہ ایک روز جبکہ سماع ہو رہا تھا خواجہ منور کو حالت وجد کی پیدا ہوئی اور آپ زمین سے بست کرکے کچھ تھوڑی دور اُڑے حضرت حسن شیخ شاہی رحمۃ اللہ علیہ نے انکو نگاہ تیز سے دیکھا فوراً وہ زمین پر گر کر جان بحق ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ واللہ اعلم یہ روایت کہاں تک صحیح ہے ہم نے روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے اور بدایون میں اکثر بزرگوں کی زبانی اس روایت کو سنا ہے۔ حضرت کے مزار شریف کے متعلق عہد سلاطین سابق سے دیہات مفصلۂ ذیل وقف ہیں۔

موضع کنچوڑہ	موضع بنگوان	موضع ناگر	موضع لہرا
نصف	مسلم	نصف	نصف

سرکاری دفاتر میں حضرات کے نام نامی خانہ مالک میں بطور وقف لکھے جاتے ہیں عرس شریف میں کچھ آمدنی ان دیہات کی خرچ ہوتی ہے باقی خدام آستانہاے مبارک اپنے صرف میں لاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس آمدنی پر خدّام تقسیم باہمی اور حصہ کشی پر جھگڑا کرتے ہیں اور نوبت بہ عدالت پہونچتی ہے خدا تعالیٰ انکو توفیق عطا کرے کہ ان جھگڑوں کو تا بہ عدالت نہ پہونچائیں کیونکہ احتمال ہے کہ انکو نقصان نہ پہونچے۔ ہر دو حضرات نے شادی نہیں کی تھی نہ انکی کوئی اولاد ہے آپ کے مزار کی حریم اور مسجد کے گرداگرد جن اسوقت تک موجود ہے اور اسمیں صدہا اولیا اللہ اور بزرگان کے مزار ہیں۔ دریاے سوت کے پُل سے تا بہ آستانہ شریف سابق راستہ خام تھا سال گزشتہ میں ہمارے شفیق ڈپٹی محمد فضل علی صاحب نے بوجہ اعتقاد بزرگان دین کے ایک سڑک پختہ زیادہ تر اپنے پاس سے اور کچھ بطور چندہ لیکر بنوا دی جس سے آمد و رفت ہر قسم کی سواری کو

تا حریم شریف سہولت ہوگئی اللہ تعالی اسکا اجر آنکو عطا فرماوے۔

ذکر حضرت خواجہ بدرالدین شاہ ولایت صاحب موے تاب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا نام نامی بدرالدین اور موے تاب لقب اور صاحب ولایت
آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جیسا کہ ہم
اوپر آپ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ حسن شیخ شاہی سلطان العارفین
صاحب کے حالات مین لکھ آئے ہین آپ خلیفہ اپنے بھائی صاحب کے ہین اور آپ
مشہور اولیاء ومشایخ وعارفان زمانہ قدیم سے ہین آپ کی ذات مبارک سے حیات
مین اور بعد ممات کے بہت لوگون کو فیض حاصل ہوئے چنانچہ شیخ جلال کاشی
اور مخدوم عبداللہ کو جنکا ذکر ہم آیندہ اُنکے حال مین لکھینگے حضرت سے فیض
روحانی حاصل ہوا اور اکابر اولیا سے وہ صاحب ہوئے اور ابتک مزار شریف
سے فیض روحانی کا سلسلہ بدستور جاری ہے چنانچہ مخدومی شاہ محمد صدیق عرف
مرزا بادل بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی کا حال اس بیان کی تائید مین اظہر من الشمس ہے
مرزا صاحب کو جو کچھ فیض حضرت کے مزار پاک سے حاصل ہوا اُس سے لوگ بخوبی واقف
ہین مرزا صاحب کی ذات بھی اس زمانہ مین مغتنمات سے ہے اب ہم شاہ ولایت
صاحب قدس سرہ العزیز کے حالات ملفوظات حضرت محبوب الٰہی یعنی فوائد الفواد
اور خیر المجالس اور اخبار الاخیار اور کتاب جام جہان نما اور روضۃ الصفا اور
نیز دیگر کتب سیر سے جو ہماری نظر سے گذری ہین اور جو ہمکو معلوم ہوئے ہین واسطے
آگاہی ہر خاص وعام کے درج کرتے ہین محمد رشد دہلوی نے حضرت کا نام نامی

شیخ بدر الدین موے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ سے تحریر فرمایا ہی اور حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے پاس تشریف لیجانا اور خواجہ
صاحب کا یہ فرمانا کہ بیا بدر الدین شاہ ولایت بدایون" لکھا ہی یہ بھی تحریر فرماتے
ہین کہ حضرت شیخ شاہی آپکے بھائی نے آپکو خواجہ صاحب کے پاس بھیجنے کی
ہدایت فرمائی تھی کہ آپ کی ولایت بدایون کے واسطے زبان مبارک خواجہ صاحب سے
استحکام ہو۔ آپکے خوارق عادات اور کمالات جو زندگی مین اور بعد وفات کے سرزد
ہوئے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہین کچھ حالات ہم کرامات کے شیخ جلال کاشی و
شیخ عبد الستار شاہ او جھیالے کے تذکرہ مین لکھین گے جن سے ناظرین کو معلوم
ہوگا کہ کسقدر فیوض اور تصرفات حضرت کے بعد وفات کے بھی ظاہر ہوئے ہین اور
دوسرے حصہ تاریخ مین بھی تذکرہ آپ کے حالات کا ہوگا بوجہ طوالت اور مکرر ہوجانے
کے یہان پر لکھنا مناسب نہ سمجھا حضرت کا اسم مبارک جو ہم نے بدر الدین صاحب
شاہ ولایت لکھا ہی وہ مشہور ہی اور نیز شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے بھی اسی نام نامی سے یاد فرمایا ہی حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز سے
فوائد الفواد مین جو منقول ہی کہ در بدایون دو برادر بودند یکے شیخ شاہی
روشن ضمیر و دوم ابو بکر موے تاب پس ابو بکر موے تاب را دیدہ
ام و شیخ شاہی را نادیدہ ام اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی کنیت یا اصلی نام
ابو بکر تھا اور بدر الدین موے تاب لقب تھا مگر حضرت محدث دہلوی نے
کتاب اخبار الاخیار مین بدر الدین صاحب ولایت کا ذکر علیحدہ فرمایا ہی اور
ابو بکر موے تاب کا علیحدہ ذکر کیا ہی میان اکرام اللہ محشر بدایونی کتاب

روضۃ الصفا مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شاہ ولایت صاحب کی کنیت ابوبکر
تھی ہم کو بھی مصنف روضۃ الصفا کی راے سے اتفاق ہی کیونکہ حضرت محبوب
الٰہی نے شیخ شاہی کے ساتھ اُنکے دوسرے بھائی کو ابوبکر کے نام سے ظاہر فرمایا ہی
پس اُس زمانہ مین حضرت شاہ ولایت صاحب ہی حضرت شیخ شاہی کے دوسرے
بھائی کرامت اور خرق عادات مین مشہور تھے اور سواے شیخ شاہی صاحب اور
خواجہ محمد عثمان اور حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
کے چوتھے بھائی کی قبر بھی بدایون مین مشہور ومعروف نہین ہی اور خواجہ ضیاء الدین
نخشبی بدایونی نے اپنی کتاب سلک السلوک مین لکھا ہی کہ شیخ ابوبکر موے تاب
بالون کو باہم بٹنے کا کام رکھتے تھے جب اس عالم سے بہ عالم جاودانی تشریف لیجانے
والے تھے نخشبی اُنکی عیادت کے واسطے گئے اُنکی زبان مبارک سے یہ شعر نخشبی نے
سناکہ فرماتے تھے شعر

قالب چو غبارست میان من و تو		امید کہ اینک زمیان برخیزد	

فوائد الفواد مین اور حضرت محبوب الٰہی سے خیر المجالس مین یہ بھی منقول ہی کہ
حضرت شیخ ابوبکر موے تاب از حد صاحب حال تھے اور سماع خدمت خواجہ مین
بہت سُنتے تھے آپ کے سنہ وصال راقم کو تحقیقاً کسی کتاب سے دریافت نہین ہوئے
لیکن ۶۶۰ھ اور ۶۷۰ھ کے درمیان آپ کا انتقال ہوا ہی مصنف جواہر فریدی نے
۲۱۔ رمضان المبارک آپ کی تاریخ وصال کی لکھی ہی چنانچہ اب تک آپ کا عرس شریف
۲۱۔ رمضان المبارک کو ہوتا ہی اور مجمع کثیر خلایق کا وہان ہوتا ہی مغرب کے بعد ختم ہوتا ہی
اور رات کو بھی لوگ وہان رہتے ہین مزار شریف آپ کا عقب عیدگاہ شمسی بدایون کے ہی

حریم مزار شریف یعنے چہار دیواری ایک طوائف نے تعمیر کرائی ہی جسکا بیماری سے صحت یابی کا حال ہم شیخ عبد اللہ کے حالات مین لکھین گے دروازہ پر جو اندرونی ہی ایک پتھر کندہ لگا ہوا ہی اُس پر ۷۵۲ھ عہد سلطان محمد شاہ فیروز شاہ کندہ ہی اندرون حریم جانب گوشہ غرب وجنوب ایک پتھر عہد اکبری کا در بارہ مرمت عمارت شمسی و باغ شمسی ۹۸۱ھ کندہ ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عیدگاہ شمسی کے متصل ایک باغ سلطان شمس الدین التمش کا تھا اور ایک حوض بھی شمسی تھا چنانچہ ایک گڈھا بشکل تالاب خورد عیدگاہ کے چبوترہ کے متصل جانب شمال جو سڑک شہر سے بلسی کو جاتی ہی اسوقت تک موجود ہی حضرت کے مزار شریف کے حریم کے متصل ایک چھوٹی سی حریم شیخ جلال کے مقبرہ کی ہی اُسکا حال ہم شیخ جلال کے حالات مین لکھین گے حضرت کے مزار شریف کے متعلق منجملہ دیہات معافی کے دیہات مفصلہ ذیل اسوقت تک موجود ہین

شکرا پور	بھٹہ	کنجورہ	لہرا
مسلم	مسلم	نصف	نصف

جو عہد سلاطین سابق سے معاف چلے آتے ہین علاوہ اسکے کچھ کھیت معافی قصبہ بدایون مین ہین۔ اُنکے مزار شریف کے گرد بہت بڑا بن اور جنگل ہی اور اُس جنگل مین بہت سے اولیاء اور بزرگان دین مدفون ہین راقم الحروف کے آبا و اجداد بھی اُسی جنگل مین آسودہ ہین جنگل کے مزار پر جلالی کیفیت زیادہ ہی اور حضرت شیخ شاہی کے مزار شریف پر جمالی کیفیت ہی۔ ایک چھوٹا سا ٹکڑا پتھر کا آپ کے مزار شریف کے سرہانے مثل سنگ ابری کے نصب ہی خدام کی یہ روایت ہی کہ یہ ٹکڑا منجملہ اُن تبرکات کے ہی کہ جسپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت ہوئی تھی۔ اب ہم حضرت کے حالات کو

اس مقام پر ختم کرتے ہین آیندہ اپنے موقعون پر علاوہ اسکے تذکرہ ہوگا۔

ذکر حضرت شیخ حسام الدین ملتانی عرف حاجی جمال ملتان بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا اسم مبارک قاضی حسام الدین اور عرف حاجی جمال ملتان ہی آپ اُستاد سلطان العارفین اور حضرت بدرالدین شاہ ولایت صاحب کے ہین تاریخ فرشتہ مین اس طور سے مندرج ہی کہ شیخ حسام الدین ملتانی مرید حضرت شیخ صدرالدین قدس سرہ العزیز خلیفہ وخلف الرشید حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی قدس سرہ العزیز کے تھے ایک روز حضرت شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ شیخ بہاؤالدین ذکریا قدس سرہ العزیز کے مزار پر تشریف لے گئے اُسوقت اُنکے ہمراہ مولانا حسام الدین عرف حاجی جمال ملتان بھی تھے حاجی صاحب کے دل مین یہ خیال آیا کہ کیا اچھا ہوتا جو بقدر بمقدار ایک مزار کے زمین مجکو پائین مزار شریف حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے حضرت شیخ صدرالدین عطا فرماتے تو بہ برکت جوار مزار شریف کے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا یہ خیال دل مین شیخ حسام الدین کے گذرا کہ فوراً حضرت شیخ صدرالدین قدس سرہ العزیز کو الہام باطنی ہوا اور مولانا حسام الدین کی طرف فرمایا کہ اے مولانا حسام الدین تمھارے واسطے زمین مُلتان مین مجکو تأمل نہین ہی مگر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پاک تمھارے مدفن کے واسطے شہر بدایون مین تعین ومقرر فرمادی ہی تمھاری قبر اُس جگہ ہوگی حضرت مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز سے فوایدالفواد مین مرقوم ہی کہ حاجی جمال الدین ملتانی نے ایک شب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ اُس

مقام پر کہ جہاں اب قبر حضرت حاجی جمال الدین ملتانی کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں جسوقت حاجی صاحب بیدار ہوئے فوراً اُس جگہ پر تشریف لیگئے اور اُسکو پانی سے ترپایا اور فرمایا کہ میری قبر اسی جگہ پر ہو چنانچہ اُسی جگہ بعد وفات آپکی قبر شریف ہوئی ہے میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت حاجی جمال الدین صاحب نے بشارت دی کہ جو کوئی شخص آپ کی قبر کے پاس ہو کر گذر جائیگا انشاء اللہ تعالی بہ برکت نزول اجلال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس پر آتش دوزخ حرام ہوگی سبحان اللہ کیوں نہ ہو جس مقام پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمائیں اُس مقام کے دیکھنے سے خداوند کریم مسلمانوں کو نجات بخشے گا اسی وجہ سے صدہا بزرگان دین اور خلق خدا دور دراز سے آکر زیارت مزار شریف کی کرتے ہیں۔ شعر۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود ‏ ‏ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

کتاب روضۃ الصفا میں ایک نقل درج ہے کہ حاجی صاحب جمعہ کی نماز بوجہ طی الارض مکہ معظمہ میں اکثر جاکر ادا فرماتے اور پھر واپس آجاتے ایک مرتبہ ایک لڑکا جو آپ کی خدمت میں رہتا تھا اُسکو بھی آپ ہمراہ لے گئے اور وہ لڑکا مکہ معظمہ میں رہ گیا اُسکے والدین بہت متردد ہوئے کہ ہمارا لڑکا آج نہیں آیا آپ سے آکر دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ میں ایک جگہ چھوڑ آیا ہوں اُسکو لے آونگا چنانچہ جمعہ آیندہ کو آپ اُس لڑکے کو اپنے ساتھ لے آئے اور اُسکے والدین کے سپرد کردیا والدین بہت خوش ہوئے اور اُس لڑکے سے حال دریافت کیا اُس لڑکے نے انکار کیا اور کہا کہ حاجی صاحب نے اس راز کے ظاہر کرنے کو منع فرمایا ہے اگر میں ظاہر کرونگا تو مجکو نقصان پہونچے گا والدین نے نہ مانا تو اُسنے اپنا جانا مکہ معظمہ کا کہدیا اس راز کا افشا کرنا تھا کہ فوراً داعی اجل نے لبیک آکر کہا وہ لڑکا

اسی وقت جان بحق ہوکر زمین پر گر پڑا والدین نے ماتم کرنا شروع کیا اور یہ حال خدمت
مین حضرت بدر الدین صاحب ولایت قدس سرہ العزیز کے عرض کیا حضرت
شاہ ولایت صاحب خدمت مین حاجی جمال الدین صاحب ملتانی کے
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بچہ کا کیا قصور ہے آپ نے کیون ایسا کیا بقول استاد ذوق

دیتے ہین قدح ظرف قدح خوار دیکھ کر

پس حاجی صاحب اس لڑکے کے سرہانے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "اٹھ کیون پڑا
ہے" وہ لڑکا فوراً اٹھ بیٹھا اور حاجی صاحب نے فوراً اس دار فانی سے انتقال فرمایا
اور بعض لوگ اس حکایت کو حضرت احمد خیاط علیہ الرحمۃ کی جانب منسوب کرتے ہین
مزار شریف آپکا درمیان زیارت حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب اور حضرت
سلطان العارفین صاحب کے دریاے سوت سے جانب غرب وشمال کے ہے
ایک اونچے مقام پر چبوترہ بنا ہوا ہے ایک چھوٹی سی ٹٹی ہے آپ کے مزار پاک کی مٹی کی یہ تاثیر
ہے کہ لوگ دور دراز سے آتے ہین اور پائین قبر کی خاک پاک لیجاتے ہین اور جسکی زبان
مین لکنت ہوتی ہے اسکو چٹاتے ہین بہ برکت اس خاک کے اور بفضل خدا سے لکنت جاتی
رہتی ہے بعد بر آنے مراد کے روٹی اور ایک کلہ گاؤ کا پکا کر مزار شریف پر فاتحہ دیکر تقسیم کرتے
ہین فوائد الفوا اور سیر العارفین اخبار الاخیار۔ روضۃ الصفا۔ تاریخ فرشتہ
مین مندرج ہے۔

ذکر شریف حضرت سید شرف الدین اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ والد ماجد حضرت سید علاء الدین اصولی کے ہین آپ سادات حسینی سے ہین
مقام قبا سے آپ بداؤن مین تشریف لاکر مسکن گزین ہوئے آپ کی اولاد سے اسوقت

تک بدایون کے محلہ سید باڑہ مین سادات عظام موجود ہین حضرت مخدومنا سید دولت علی صاحب جو بالفعل بریلی مین مقیم ہین اور مولانا دلدار علی مذاق میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ انکی اولاد کے نواسون مین تھے سادات قبائی یعنے حضرت کی اولاد کی جب بسم اللہ کی تقریب چار برس اور چار مہینہ اور چار دن کی عمر کے وقت ہوتی ہو تو راقم الحروف کے خاندان کے کسی رکن سے یعنے شیخ محمد اکرم مورث اعلی کی اولاد سے تبرکاً و تیمناً شروع بسم اللہ اُس لڑکے کی کرائی جاتی ہو اور یہ دستور قدیم سے چلا آتا ہو ہمکو یاد ہو کہ سید دولت علی صاحب سلمہ اللہ تعالی نے جب اپنے صاحبزادہ سید اکبر حسین کی تقریب بسم اللہ بمقام بریلی کی تو راقم کے والد ماجد مرحوم و مغفور سے بسم اللہ پڑھوائی۔ اور اسوقت تک بمقام بدایون سادات عظام موصوف کی یہ تقریب ہمارے خاندان سے ہوتی ہو سید صاحب موصوف کی نسل مین بہت سے بزرگ صاحب علم و فضل و صاحب ثروت و حشمت گذرے بعض سادات نے آخر زمانہ مین طریقہ امامیہ بھی اختیار کر لیا ہو مزار شریف آپ کا بدایون سے جانب غرب حضرت حاجی جمال ملتان سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر کچھ کی طرف ایک اونچا ٹیلہ ہو جسکو مقام چندناک کہتے ہین اُسپر واقع ہو اور وہان دیگر سادات آپ کی اولاد کے بھی مزارات ہین آپ کے مزار کے پائین ایک طاقچہ زمین دوز ہو آپکے خاندان کے اطفال کے بال مزار پر جاکر وہان مُنڈوائے جاتے ہین اور وہ بال اس طاقچہ کے اندر رکھ کر زمین کے اندر کردیے جاتے ہین معلوم ہوتا ہو کہ اُس مزار کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہو کسی زمانہ مین دعا رعلیہ اُس پر بعد کو گچ مین کندہ کی گئی ہو اس اعتبار سے جو آپ کی اولاد مین بعض صاحب مذہب امامیہ رکھتے تھے اُسکو آپ کے شیعہ ہونے کی دلیل گردانتے تھے لیکن تحقیقاً یہ امر ہو کہ سید صاحب سُنی المذہب تھے

اور انکی اولاد مین زیادہ تر علما، و مشائخ سنی المذہب ہوئے تاریخ وفات آپکی راقم کو معلوم نہین ہوئی۔

ذکر حضرت مسعود نخاسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید مسعود نخاسی بظاہر ایک مرد مجذوب تھے لیکن بہت بڑے صاحب باطن تھے حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء سے فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ خواجہ زین الدین جو مدرسہ معزیہ مین رہتے تھے (جنکا ذکر آیندہ لکھا جائیگا اور مدرسہ معزیہ اور جامع مسجد کا ذکر دوسرے حصہ مین لکھین گے) خواجہ مذکور نے ایک روز مسعود نخاسی کو مدرسہ مین بلایا اور کہا کہ ہمکو کچھ فائدہ پہونچائیے مسعود نے کہا کہ اول شراب لاؤ خواجہ زین الدین نے شراب کے واسطے غلام کو بھیجا جب شراب آئی تو مسعود نخاسی کے سامنے پیش کی مسعود اُٹھے اور کہا کہ حوض مسجد کے کنارہ پر شراب ہوگا چنانچہ حوض کے کنارہ پر جا کر بیٹھے اور سب لوگ ساتھ گئے خواجہ زین الدین سے کہا کہ تم ساقی بنو اور ہمکو پیالہ بھر بھر کر دو چنانچہ وہ پیالہ بھر کر مسعود مجذوب کو دیتے تھے اور وہ پیتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ شراب پی کر مست ہو گئے اُسکے بعد کپڑے اُتار کر پانی مین گھس گئے اور پھر باہر نکل آئے اور کہا کہ اب مجھ سے فائدہ کی باتین سُن یہ پانچ خصلتین نگاہ رکھنا چاہیے اول یہ کہ گھر کا دروازہ کھلا رکھ جو کوئی آوے اُسے منع نہ کر دویم یہ کہ کشادہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ رہ سیوم یہ کہ جو کچھ قلیل یا کثیر میسر ہو اُسکے دینے مین دریغ نہ کر چہارم یہ کہ اپنا بوجھ کسی پر مت رکھ پنجم یہ کہ اور لوگون کا بار اپنے کندھے پر لے۔ یہان تک ہم نے اخبار الاخیار اور فوائد الفواد سے لکھا ہے اور ذکر شریف حضرت حسن شیخ شاہی سلطان العارفین مین آپ کا کچھ ذکر ہم

خوارق عادات و کشف کرامات کی بابت لکھ چکے ہین اس مقام پر دوبارہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہین ہی تاریخ وصال آپ کی صحیح معلوم نہین ہی لیکن اہل محلہ جہان آپ کی قبر واقع ہے ۲۹۔رمضان المبارک کو عرس کرتے ہین اس ماہ مبارک مین بہت عرس لوگون نے مقرر کر دیے ہین۔ واقعی تاریخ انتقال سوائے حضرت سلطان العارفین و بدرالدین شاہ ولایت صاحب تحقیقاً ثابت نہین ہی قبر شریف حضرت کی زیر دیوار شرقی جامع مسجد بدایون گوشہ شمال لب سڑک پر واقع ہی حریم بھی قبر کے آس پاس بنا دی گئی ہے۔

ذکر شریف حضرت شیخ علی مولا بزرگ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت بہت بڑے اولیاء زمانہ قدیم سے ہین حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہین بہت سی کرامت اپنے شیخ سے اُنھون نے حاصل کی اور کرامت آپ کی مشہور ہی آپ نے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کے سر مبارک پر دستار فضیلت اپنے دست مبارک سے باندھی تھی جسکا تذکرہ ہم ذکر خیر حضرت محبوب الٰہی مین کرینگے حضرت محبوب الٰہی نے اپنا سر حضرت کے سامنے جُھکا دیا تھا آپ نے دعا فرمائی تھی کہ حق تعالیٰ تمکو علماء دین سے کرے چنانچہ آپ کی دعا مقبول ہوئی خیر المجالس مین حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے منقول ہی کہ بدایون مین اُس زمانہ مین دو علی مولا تھے ایک علی مولا بزرگ جو مرید شیخ جلال[1] تبریزی کے تھے اور دوسرے بوتت

[1] مسافرنامہ حضرت قطب الاقطاب العالم مخدوم جہانیان جہان گشت مین مندرج ہی کہ شیخ جلال الدین تبریزی بادشاہ تھے بادشاہی ترک کرکے سیر واپنے بیٹھے گئے کی اور بہت سا مال ولقد لیکر خدمت مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے آئے اور زر نقد و مال شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے پیش کیا حضرت شیخ نے زر نقد و مال قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ مال و نقد خدا کی راہ مین

دستار بندی حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کے بلائے گئے تھے مقبولیت عظیم رکھتے تھے اور صاحب یقین تھے آپ کچھ نہیں جانتے تھے صرف پنج وقتہ نماز ادا کرتے تھے

مساکین و محتاجین کو دیدو چنانچہ حضرت جلال تبریزی نے وہ مال محتاجوں کو تقسیم کر دیا اور پورانا خرقہ زیب بدن کیا حضرت شیخ الشیوخ نے شیخ جلال سے فرمایا کہ ابھی بوئے سلطنت تمہارے دماغ میں ہے چار سال تک ڈھیلہ استنجا اور آب وضو درویشان کے لیے خود رکھا کرو تو تمہارے دماغ سے بوئے بادشاہی جاتی رہے چنانچہ حضرت جلال تبریزی نے ایسا ہی کیا اور چار سال تک جو حکم انکے پیر و مرشد کا تھا باحتیاط تمام انجام دیتے رہے اور ثابت قدم رہے اور نظر عنایت پیر و مرشد سے مالا مال ہو کر واصل بحق ہوئے شیخ جلال تبریزی مرید شیخ ابو سعید تبریزی کے تھے بعد وفات اپنے پیر کے خدمت شیخ شہاب الدین سہروردی میں مدت تک رہے فیض حاصل کیا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ العزیز ہر سال سفر حج کو تشریف لیجاتے تھے شیخ بہت بڈھے اور ضعیف ہو گئے تھے آپ کے واسطے خوراک ہر وقت شیخ جلال تبریزی اپنے ساتھ رکھتے تھے اور دیگ اور چولھا ساتھ اپنے لیے چلتے اور سر پر رکھ کر لیجاتے اور آگ بھی اسمیں ہوتی مگر سر جلال تبریزی کا نہ جلتا تھا جس وقت حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کھانا طلب فرماتے تو حضرت شیخ جلال الدین طعام گرم انکے روبرو پیش کرتے اور خواجہ قطب الدین شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہما حضرت جلال تبریزی سے بہت محبت رکھتے تھے ذکر انکا کتبہائے مشایخ چشتیہ میں بہت کچھ مندرج ہے اور آپ کی کرامتیں بے انتہا مشہور و معروف ہیں اب ہم کچھ حال حضرت شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بمقام بدایوں تشریف لانے اور عرصہ تک سکونت اختیار فرمانے کا اس مقام پر درج کرتے ہیں کیونکہ خواجہ علی مولا بزرگ و مولانا سید علاء الدین اصولی قاضی کمال الدین جعفری بدایونی و دیگر بزرگان بدایوں آپ کے مرید و خلیفہ ہوئے اور آپ سے فیض حاصل فرمایا آپ سات برس تک بغداد شریف میں مقیم رہے اور حج بیت اللہ اور مدینہ طیبہ کو حضرت شیخ شہاب الملۃ والدین حضرت شہاب الدین سہروردی کے محافہ کے ساتھ پا پیادہ تشریف لیجاتے تھے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ جب حضرت شہاب الدین سہروردی ایک مرتبہ حج بیت اللہ سے بغداد شریف میں واپس آکر تشریف لائے اور اپنی خانقاہ میں جلوس فرمایا تو ہر ایک مرید اور معتقد حضرت کے سامنے ہوتا تھا اور ہدیہ نفیس پیش کرتا تھا ایک عورت نیک بخت آئی اور اسنے ایک درم پیش کیا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے جملہ ہدایا جو پیش ہوئے تھے مریدوں کو اشارہ کیا اور فرمایا کہ جو چیز جس کسی کو پسند ہو اس ہدیہ میں سے لیلے سب لوگوں نے عمدہ عمدہ چیزیں پسند کر کے لیلیں شیخ جلال الدین تبریزی نے وہ ایک درم جو ایک عورت صالحہ لائی تھی قبول فرمایا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین نے فرمایا کہ جو کچھ تبرک کی چیزیں ہدایا میں تھی وہ یہی ایک درم تھا کہ جسکو جلال تبریزی نے حاصل کیا اور کسی کے واسطے کوئی چیز نہ چھوڑی حضرت شیخ احمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کعبۃ اللہ شریف میں شیخ جلال الدین کے ہمراہ

جملہ مشائخ و علماء و خلائق اُنکو متبرک سمجھتے تھے اور پاؤن چومتے تھے اور مقبولیت اُن مین ظاہر تھی جو کوئی اُنکو دیکھتا وہ بہ تحقیق جانتا کہ یہ خدا کے دوست ہین اب ہم اُنکے ابتدائی

تھا قافلہ ایک ایسی سخت جگہ پر پہونچا کہ چلتے چلتے قافلہ والون کے پاؤن مین آبلے پڑ گئے اور مرکب یعنے سواریان بھی چلنے سے عاجز رہین ایک مقام پر جب پہونچے تو وہان ایک گلہ شترون کا نظر آیا اور وہ اونٹ فروخت ہوتے تھے ہر ایک اونٹ کی قیمت بیس اشرفی مالک شتران نے مقرر کی تھی بس جن لوگون کو طاقت خریداری کی تھی اُنھون نے اونٹ خرید کر لیے اور جو بیچارے مفلس تھے وہ خریداری سے معذور رہے اور نہایت مایوس تھے چلنے کی طاقت نہ تھی اُسوقت حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکان اشتران کو طلب فرمایا اور دریافت فرمایا کہ کسقدر اونٹ تمھارے بکنے سے باقی رہے ہین پانسو اونٹ فروخت سے باقی تھے حضرت شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ نے یا لطیفُ یا لطیفُ زبان سے فرما کر دست مبارک ریت کے اندر ڈالا ہر ایک مٹھی مین بیس بیس اشرفی ریت سے نکالتے تھے اور مالکان اشتران کو قیمت مین دیتے یہان تک سب اونٹ مالکان سے خرید کر کے مستحقین کو بخشدیے اور آپ پاپیادہ بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے حضرت مولانا شیخ فخر الدین زرادی سے منقول ہے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جب بغداد شریف سے دار الخلافہ دہلی مین آئے تو وہ عہد سلطان شمس الدین التمش کا تھا سلطان آپ کے کمالات سے بخوبی پہلے سے واقف تھا آپ کی تشریف آوری سنکر واسطے استقبال حضرت کے خود شہر سے باہر آیا اُس زمانہ مین شیخ الاسلام دہلی کے شیخ نجم الدین صغری تھے وہ سلطان کے ہمراہ مع جملہ مشائخ شہر کے ہوگئے جسوقت سلطان نے حضرت جلال الدین کو دیکھا فوراً گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور حضرت کی طرف دوڑا اور بہ تعظیم تمام اپنے ساتھ شہر کو لایا شیخ نجم الدین صغری سے سلطان نے دریافت کیا کہ حضرت کو کس جگہ مقیم کیا جائے شیخ نجم الدین کو آپ کی اسقدر تعظیم سلطان کی دینا پسند نہین آئی تھی اس لیے دل مین کچھ حسد پیدا ہوا۔ ایک قصر سلطانی متصل محل سلطان التمش کے بہت عمدہ بنا ہوا تھا اور اُسمین جنات کا دخل تھا نجم الدین صغری نے وہ قصر جائے قیام حضرت شیخ کے واسطے بتلایا سلطان نے جواب دیا کہ ایسے خانہ مشوش اور پر وحشت مین ایسے مہمان عزیز کو فروکش کرانا مناسب نہین ہے شیخ الاسلام نے عرض کیا کہ یہ بات دو حال سے خالی نہین ہے یا تو یہ شخص کامل ہین یا ناقص اگر کامل ہین تو اس مکان کو جنات سے خالی کرا دینگے اور اگر ناقص ہین تو سزا انکی یہی ہے القصہ یہ گفتگو آہستہ آہستہ باہم سلطان اور شیخ الاسلام کے ہوتی تھی لیکن نور باطن سے حضرت جلال الدین تبریزی کو معلوم ہوگیا اور فرمایا کہ اے نجم الدین کنجی اُس مکان کی جسمین آسیب ہے لا دیجیے تاکہ مین اپنے جانے سے پیشتر ایک درویش کو بھیجون کہ صفائی کر دیوے جب کنجی حاضر کی گئی تو ایک خادم حضرت جلال تبریزی کا جسکا نام تراب تھا اُسکو شیخ نے حکم دیا کہ قفل مکان کا کھول کر اندر جاؤ اور بہ آواز بلند کہدو کہ اے اجنہ شیخ جلال تبریزی آتا ہے جلد تر مکان سے باہر جاؤ ایک مدت تک تم اس مکان مین

مرید ہونے کا حضرت جلال الدین تبریزی سے کچھ حال کتاب اخبار الاخیار سے لکھتے ہین ذکر جلال الدین تبریزی مین یہ حال مفصل درج ہی اور نیز فوائد الفواد مین

مقیم رہے اب شیخ یہان سکونت رکھے گا اور یہ حمایل شریف ہماری اُس مکان مین آویزان کردو کہتے ہین کہ جسوقت خادم مذکور نے مکان مسطور مین پہونچکر پیغام شیخ کا کہا تو ایک تفرقہ عظیم جنات مین پڑا اور ایکبارگی دہوان اُٹھا اور سب بھاگ گئے حضرت شیخ نے اُسیوقت مکان مین نزول اجلال فرمایا حضرت محبوب الہی سے منقول ہی کہ جب شیخ جلال تبریزی دہلی مین پہونچے تو اُسکے دوسرے روز واسطے ملاقات حضرت سلطان المشایخ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز کے اپنے مکان سے روانہ ہوئے حضرت خواجہ قطب صاحب نزدیک موضع کیلوگدہی کے اُس زمانہ مین مقیم تھے حضرت خواجہ صاحب کو نور باطن سے معلوم ہوا کہ شیخ جلال الدین بقصد ملاقات تشریف لاتے ہین خواجہ قطب صاحب اپنے مکان سے واسطے استقبال کے باہر تشریف لائے شیخ جلال کے ساتھ دو بزرگ اور آئے تھے اُس روز حضرت شیخ المشایخ قطب الملة کے یہان ایک جماعت درویشون کی جمع تھی اور سماع مین مشغول تھی اور وجد و حال درویشون کو اس شعر پر تھا شعر

در میکدہ وحدت ہشیار نمی گنجد	در عالم یکرنگی اغیار نمی گنجد

اور وہ رات شب جمعہ تھی نماز جمعہ مسجد مین ہر ایک بزرگوار نے جمع ہوکر ادا کی اور پھر اپنے اپنے قیامگاہ پر تشریف لیگئے سیر العارفین مین مندرج ہی کہ اُسی زمانہ مین شیخ جلال تبریزی نے ایک غلام ترکی صاحب جمال نوعمر بہت حسین خرید کیا تھا اور حضرت شیخ اُسکو بہت دوست رکھتے تھے اور موسم بہار کا تھا سلطان اپنے مکان کے بالاخانہ سے اُس مکان کے صحن کو جسمین حضرت شیخ کو مقیم کیا تھا بخوبی دیکھ سکتا تھا ایک روز سلطان نے شیخ نجم الدین صغری سے فرمایا کہ آج نماز فجر کی آپ ہمکو اپنی امامت سے تشریف لاکر پڑھائین چنانچہ نجم الدین صغری نے امام ہوکر سلطان کو نماز صبح کی پڑھائی اتفاق سے حضرت شیخ جلال تبریزی اپنی عادت کے موافق اول وقت نماز صبح کی ادا فرما چکے تھے اور اُس صحن مکان مین تکیہ لگائے لیٹے ہوئے تھے اور وہ غلام ترک حضرت کے پاؤن داب رہا تھا شیخ نجم الدین صغری نے جو اس ہیئت سے شیخ کو دیکھا فوراً سلطان کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لاکر دکھلایا اور کہا کہ آپ ایسے فقیرون پر اعتقاد رکھتے ہین کیا یہ وقت سونے کا ہی اور ایسے غلام کو اپنے ساتھ رکھنا الغرض سلطان نے جواب دیا کہ شاید نماز فجر کی پڑھ چکے ہون کچھ مضایقہ نہین ہی اُسی وقت حضرت جلال تبریزی کو نور باطن سے یہ واقعہ ظاہر ہوگیا اور چادر روے مبارک سے ہٹا کر باواز بلند کہا کہ اے نجم الدین اگر ذرا پہلے تو دیکھتا تو اس غلام کو میری بغل مین پاتا اور یہ کہکر چادر اپنے مُنھ پر ڈال لی اور شغل باطن مشغول ہوئے سلطان شمس الدین نے شیخ نجم الدین صغری سے کہا کہ تو نے دیکھا کہ مین نے بھی تیری اس حرکت سے اور

بھی مذکور ہے کہ شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ جب بدایون پہونچے ایک روز دہلیز خانہ
مین تشریف رکھتے تھے ایک مرد جغرات فروش ایک مٹکی دہی کی سر پر رکھے شیخ کے سامنے

تو نے خود پشیمانی اٹھائی اور یہ بھی کہا کہ ایسا شخص شیخ الاسلام ہونا چاہیے کہ جو حقیقت حال کی جانے اور
بادشاہ کو مسلمانون پر شیخ الاسلام جیسا کہ تو ہے مقرر نہ کرنا چاہیے سید خورد مبارک کرمانی فرماتے ہین کہ ان
کلمات سلطان شمس الدین التمش سے نجم الدین صغری کو انفعال ہوا گر حسد شیخ جلال تبریزی
سے نسلو درجہ زیادہ ہوگیا اب اس فکر مین نجم الدین صغری ہوئے کہ حضرت شیخ جلال کو کسی تہمت اور
بہتان مین متہم کیا جائے اُس زمانہ مین شہر دہلی مین ایک عورت مطربہ یعنی ڈومنی نہایت درجہ کی حسین اور
نغمہ سرا تھی اکثر شاہزادے اُس سے محبت رکھتے تھے کبھی وہ عورت بھی حضرت شیخ جلال الدین کی خدمت مین
زیارت کو آتی اور پھر شیخ نجم الدین صغری کے یہان جایا کرتی تھی اُسکا نام گوہر تھا نجم الدین صغری نے
اُس سے کہا کہ اگر تو شیخ جلال الدین تبریزی کا عاشق ہونا اپنا اوپر ظاہر کرے اور مین جس جگہ بتاؤن
وہان چل کر اقرار کرے اور یہ بھی ظاہر کر کہ میرے ساتھ فحش کام شیخ نے کیا ہے تو مین تجھکو پانسو دینار دونگا
منجملہ اُس پانسو کے ڈھائی سو پچاس اب دیتا ہون اور بقیہ جس جگہ تو کہے امانت رکھہ دیتا ہون اُس عورت نے
قبول کیا اور رخصت دینا رسے لیے بقیہ ڈھائی سو پچاس ایک شخص احمد مشرف نامی ابقال کے پاس بشرط الوفاء
وعدہ ہونے کے امانتاً جمع ہوئے بعد اس کام کے نجم الدین صغری نے اس بہتان کی شہرت دی
اور یہ ماجرا سلطان کے سامنے پیش کیا اور اُس عورت سے اقرار کرا دیا سلطان نے کہا کہ یہ عورت اپنے
زنا پر خود مقر ہے لیکن بلا شہادت کے حضرت جلال الدین پر کچھ ثبوت نہین ہے اور تم چونکہ خود مدعی ہوئے ہو
اسلیے تمھارا قول کافی نہین ہے لہذا کوئی دوسرا حکم اس معاملہ مین ہونا چاہیے وہ جو حکم فرمائے اُس پر محضر مشایخ
کا ہونا چاہیے القصہ تمام مشاہیر علماء و مشایخ دیار ہند کو حکم سلطانی صادر ہوا کہ دار الخلافہ دہلی مین حاضر آئین
اور مجلس کو اپنے قدوم مبارک سے بہرہ مند فرمائین تھوڑے ہی دنون مین تمام مشائخ کبار و علماء دیار صاحب
علم ظاہری و باطنی و صاحب اعتبار دہلی مین تشریف لائے اور چند اولیاء نامی گرامی مثل حضرت شیخ المشائخ
حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ العزیز بھی تشریف فرما ہوئے اور جامع مسجد دہلی مین جمع ہوئے
سلطان شمس الدین التمش نے نجم الدین صغری سے کہا کہ انہین سے جنکو تم اعلیٰ درجہ کا مشائخ
یا اولیاء جانتے ہو انکو اس معاملہ کا حکم کرو تاکہ حق ظاہر ہو شیخ نجم الدین نے شیخ بہاؤ الدین ذکریا قدس
سرہ العزیز کو نامزد کیا اور وجہ انکے انتخاب کی یہ تھی کہ حضرت شیخ المشائخ بہاؤ الدین ذکریا حضرت شیخ الشیوخ
شہاب الدین عمر سہروردی سے رخصت حاصل کر کے ملتان مین تشریف لائے تھے اور حضرت شیخ
جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شہاب الدین سہروردی سے رخصت ہو کر حضرت شیخ
فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین کچھ عرصہ تک ساتھ رہے تھے جب جلال تبریزی

گذرا اور وہ حضرات فروش چوروں کی اُس جماعت سے تھا جو گرد و نواح بداؤن کے رہتے تھے جب نظر اس مرد کی حضرت جلال الدین کے روے مبارک پر پڑی فوراً دل اُسکا

ہندوستان تشریف لائے تو حضرت شیخ المشائخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی نے جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس سفر مین کون سے شخص سب سے بڑے صاحب کرامت سے ملاقات کی شیخ جلال نے کہا کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار کو مین نے بڑا صاحب کشف و کرامات پایا حضرت بہاؤ الملۃ نے پوچھا کہ اُن سے کس قسم کی صحبت مین گفتگو ہوئی اور کیا صحبت رہی شیخ نے فرمایا کہ جب حضرت شیخ فرید عطار نے مجکو دیکھا تو دریافت کیا کہ اسے درویش تو کہان سے آتا ہے مین نے کہا کہ بغداد سے فرمایا کہ اُس جگہ مقبول حق سے کون ہے مین نے کچھ جواب نہین دیا حضرت بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے کس واسطے حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ العزیز کا اسم مبارک نہین لیا حضرت شیخ جلال نے کہا کہ اسوقت عظمت استغراق حضرت شیخ فرید عطار نے مجکو ایسا محو کر دیا کہ ہرگز مجکو شیخ الشیوخ یاد نہ آئے اس سخن سے خاطر مبارک حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا اُنسے مکدّر تھی پھر دونون صاحب جدا ہو گئے یہ بات نجم الدین صغری کو معلوم تھی کہ حضرت بہاء الدین ذکریا حضرت جلال تبریزی سے ناراض تھے اسوجہ سے انکو حکم مقرر کیا الغرض بعد اداے نماز جمعہ صحن مسجد مین اکابر صف بصف بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ نجم الدین صغری نے اُس مطربہ کو حاضر کیا اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کو طلب کیا جسوقت جلال تبریزی مسجد مین تشریف لائے اور اپنا جوتا پاؤن سے اوتارا تمام مشائخ اور علماء اُنکے استقبال کو سروقد اُٹھے اور حضرت شیخ المشائخ بہاء الدین ذکریا نے دوڑ کر کفش اُنکی اُٹھا لین اور اپنی آستینون مین رکھ لین اور مجلس مین آکے بیٹھے سلطان نے نجم الدین صغری سے کہا کہ اُٹھ اور دیکھ کہ جسکو کہ حکم بنایا تھا اُس نے اسقدر تعظیم جلال تبریزی کی کی حضرت سلطان المشائخ بہاء الملت نے فرمایا کہ مجکو واجب ہے کہ خاک کفش جلال تبریزی کو سرمہ بنا کر اپنی آنکھون مین لگاؤن کیونکہ یہ سات برس تک سفر اور حضر مین شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ العزیز کے ساتھ رہے ہین تعظیم انکی واجب ہے لیکن مین نہین چاہتا کہ شیخ نجم الدین صغری یہ بات کہے کہ اگر کوئی عیب اُنمین ہے تو مین اس تعظیم سے چھپاؤن اگرچہ تمام اہل اللہ پر روشن ہے کہ اس ذات پاک سے ایسا نہوا ہوگا مگر اُس مطربہ کو میرے روبرو حاضر کرو تاکہ حق ظاہر ہووے پس بحکم شیخ المشائخ وہ مطربہ سامنے بلائی گئی شیخ المشائخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کچھ سچ حال ہو وہ تو کہہ ورنہ خراب ہوگی مطربہ نے باواز بلند کہا حق تعالے حاضر و ناظر ہے یہ اتہام محض دروغ اور افترا ہے شیخ جلال تبریزی آب حیات سے پاک تر ہے شیخ نجم الدین نے مجکو پانسو دینار سرخ دینے کو کہے منجملہ اُسکے دو سو پچاس دیدیے ہین اور دو سو پچاس احمد مشرف اقبال کے پاس امانت رکھے ہین احمد مشرف بھی حاضر کیا گیا اُسنے بھی تائید قول مطربہ کی کی اور دہ

پھر گیا شیخ نے اُسکی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اُس حضرات فریش نے کہا ایسے مرد بھی ہوتے ہین اور فوراً ایمان لایا شیخ نے اُس مرد کا نام علی رکھا اور پہلا نام ایام جاہلیت کا تھا سبحان اللہ

دینار حاضر کردیے تب تو نجم الدین صغری بہت ہی منفعل ہو کر بیخود ہو گئے سلطان شمس الدین نے اسوقت عہدہ شیخ الاسلامی سے انھین معزول کردیا اور حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس عہدہ پر نامزد فرمایا حضرت شیخ جلال تبریزی نے زیادہ سزا دلانا مناسب نہ سمجھا من مولف ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ اسی زمانہ مین حسد پھیلا ہوا ہے لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ قدیم مین بھی یہ بلا بعض لوگون مین پھیلی ہوئی تھی خواجہ آتش نے کیا خوب فرمایا ہے شعر

بغض و حسد سے خالی پایا نہ یان کسی کو	ساکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

الغرض حضرت جلال تبریزی نے فرمایا کہ یہ شہر اب رہنے کے قابل نہین ہے سکونت وہان کی ترک کرکے بدایون مین تشریف لاکر ایک عرصہ تک سکونت اختیار کی اور بہت سے فیوض اور برکات آپ کے اہل بدایون پر جاری ہوئے بدایون مین آکر آپ نے ایک مسجد متصل محل الف خان والے کے جواب محلہ معمارون کا مشہور ہے اور جہان ہمارے دوست مولوی محمد التفات حسین صاحب نے ایک بہت بڑا دیوان خانہ تعمیر کیا ہے تعمیر کرائی میان اکرام اللہ محشر بدایونی کتاب روضۃ الصفا مین لکھتے ہین کہ حضرت جلال تبریزی نے معمار کو وقت بنیاد کے کعبہ معظمہ دکھا دیا کہ ٹھیک اُسکی سمت جانب قبلہ کرے وہ مسجد صحیح طور سے سمت قبلہ کو تعمیر ہوئی حضرت محبوب الٰہی سے فوائد الفواد مین منقول ہے کہ خطہ بدایون مین ایک دن حضرت شیخ جلال تبریزی لب آب یعنے دریا سوت کے کنارہ پر مع ایک جماعت درویشون کے بیٹھے تھے کہ ایکبارگی اُٹھے اور وضو فرمایا اور درویشون سے کہا کہ آؤ نماز جنازہ نجم الدین صغری کی ادا کردین سنے آج دنیا سے بمقام دہلی انتقال کیا اگرچہ اُسکی تہمت کی وجہ سے مین شہر دہلی سے باہر آیا لیکن بہ برکت میرے پیر و مرشد کے وہ دنیا سے کوچ کر گیا بعد چند روز کے بدایون مین یہ خبر پہونچی کہ اُسی روز اُسی وقت کہ جس ساعت نماز جنازہ کی بدایون مین شیخ جلال تبریزی نے پڑھی تھی رحلت نجم الدین صغری کی دہلی مین ہوئی تھی - اب ہم کچھ تھوڑا سا ذکر آپ کی کرامتون کا اور لکھتے ہین اور کچھ ہم بعض خوارق عادات آپ کے ذکر حضرت سید علاء الدین اصولی و قاضی کمال الدین جعفری کے بیان مین بھی لکھین گے - کتاب راحت القلوب مین حضرت محبوب الٰہی سے منقول ہے کہ حضرت فرید الملت والدین نے ۱۹ - رجب المرجب ۶۵۵ھ مین اس طرح سے فرمایا ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور حضرت جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہما سے ایک مرتبہ باہم ملاقات ہوئی اُسوقت حضرت فرید الملۃ فرماتے تھے کہ مین بھی موجود تھا باہم گفتگو یعنے اپنے حالات سفر کی ہر دو صاحبون نے بیان فرمانا شروع کی حضرت جلال تبریزی نے ارشاد کیا کہ ایک دفعہ مین ملک تبریز مین مسافر تھا وہان بہت سے بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوا اور انکی خدمت سے بہت ہی نعمت حاصل ہوئی القصہ

کیا عنایت الہی شامل حال علی مولا کی ہوئی کہ کس حالت ضلال سے کس درجہ کمال پر
پہونچے بقول شخصیکہ شعر

خدا کی دین کا موسی سے پوچھیے احوال — کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہوجائے

ایک بزرگ کی ملاقات کا ذکر ہے کہ وہ غار مین جو شہر سے متصل تھا رہتے تھے جب مین اُنکے پاس پہونچا تو وہ
نماز مین مصروف تھے مین نے توقف کیا یہان تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے اُسوقت مین نے سلام
کیا اُنھون نے جواب سلام میرا نام لیکر دیا مین حیران ہوا کہ میرا نام اُنکو کیونکر معلوم ہوا پہلے مین نے یہی
سوال کیا کہ آپکو میرے نام سے کیونکر اطلاع ہوئی بجواب اُسکے اُنھون نے فرمایا کہ تبایا مجکو جاننے والے
خبردار نے جو تمھین یہان لایا ہے اُسنے تمھارے نام سے مجھے اطلاع دی مین یہ سُنکر قدمون پر گرا آپنے
مجھے اُٹھاکر بیٹھنے کے واسطے ارشاد فرمایا مین بیٹھ گیا اُنھون نے اپنی حکایت بیان فرمانا شروع کی کہ
تمھاری طرح مین بھی مسافرت کرتا تھا اصفہان مین ایک بزرگ سے ملاقی ہوا وہ بزرگ بڑے صاحب
کمال تھے عمر اُنکی ایک سو پچاس سال سے تجاوز کر گئی تھی فرماتے تھے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا
مرید ہون اہل شہر کو اُنسے بہت اعتقاد تھا جسکے حق مین دعا فرماتے قبول ہوتی یہ فرماکر اُنھون نے ارشاد فرمایا
کہ مین نے ایکہزار ستر اولیا اللہ کی خدمت کی ہے ہر ایک نے مجھے نصایح فرمائین آخری ملاقات میری شمس العارفین
سے تھی اور آخر نصیحت اُنکی یہ تھی کہ اے درویش اگر تجکو واصل الی اللہ ہونا منظور ہے تو دنیا سے بیزار رہو اور اُسمین مشغول
نہو جو دنیا سے بیزار رہتا ہے واصل بحق ہوا بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ مین رات کو مقیم رہا دور دشیان عالم غیب سے
ہویدا ہوئین اُنھون نے ایک میرے سامنے رکھی مجھسے کھانے کو ارشاد فرمایا جب مین نے کھائی انحدر تکلف
معلوم ہوئی پھر مجھسے ارشاد فرمایا کہ اس گوشہ مین جاکر ایک ثلث شب مشغول بہ نماز مراقبہ ہو مین نے تعمیل ارشاد
کی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص سبز پوش آیا اور اُسکے ساتھ سات شیر آئے اور وہ
سلام کرکے اُسکے مقابل بیٹھ گئے مجھے اس تعجب انگیز واقعہ سے حیرت ہوئی کہ الہی تیرے ایسے بھی بندہ ہین
کہ شیرون نے اُنسے اُنس اختیار کیا ہے الغرض اُن بزرگ نے کلام اللہ شریف آغاز کیا اور آخر شب تک دو مرتبہ
کلام اللہ شریف ختم کیا یہان تک کہ صبح ہوگئی مین نے نماز صبح اُنکے ہمراہ ادا کی اُنھون نے مجھے سبز پوش بزرگ
سے ملاقات کرائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ میرے بھائی خضر علیہ السلام ہین مین اُنسے بغلگیر ہوا اُنھون نے
مجھ پر بہت شفقت اور مرحمت فرمائی بعدہٗ وہ بزرگ مع شیرون کے چلے گئے شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ مین نے بوقت اشراق اُنسے اجازت روانگی کی طلب کی فرمانے لگے اے جلال جاتے ہو تو جاؤ
الا لازم ہے کہ ہمیشہ درویشون کی خدمت کرتے رہنا اور اپنی ذات کو اُنکے پلہ مین باندھنا اور بجا آوری احکام
خداوندی مین ذرا سستی نکرنا ورنہ مقامات اعلیٰ سے رہ جاؤگے۔ یہان سے تھوڑی دور پر چشمہ آب ہے دو شیر
اُسکے محافظ ہین کسی کو اُس راہ سے گذرنے نہین دیتے جانے والے کو آزار پہونچاتے ہین تم اُس مقام پر

اسی قصہ کا تذکرہ کتاب اسرار الاولیاء میں حضرت بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید الملۃ والدین اُس دہلیز خانہ میں اُسوقت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بدایون میں بیٹھے ہوئے تھے جب شیخ علی مولا نے اسلام قبول کیا

ہو پہنچو تو میرا نام اُن شیرون کے روبرو ولینا وہ تمکو راستہ دینگے اور کچھ ضرر نہین پہونچائینگے حضرت شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین بعد وصایا کے روانہ ہوا جب اُس چشمہ پر پہونچا وہ شیر ژیان مجھ پر حملہ آور ہوئے اور چاہتے تھے کہ مجھے پھاڑ ڈالین مین نے بہ آواز بلند کہا کہ فلان بزرگ کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گھر واپس جاتا ہون جب انھون نے نام اُس بزرگ کا سُنا حملہ سے باز رہے میرے پاس آکر میرے تلوؤن سے اپنی آنکھین ملتے تھے اور عاجزی کرتے تھے پھر وہ اپنے مقام پر واپس گئے اور مین بخیریت تمام وہان سے گذرا یہان تک ہم نے کتاب راحت القلوب سے جو متعلق حضرت شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس ہشتم مین درج تھا لکھا ہے باقی حالات عجیب و غریب سیاحت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مجلس مین درج ہین وہ ہم نے نہین لکھے ہین جس کسی کو اُن حالات کا بھی دیکھنا منظور ہو وہ کتاب مذکور مین دیکھلین حضرت سید محمد گیسو دراز کے ملفوظات موسوم بہ جوامع الکلم مین مندرج ہے کہ شیخ فریدالدین گنج شکر اپنے ایام خورد سالی مین ازحد مشغول بخدا تھے چنانچہ لوگ اُنکو قاضی بچہ دیوانہ کہتے تھے ایک مرتبہ شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اُس شہر مین جہان شیخ فرید رہتے تھے سفر کرتے ہوئے پہونچے لوگون سے دریافت کیا کہ اس شہر مین کوئی درویش ہے جواب ملا کہ ایک لڑکا دیوانہ ہے کہ وہ جامع مسجد مین رہتا ہے شیخ جلال الدین اُنکے دیکھنے کو گئے اُسوقت ایک انار شیخ جلال کے ہاتھ مین تھا وہ انار شیخ فریدالدین کو دیا حضرت شیخ فریدالدین روزہ دار تھے شیخ فرید نے اُس انار کو توڑ کر حضار مجلس کو تقسیم کر دیا اتفاق سے ایک دانہ انار کا اُس جگہ پڑا رہا تھا بوقت افطار حضرت شیخ فرید نے اُس دانہ سے روزہ کھولا بمجرد کھانے اُس دانہ کے حضرت بابا فرید کے حالات مین ترقی اور مدارج مین زیادتی ایک درجہ سے منلو درجہ پر پہونچ گئی اُسوقت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ نے افسوس کیا کہ مین نے وہ تمام انار کیون نہ کھا لیا جب حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ بخدمت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے پہونچے تو یہ ذکر خدمت مین خواجہ صاحب کے کیا اور اپنا افسوس اُس انار کے کل دانہ نہ کھانے کا ظاہر کیا حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بابا فرید جو کچھ کہ تھا وہ اسی ایک دانہ مین تھا جو باقی رہ گیا تھا۔ قصہ مختصر حضرت شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بدایون سے بعد سکونت کئی سال کے بنگالہ تشریف لے گئے اور وہان مقام پنڈوہ مین جو لکھنوتی یعنے گوڑ کے قریب ضلع مالدہ مین ایک پرانا قصبہ ہے تا بحیات مقیم رہے اُنکی وفات کے بعد اُس مقام پر سلطان علاء الدین علی شاہ بنگالہ نے ایک خانقاہ بھی تعمیر کرادی جو اب جلال تبریزی کی بارہ دری کے نام سے مشہور ہے ابن بطوطہ سیاح مغربی نے جو سلطان محمد تغلق کے

تو اپنے گھر گئے اور ایک لاکھ جیتل جو اُس زمانہ کا مروج سکہ تھا خدمت میں شیخ کے لائے اور شیخ کی نذر کیے شیخ نے قبول فرما کر کہا کہ تم اسکو اپنی تحویل میں رکھو جس مصرف میں میں کہوں لانا وہ سکہ چاندی کا ہر کسی کو دیتے تھے کسی کو سو درم کسی کو پچاس لیکن پانچ سے کم درم دینے کا کسی کو حکم نہیں دیتے تھے چند عرصہ میں وہ سب چاندی اسی طرح صرف ہو گئی صرف ایک درم باقی رہگیا علی مولا کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال گذرا کہ ایک درم باقی رہ گیا ہے

زمانہ میں ہندوستان آیا تھا بنگالہ میں حضرت جلال تبریزی کی زیارت کا شرف حاصل کیا اُسنے اپنے سفرنامہ میں اُنکی بہت سی کرامتیں بیان کی ہیں اور لکھا ہے کہ اُنکی عمر ۱۵۰ سال کی تھی دُبلے پتلے کشیدہ قامت شخص تھے اور جسوقت ہلاکو کے ہاتھ سے بغداد تباہ ہوا تھا وہاں موجود تھے کرامتوں کی ذیل میں لکھا ہے کہ میرے آنے کا حال کشف سے دریافت کرکے اپنے بعض مریدوں کو دو منزل آگے میرے استقبال کو بھیجا جب میں سامنے آیا تو حضرت ایک عمدہ قسم کا جبہ پہنے بیٹھے تھے میں نے دل میں کہا کہ یہ جبہ مجکو عنایت کریں تو بہتر ہے اُسی وقت وہ جبہ اُتار کر مجکو دیا اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ یہ جبہ اسکی قسمت کا نہیں ہے ایک کافر بادشاہ اس سے چھین کر میرے ایک بھائی کو دیگا ابن بطوطا لکھتا ہے کہ میں نے عہد کیا کہ کسی بادشاہ کے سامنے یہ جبہ پہنکر نہ جاؤنگا لیکن چین کے ملک میں جب پہونچا تو ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کے بادشاہ نے وہ جبہ مجھسے بجبر لیا اور اسکے عوض میں بیش بہا خلعت و اسپ وغیرہ مجکو دیے اُسوقت شیخ کا قول یاد آیا۔ پھر چین کے ایک اور شہر میں وہی جبہ شیخ برہان الدین صاغرچی ایک درویش کو پہنے دیکھا شیخ نے فرمایا کہ یہ جبہ میرے بھائی شیخ جلال تبریزی نے میرے ہی واسطے بنایا تھا اور ایک خط بھی بھیجا تھا جسمیں لکھا تھا کہ کس ذریعہ سے وہ جبہ میرے پاس پہونچیگا چنانچہ ابن بطوطا نے وہ خط خود دیکھا اور بہت متعجب ہوا شیخ برہان الدین نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں ہے شیخ جلال تبریزی کا رتبہ بہت بڑا تھا۔ تمام دنیا کے معاملات میں اُنکو دخل تھا ہر روز صبح کی نماز مکہ میں پڑھتے تھے ہر سال حج کرتے تھے اور عرفہ و عید کے دن ہمیشہ غائب ہو جاتے تھے اور کسی کو خبر نہ ہوتی تھی کہ کہاں ہیں۔ ہزارہا اہل ہنود و مسلمان اور مرید آپ کے ہوئے خانقاہ سے لنگر عام جاری رہتا تھا اُس جگہ ایک بت خانہ قدیم تھا شیخ نے اپنی کرامت سے اُن بتوں کو توڑا اور اُس مقام پر ایک مسجد تعمیر کرائی بعد انتقال آپ اُسی بت خانہ کی جگہ مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی کتاب خزینۃ الاصفیا میں سال ۶۴۲ھ مندرج ہیں مولف کتاب موصوف نے تاریخ نظم میں اس طور سے لکھی ہے۔

تاریخ وفات

شد چو از دنیا جلال الدین بہ خلد	سال وصل آن شہ والا مکان
زبدہ دین صاحب التوحید گو ۶۴۲ھ	نیر اکبر جلال الدین بخوان ۶۴۲ھ

اور شیخ کی بخشش اوّل درجہ پانچ درم ہی اگر اب کسی کو مجھ سے دلوایا تو مین کیا کرونگا مین اسی اندیشہ مین تھا کہ ایک سایل آیا اور اُسنے سوال کیا شیخ نے مجھسے کہا کہ ایک درم اسکو دیدو جب حضرت جلال تبریزی بدایون سے جانے لگے تو حضرت شیخ علی مولا ساتھ ہوئے اور عرض کی کہ مین بغیر آپ کے ہرگز یہان نہین رہونگا آپ کا روے مبارک مجکو کہان دیکھنے کو ملیگا حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے علی تم والیس جاؤ یہ مقام مین نے تمہارے حوالہ کیا خلقت بدایون تمھاری حفاظت مین ہی تمکو قطب اس شہر کا کیا گیا مین ہر وقت تمھارے سامنے حاضر رہونگا میرے اور تمھارے درمیان کوئی حجاب نہوگا پس ایسا ہی وقوع مین آیا کہ علی مولا قطب وقت کے ہوئے اور جسوقت وہ اپنے شیخ کو چاہتے تو شیخ اُنکے ساتھ ہوتے۔ سنہ وفات ہمکو حضرت علی مولا کے کسی کتاب سے معلوم نہین ہوئے یہ حالات ہم نے ذکر جلال تبریزی مین کتاب سیر العارفین و سیر الاولیا و اخبار الاخیار و خزینۃ الاصفیا و فوائد الفواد اور دیگر کتب مستند سے لکھے ہین حضرت علی مولا معصر حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ کے تھے اور اُنکے دوستون مین تھے بعد وفات کے بھی آپ سلطان العارفین صاحب کے بن مین مدفون ہوئے حضرت کی قبر شریف زیارت حضرت سلطان جی صاحب سے جانب غرب مایل بہ جنوب تخمیناً ۲۰ قدم کے فاصلہ پر واقع ہی اسوقت تک کوئی چہار دیواری نہین ہی قبر شکستہ ہی اور چبوترہ بھی شکستہ زمین دوز ہی اور دیگر قبرین اُسکے جانب غرب ہین۔

ذکر حضرت احمد نہروال بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد اولیاء عظام سے بدایون مین مدفون ہین چنانچہ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین مصرع حضرت احمد در بدایون خفتہ اند امجد

اُن ہفت احمد کے حضرت احمد نہروالی ایک اُنہین سے ہین۔ نہروال ایک مقام ملک گجرات مین ہی جسکو پٹن بھی کہتے ہین شاید آپ ابتدائً وہان کے رہنے والے تھے اسوجہ سے آپ نہروالی مشہور ہوئے بداؤن مین سکونت مستقل اختیار فرمائی آپ بہت بڑے صاحب کرامت تھے اور مرید حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے اور پیر بھائی حضرت حسن شیخ شاہی روشن ضمیر کے ہین آپ پیشہ پارچہ بافی کا کرتے تھے حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی قدس سرہ العزیز دربارہ شیخ احمد نہروالی کے فرماتے تھے کہ اگر مشغولی احمد بسنجند مایہ دہ صوفی باشد۔ فوایدالفواد مین حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا صاحب سے منقول ہی کہ جس مجلس سماع مین حضرت شیخ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی کا واقعہ وفات ہوا ہی شیخ احمد نہروالی موجود تھے سیر العارفین مین درج ہی کہ جب حضرت فریدالملت والدین فریدالدین شکر گنج علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ قطب صاحب کی خدمت مین واسطے بیعت کے تشریف لائے تو جس مقام پر خواجہ صاحب نے حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کو مقیم فرمایا تھا ایک ہفتہ تک اُسی مقام پر رہے وہان خواجہ بدرالدین غزنوی و خواجہ احمد نہروالی بدایونی مقیم تھے اور یہ ہر دو حضرات خواجہ قطب صاحب کی خدمت مین روزانہ رہتے تھے بعد ایک ہفتہ کے حضرت فرید شکر گنج حضرت خواجہ قطب صاحب کے روبرو تشریف لے گئے حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی فرماتے ہین کہ شیخ احمد نہروالی کو کبھی کبھی کارگاہ مین حال پیدا ہوتا تھا تو وہ اپنی خودی سے غائب ہوتے تھے ہاتھ اپنا کام سے اُٹھاتے لیکن کپڑا اپنا بنا ہوا پاتے۔ ایک روز حضرت شیخ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ العزیز پیر و مرشد اُنکے دیکھنے کو بداؤن تشریف لائے تھے بوقت

رخصت قاضی صاحب نے فرمایا کہ اے احمد تو کب تک اس کام میں رہے گا یہ فرما کر وہ
تشریف لے گئے شیخ احمد اسی وقت اٹھے کہ میخ کو محکم کریں کہ وہ زمین سے ہل گئی تھی
جسوقت ہاتھ شیخ نے میخ پر رکھا فوراً ہاتھ ٹوٹ گیا شیخ احمد نے بزبان ہندی فرمایا کہ
میرے پیر نے میرا ہاتھ توڑ دیا بعد اسکے شیخ نے بننا تننا یک لخت ترک کر دیا۔
اخبار الاخیار میں مندرج ہی کہ ایک شب شیخ احمد نہروالی کے گھر میں چور آیا ہر چند
اسنے تلاش کیا اس چور کو کوئی اسباب نہیں ملا اور وہ واپس جانے لگا اسوقت اس
چور کو شیخ نے قسم خدا کی دیکر روکا اور اپنی کارگاہ سے جا کر سات گز کپڑا بنا ہوا لائے اور
اس چور کی طرف پھینک دیا چور وہ پارچہ لے گیا اور اپنے والدین کو دیکر کل قصہ بیان
کیا صبح کے وقت اس چور کے والدین مع اس چور اور کپڑے کے حضرت شیخ احمد
کی خدمت میں آئے اور توبہ کی اور کپڑا واپس کر دیا فوائد الفواد میں مرقوم ہی کہ شیخ احمد
جب جامع مسجد میں تشریف لیجاتے تو اپنے یاروں کا ایک انبوہ کثیر اپنے ساتھ لیجاتے
ایک درویش علی شوریدہ نامی نے انکو منع فرمایا کہ تم اس انبوہ کے ساتھ مسجد میں
نہ آیا کرو الا شیخ احمد اسی طرح سے آیا کرتے ایک روز شیخ مع اپنے یاروں کے
جامع مسجد کو جاتے تھے اثنا راہ میں دیکھا کہ ایک مرد ایک دوسرے شخص کو لات گھونسہ
سے مار رہا تھا شیخ احمد مع اپنے یاروں کے اسکے قریب پہونچے اور اس مظلوم کو
اس ظالم کے لات و گھونسہ سے بعد اپنے دوستوں کے بچایا اتفاقاً اس وقت
علی شوریدہ بھی وہاں آگئے تھے شیخ نے جب انکو دیکھا تو فرمایا کہ اس کام کے واسطے
میں اپنے یاروں کے ساتھ گھر سے آتا ہوں اور اسی بیان ہیں کتاب مذکور میں
مندرج ہی کہ کسی نے حضرت محبوب الٰہی سے دریافت کیا کہ شیخ احمد نہروالی

کسکے مرید تھے فرمایا کہ واللہ اعلم کس کے مرید تھے بعدہ فرمایا کہ ایسا کہتے ہین کہ اُن کو نسبت فقیہہ مادھو نامی درویش سے پہونچی تھی اور یہ فقیہہ مادھو امام مسجد احمد کے تھے ایک روز شیخ احمد سندی ہی مین خوش الحانی کے ساتھ گاتے تھے وہ زمانہ آپ کی جوانی کا تھا اور شیخ احمد نہایت خوش گلو تھے فقیہہ مادھو نامی نے سُنا اور کہا کہ تو ایسی اچھی آواز رکھتا ہی افسوس ہی کہ سرود ہندی مین اسکو خرچ کرتا ہی کیا اچھا ہوتا کہ قرآن شریف یاد کرتا بس شیخ احمد نے کلام اللہ یاد کیا اور شیخ احمد مرد اہل تھے یہان تک ہم نے کتاب فوایدالفواد سے نقل کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اوایل مین فقیہہ مادھو رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو کچھ فیض حاصل ہوا اور بعد کو آپ نے بیعت طریقہ سہروردیہ مین حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری خلیفہ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کی آپ کی وفات بمقام بدایون سنہ ۶۶۱ ہجری مین ہوئی چنانچہ تاریخ وفات آپ کی کتاب خزینۃ الاصفیا مین نظم مین اس طور پر مندرج ہی۔

تاریخ وفات

شیخ احمد چون ز دنیا رخت بست	داخل فردوس شد آن جنتی
سال ترحیلش بجستم از خرد	گفت ہاتف مرشد دینی جلی ۶۶۱ھ
نیز آمد راست سال رحلتش ۶۶۱ھ	ہم شہنشاہ است سال آن ولی ۶۶۱ھ

اب آپ کے مزار شریف کی تحقیق مین بہت شک ہی لیکن بعض اکابر کی زبانی دریافت ہوا کہ مزار آپ کا محلہ مولوی ٹولہ متصل چاہ مچھلی کے قریب محلہ راقم الحروف کے ہی واقع ہی چنانچہ میان شیخ شفاعت اللہ صاحب بدایونی نے اپنی کتاب ترانہ غرایب مین آپ کا مزار اسی مقام پر لکھا ہی ایک مسجد وہان پر پورانی شکستہ تھی

اب اہل محلہ نے اسکو جدید تعمیر کرلیا ہی اُسکے جانب شمال آپ کا مزار واقع ہی اور ایک ٹٹی پورانی بنی ہوئی ہی اور وہان دو قبرین اور ہین بعض اشخاص لکھتے ہین کہ یہان مزار احمد ذکی کا ہی یہان احمد نہروال کا نہین ہی واللہ اعلم بالصواب ہم نے انکے حالات کتب سیر العارفین و فوائد الفواد و خیر المجالس و تاریخ جام جہان نما و روضۃ الصفا و خزینۃ الاصفیا سے لکھے ہین۔

ذکر احمد خیّاط بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد خیّاط نہایت صاحب تقوی اور اہل کرامت اور ولایت سے تھے اور پیشہ خیّاطی کا کرکے بسر اوقات فرماتے نقل ہی کہ جب کسی کا سُرخ کپڑا آپ سیتے تو سفید کپڑا پہنکر سیتے اور اگر کسی کا سفید کپڑا سیتے تو سُرخ لباس پہنتے تاکہ اگر کوئی تار کسی دوسرے شخص کے کپڑے کا اپنے کپڑون پر لگ جاتا تو فوراً معلوم ہوتا اور اسکو علیحدہ کرکے اُسکے مالک کے حوالہ کرتے آپ کی تاریخ وصال بھی راقم کو کسی کتاب سے نہین معلوم ہوئی مزار شریف آپ کا سواد بدایون مین سمت مغرب درمیان مزار حضرت شاہ ولایت صاحب و مزار شریف حاجی جمال ملتان کے ہی جس سے پچھم کی طرف ایک بہت بڑا خطیرہ بلند مقام پر واقع ہی چبوترہ بنا ہی اور کچھ حریم نہین ہی کتاب روضۃ الصفا مین بھی اسی قدر آپ کے حالات لکھے ہین۔

ذکر شریف شیخ احمد خندان بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد خندان بھی منجملہ ہفت احمد اولیاء خدا سے ہین حضرت محدث دہلوی اخبار الاخیار مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ بہت کامل اور اہل منازل سے تھے مرقد مبارک اندرون قلعہ بدایون قریب دروازہ سوتہ محلہ کے متصل برج و مزار شیخ چاؤ علیہ الرحمۃ کے

واقع ہی اور ایک مسجد حضرت کے مزار کے سامنے مداح الدین عرف شیخ مدا اسفیدآبادی نے جسکو اب تک اکتالیس سال ہوئے تعمیر کرادی ہی اور ایک پتھر جسمین ۸۳ ھجری پڑھے جاتے ہین اور باقی کچھ عبارت بخط عربی کندہ ہی جو پڑھنے مین نہین آتی دروازہ پر زیارت کے لگا ہوا ہی متصل دروازہ کے حکیم اقتدار الدین سلمہ ابن حکیم محمد ریاست اللہ بدایونی کا مکان ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ احمد بھرتولے بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی منجملہ ہفت احمد بدایون کے مشاہیر اولیا سے ہین اور صاحب خوارق عادات وکرامات سے تھے یہ بھی بزرگان متقدمین سے ہین بعض اشخاص کا قول ہی کہ احمد بھرتولے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے والد ماجد کی طرف بلفظ بھرتول منسوب ہی لیکن مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار مین شیخ احمد بھرتولے کو علیحدہ حضرت سید احمد صاحب والد ماجد حضرت محبوب الٰہی سے لکھا ہی راقم کے نزدیک بھی یہ احمد بھرتولے دوسرے صاحب ہین اور لفظ بھرتول حضرت سید احمد صاحب پدر بزرگوار محبوب الٰہی کی نسبت نہ متعارف ہی نہ کسی مستند کتاب مین لکھا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ شیخ احمد صاحب بھرتول کے رہنے والے تھے قلعہ بدایون کا دروازہ شمالی جہان میران ملہم شہید صاحب کی زیارت واقع ہی بھرتولے دروازہ قدیم زمانہ مین مشہور تھا اس جانب بیرون قلعہ ایک آبادی بہ لفظ بھرتول متعارف تھی وہان آپ سکونت رکھتے تھے اسی وجہ سے آپ احمد بھرتولے مشہور ہوئے اور حضرت سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ والد محبوب الٰہی اندرون قلعہ مسکن گزین تھے تاریخ وفات آپ کی دریافت نہین ہوئی آپکا مزار شریف بھی راقم کو تحقیق نہین ہوا کہ کس مقام پر ہی کتاب روضۃ الصفا مین

لکھا ہی کہ ساگر تالاب کے کنارہ پر واقع ہی لیکن وہان کوئی مزار اس نام سے مشہور نہین ہی
اور مولوی عبد الوالی صاحب مرحوم جنکو حضرات بدایون کے اولیاء اللہ کے مزارات
سے خوب معلوم تھے اور وہ ہر پنجشنبہ کو مزارات شریف مین جاتے تھے آنکے ملنے والے ایسا
کہتے ہین کہ باغ عبد المجید مرحوم مین جو متصل کوٹ و مزار میران ملہم شہید کے جانب
شمال واقع ہی مولوی صاحب موصوف احمد بھر تول کا مزار وہان فرماتے تھے اور وہان
اب بھی ایک بزرگ کا مزار بنا ہوا ہی اور اُسی مقام کے قریب بھر تول کی آبادی تھی۔ کیا
تعجب ہی کہ وہی مزار ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر حضرت شیخ احمد تختہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ معتقدین حضرت شیخ شاہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہین جو لفظ کہ تختہ آپ کے نام سے
ملحق ہی اُسکے متعلق روایت ہی کہ ایک روز حضرت شیخ شاہی سلطان العارفین صاحب
کا جامہ دھونے کے واسطے شیخ احمد دریا پر لے گئے تھے وہان کوئی تختہ یا پتھر جسکو دھوبی
کا پاٹ کہتے ہین ایسا نہ تھا کہ جسپر آپ جامہ دھوتے تب اپنی پشت کو بجائے تختہ کے
بنایا اور اُسپر جامہ حضرت شیخ شاہی کا دھو یا گیا اُس روز سے آپ کا لقب احمد تختہ
مشہور ہی آپ بہت بڑے صاحب کرامت تھے مزار شریف آپ کا بن مین حضرت
سلطان العارفین صاحب کے جانب غرب در گوشہ جنوب زیارت حضرت سلطان
جی صاحب سے بہ فاصلہ تخمیناً پچاس یا ساٹھ قدم کے واقع ہی ایک درخت املی کا پورانا
کھڑا ہی قبر شریف بہت شکستہ اور بوسیدہ ہو گئی ہی قابل مرمت ہی۔

ذکر حضرت خواجہ احمد مجرد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف شیخ احمد ہی آپ بھی منجملہ ہفت احمد اولیاء کبار سے ہین حضرت طریقہ

ابدال کار کہتے تھے وقت سماع بیقرار ہو جاتے تھے صاحب سیر الاولیا فرماتے ہیں
کہ ایک روز ان بزرگ سے یعنے شیخ احمد مجرّد سے مین نے سوال کیا کہ آپ خوش رہتے
ہین فرمایا کہ خوشی اسی مین ہی کہ پنج وقتہ نماز جماعت سے گزارون آپ کی بھی تاریخ وفات
معلوم نہین ہوئی میان شفاعت اللہ بدایونی نے قبر شریف آپ کی محلہ سرائے چودھری
مین تحریر کی ہی راقم نے محلہ مین جاکر تحقیق کیا تو اہل محلہ نے قبر کا نشان لب سڑک پختہ
سرکاری جو شہر سے سرائے چودھری مین ہوکر زیارت حضرت سلطان جی صاحب کو
جاتی ہی شرقی کنارہ پر بتایا لیکن وہان کے باشندون سے یہ ظاہر ہوا کہ احمد نوری
کی یہان قبر مشہور ہی اکثر بزرگ معمر سکنائے شہر احمد نوری کے نام سے یہان فاتحہ پڑھا
کرتے تھے اب یہ امر تو تحقیق ہو گیا کہ منجملہ ہفت احمد کے ایک احمد کی قبر وہان ہی خواہ
احمد نوری ہون خواہ احمد مجرّد نہایت حسرت اور افسوس کا مقام ہی کہ اس مزار کے
کچھ آثار بالائی نمودار نہین صرف چبوترہ کے طور پر بنیا ہی جو عین لب سڑک ہی۔ راقم نے
دیکھا کہ وہان سڑک کے بنانے کے واسطے اُس قبر شریف پر کنکر سرکاری جمع تھا اگر اُسکا
چبوترہ نہ بنایا گیا تو آیندہ وہان یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ یہان کوئی قبر تھی یا نہین مراد کاشتکار
نے ایک جزو چبوترہ کا اپنے کھیت مین شامل کر لیا ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ احمد نوری بدایونی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت مولانا شیخ المشایخ حضرت نظام الدین اولیاء کے دوستون مین سے تھے
نہایت عابد و زاہد تھے اور فقرا سے اعتقاد رکھتے تھے اگرچہ اُمّی محض تھے یعنے کچھ پڑھے
لکھے نہ تھے مگر تحقیق مسایل شرعیہ مین مشغول رہتے جب آپ کا انتقال ہوا تو ایک رات
بعد وفات کے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز نے اُن کو

خواب مین دیکھا کہ اسی طرح سے جیسا کہ عالم حیات مین حضرت محبوب الٰہی سے
مسایل اور احکام شرع کے دریافت کرتے تھے ویسے ہی بعد ممات کے حضرت سے پوچھتے
ہین حضرت شیخ المشایخ نے فرمایا کہ جو مجھ سے یہ دریافت کرتے ہو کہ یہ زندگی مین کار آمد تھین
اور اب تم وفات پاچکے یہ سخن سنکر حضرت شیخ احمد نے محبوب الٰہی سے فرمایا کہ تم اولیاے خدا کو
مردہ کہتے ہو دیکھو فوایدالفواد اور اخبار الاخیار - من مولف - حضرت شیخ احمد نے
بموجب کلام پاک خدا ے عزوجل کے اولیاے خدا کو زندہ فرمایا جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن
شریف مین فرماتا ہے بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ حضرت سلطان المشایخ رضی اللہ
عنہم سے فوایدالفواد مین منقول ہے کہ شیخ احمد نے جب دہلی مین خبر میرے آنے کی
سنی تو وہ میری ملاقات کے واسطے دہلی تشریف لائے اور اُنھون نے میری والدہ کی
علالت سنی تھی مجھ سے میری والدہ کی بیماری کا حال دریافت کیا اُسوقت تک میری
والدہ ماجدہ کے انتقال کا حال شیخ کو معلوم نہ تھا مین نے کہا کہ میری والدہ کا انتقال
ہوگیا خدا تمکو زندہ رکھے اس خبر کے سننے سے شیخ بہت مضطرب ہوگئے اور اُنکا چہرہ
متغیر ہوا اور بہت روے خواجہ حسن سنجری فرماتے ہین کہ حضرت شیخ المشایخ نے
جب یہ حکایت نقل کی تو اُسوقت حضرت محبوب الٰہی کو ایسی حالت گریہ پیدا ہوئی
کہ جو کچھ آپ فرماتے تھے وہ تمام الفاظ مجھکو معلوم نہ ہوسکے اثناے گریہ مین یہ ابیات
زبان مبارک پر لائے ابیات -

افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نکرد	شبہا ے وصال را بزنجیر نکرد
گر وصل تو یار سی بکند یا نکند	بارے کہ فراق ہیچ تقصیر نکرد

آپ کی قبر شریف یا تو وہ قبر ہے کہ جو سراے چودھری مین احمد مجرد کے حال مین لکھ آے ہین

ہین یا کسی دوسری جگہ بدایون مین ہی واللہ اعلم بالصواب ۔

ذکر خیر حضرت سید احمد صاحب والد ماجد حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز

مقرب بارگاہ الہی حضرت خواجہ سید احمد سادات حسینی سے ہین شجرہ آپ کے آبار واجداد کا ہم نے آپ کے صاحبزادہ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ مین لکھا جائیگا آپ اولیاے وقت سے تھے آپ کے والد ماجد کا نام بعض کتب تواریخ مین سید دانیال مذکور ہی اور بعض کتابون مین شیخ محمد لکھا ہی لیکن حضرت محدث دہلوی نے اخبار الاخیار مین خواجہ علی بخاری تحریر فرمایا ہی اور یہی اسم مبارک پایہ تحقیق کو پہونچا ہی مزار شریف آپ کے والد بزرگوار علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا برابر آپ کے مرقد شریف کے ساگر تالاب پر جانب غرب واقع ہی حضرت سید احمد صاحب سلسلہ قادریہ مین مرید تھے دیکھو مفتاح التواریخ کو اسمین آپ کا سلسلہ بعیت سلسلہ قادریہ مین درج ہی حضرت کے والد ماجد سید علی بخاری اور حضرت کے عم بزرگوار خواجہ عرب بخارا شریف سے ہندوستان مین تشریف لائے وہ زمانہ شروع عہد شمسی کا تھا اولاً لاہور مین مقیم ہوئے پھر بدایون مین جو اسوقت قبۃ الاسلام مشہور تھا سکونت مستقل اختیار فرمائی باقی حالات آپ کی سکونت کے ہم تذکرہ محبوب الہی مین لکھینگے آپ سے بیشمار فیوض وبرکات وخوارق عادات ظاہر ہوئے اور ابتک آپ کے مزار شریف سے فیض خلق الہی کو پہونچتا ہی وفات آپ کی اوشوال ۶۳۵ھ ہجری کو بمقام بدایون ہوئی مرقد شریف کنارہ ساگر تالاب پر واقع ہی نہایت پر فضا مقام ہی مسجد اور گنبد اور چار دیواری جو اس وقت مین بنی ہوئی ہی وہ تعمیر حافظ الملک حافظ

رحمت خان والی سابق روہیلکھنڈ کی ہی حافظ صاحب کو حضرت سے بہت اعتقاد تھا
اور وہ نہایت عمدہ عقیدہ رکھتے تھے سابق مین ہر چہار شنبہ کو مزار شریف پر بہت خلقت
کا مجمع ہوتا تھا اور اب بھی چہار شنبہ کو لوگ فاتحہ کو جاتے ہین میان محمد احسن صاحب
مرحوم پیرزادہ کے زمانہ مین جو حضرت سید احمد صاحب کی دختر کی اولاد مین اور مہتمم درگاہ
شریف تھے بہت کچھ صرف عرس شریف مین ٦۔ ذی الحجہ کو اور نیز ١٧۔ ربیع الثانی یوم
عرس حضرت محبوب الٰہی کے ہوا کرتا تھا اور جو لوگ زیارت شریف مین رات کو رہتے
انکو عمدہ قسم کا کھانا دیا جاتا تھا اور شیرینی کثرت سے تقسیم ہوتی تھی سرضلع نظام پور در رو
بست بسوہ معافی دایمی حضرت کے نام پر عہد بادشاہان سلف سے معاف ہی سابق
سا گر تالاب اور بہت سی آراضی اُسکے متعلق موضع عارف پور نوادہ مین بھی مصارف
آستانہ شریف کے لیے معاف تھی لیکن پچھلے بندوبست مین مسٹر کارسکل صاحب کلکٹر
نے اُسکو ضبط کرکے جمع مالگزاری اُسپر مقرر کردی مگر اب بھی وہ معافی منضبطہ متعلقہ زیارت
شریف ہی بالفعل آمدنی موضع نظام پور کی عہد میان محمد احسن سے بہت زیادہ ہوگئی ہی
لیکن میان محمد احسن کے نواسون نے باہم نزاع شروع کی اور قرضہ بہا جنون سے
لیا اس جھگڑے مین مصارف عرس شریف کے بہت کم ہوگئے ہین میان محمد احسن
کی صاحبزادی چونکہ اُنکی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی مہتمم اور متولی کاغذات مین لکھی گئین مگر کل کام
اُنھون نے اپنے منجھلے بیٹے سید فضل حسن کے ہاتھ مین دے رکھا ہی سید احمد حسن
بڑے بیٹے کی جانب سے بوجہ اپنی ناقص العقلی کے وہ ناراض ہین اللہ تعالیٰ اُن کو
توفیق عطا فرما دے کہ وہ اپنے بڑے بیٹے اور اُسکی اولاد سے جو کثیر الاولاد ہی سلوک
فرماوین خدا کی ذات سے ہمکو امید ہی کہ یہ نزاعات بھائیون کے اور ناراضمندی

والدہ کی جلد دور ہو زیادہ ہم اس بات کو اس مقام پر لکھنا کہ کسکی زیادتی اس نزاعات
مین ہی مناسب نہین سمجھتے۔

ذکر شریف حضرت سید عرب صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیّد عرب صاحب بخاری قدس سرہ العزیز حضرت محبوب الٰہی نظام الدین
اولیا کے جد مادری یعنے نانا ہین حضرت سید عرب صاحب کے والد ماجد سید محمد بن سید
حسن تھے جو جد امجد حضرت سیّد احمد صاحب پدر بزرگوار حضرت محبوب الٰہی کے تھے آپ
سادات حسینی سے ہین باقی شجرہ آبا و اجداد جناب کا حضرت علی کرم اللہ وجہ تک ہم حضرت
محبوب الٰہی کے ذکر خیر مین لکھین گے آپ بخارا شریف سے ہندوستان مین تشریف
لائے اولاً لاہور مین قیام فرمایا بعدہٗ آپ نے شہر بدایون مین آکر سکونت مستقل اختیار
فرمائی آپ کے دو صاحبزادے جنکا نام نامی خواجہ عبد اللہ خواجہ سیّد محمود ہے اور اُنکے
مزارات ساگر تالاب کے شمالی کنارہ پر حضرت خواجہ سید احمد صاحب کے مزار شریف کے
سامنے ایک چبوترہ پر واقع ہین درمیان مین تالاب ہے یہ صاحبزادے بھی نہایت درجہ ابرار
متّقی اور اولیاے وقت سے تھے اور انکی ایک دختر رابعہ عصر بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا والدہ
ماجدہ حضرت محبوب الٰہی کی ہین جنکے حالات ہم آیندہ علیحدہ لکھین گے معلوم ہوتا ہی کہ آپ
ساتوین صدی ہجری کے شروع مین ہندوستان تشریف لائے آپ بڑے صاحب
نسبت اور اولیاے وقت سے تھے سنہ وفات بھی آپ کے کسی کتاب سے راقم کو دستیاب
نہین ہوئے مزار شریف آپ کا بدایون مین قلعہ کے باہر جانب شمال میران ملہم شہید
کی زیارت سے ہزار قدم کے فاصلہ پر واقع ہی وہان ایک چھوٹی سی حریم اور ایک چھوٹے
گنبد کی مسجد قدیم عمارت کی بنی ہوئی ہی مزار شریف پر ایک نیب کا درخت سایہ کیے ہوئے ہی

کچھ آراضی معافی قریب مزار کے جانب غرب متعلق زیارت شریف کے تھی اسمین سے
کسی قدر ایک بقال نے ستولیون کے نام سے نیلام کرالی ہے اور کسی قدر باقی ہے۔

ذکر شریف حضرت سید محمود معروف بہ سُرخ پیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمود معروف بہ سُرخ پیر اولاد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے ہین شجرۃ النسب آپ کا حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ تک حسب ذیل ہے سید محمود بن سید علاؤ الدین مشہور بہ زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن شمس العارفین بن شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن سید الکونین غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اور آپ کی ہمشیر بغداد شریف سے بطریق سیر کے ہندوستان مین آئے اور وطن بدایون مین اختیار فرمایا آپ نہایت بزرگ اولیاے عصر سے تھے آپ کے ہمراہ حضرت کے صاحبزادہ سید بہاؤ الدین[۱] جیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر قدس سرہ العزیز جو صغرسن تھے تشریف لائے تا حیات اپنے والد بزرگوار کے بدایون مین مقیم رہے حضرت سید بہاؤ الدین بہت بڑے اولیاے کبار سے ہوئے

[۱] حضرت سید بہاؤ الدین بہاول شیر قدس سرہ العزیز بن سید محمود معروف بہ سُرخ پیر بدایونی بہت بڑے اولیاے عظام سے صاحب خرق کرامات تھے حالت جذب و استغراق مین ستر سال تک پہاڑ کے ایک غار مین پتھر سے پیٹھ لگا کر بیٹھے رہے جانوران صحرائی نے آپ کے سر اور شانہ پر آشیانے بنائے پشت مبارک آپ کی اُس پتھر سے وصل ہو گئی تھی بعد ستر سال کے جب آپ غار سے باہر نکلے تو جلد آپ کی پتھر سے لگ رہی دیکھو کتاب شجرۃ الانوار تذکرہ حضرات حجرہ نقل ہے کہ جب حضرت سید بہاؤ الدین بہاول شیر غار سے باہر آئے لبشارت حق سے اُس مقام پر جو اب حجرہ شاہ مقیم پنجاب مین مشہور ہے تشریف لائے اور دریا کے کنارہ پر مقام کیا عورتین زمینداران قوم دھول کی پانی بھرنے کے واسطے اُس دریا کے کنارہ پر آتی تھین اور پانی بھر کر لیجاتی تھین جب

کہ جنکا حال تذکرون مین درج ہی دیکھو خزینۃ الاسرار اور شجرۃ الانوار وغیرہ سنہ وفات حضرت سید محمود کی راقم کو معلوم نہین لیکن عرس شریف سترہوین رمضان المبارک کو آپ کا ہوتا ہی مزار شریف آپ کا محلہ سوتھہ مین متصل مکانات میان عبداللہ شاہ صاحب مرحوم ومولوی حامد بخش خان بہادر کے قریب جانب شرق اور مدرسہ تحصیلی سے جو حال مین تعمیر ہوا ہی جانب غرب وجنوب واقع ہی احاطہ پختہ مزار شریف کے گرد بنا ہوا ہی دروازہ غربی

عورتون نے آپ کو دیکھا تو وہ اپنے گھر واپس گئین اور اپنے مردون سے شکایت کی اور کہا کہ دریا کے کنارہ پر ایک فقیر قلندر صورت سر و پا برہنہ آکر بیٹھا ہی صورت اُسکی دہشت ناک ہی اسوجہ سے پانی بھرنے مین ہمارے وہان حرج ہوتا ہی لوگ لب دریا آئے اور حضرت سید صاحب کو اٹھا دیا سید صاحب نے اس جگہ سے اٹھکر دوسری جگہ قیام کیا اُس جگہ بھی یہی واقعہ پیش آیا آخر زمینداروں کے بار بار تقاضے سے تنگ آکر ایک چھڑی جو ہمیشہ آپ کے دست مبارک مین رہتی تھی دریا پر ماری اور فرمایا کہ اس جگہ سے دور ہو اور میرے ٹھہرنے کی جگہ خالی کر دے فوراً اُس جگہ سے دریا ہٹ گیا اور زمین زیر دریا بالکل خشک ہو گئی اور ایک ٹیلہ بلند اُس جگہ ظاہر ہوا سید صاحب نے بفراغ خاطر اُس جگہ قیام کیا زمینداروں نے جب یہ کرامت عظیم اور خوارق حضرت کے دیکھے سب مطیع اور معتقد ہو گئے حضرت نے اپنے قیام کی جگہ پر تین عدد میخ چوبی ایک درخت نیب کی اور دوسری بر یا برگد کے درخت کی اور تیسری ایک پہاڑی درخت کی لکڑی کی اپنی گھوڑی کے باندھنے کے واسطے گاڑ دین فوراً وہ میخین بکرامت سید صاحب موصوف تین درخت کلان اور سرسبز ہو گئے صاحب تذکرہ خزینۃ الاولیاء لکھتے ہین کہ اب تک درخت ذات الذنب یعنے کوہستانی سرسبز اور موجود ہی اور درخت ذات الذوائب یعنی برگد کا خشک موجود ہی۔ سید بہاول شیر قدس سرہ العزیز کے لکھا ہی کہ بعد سو برس کی عمر کے آغاز ریش مبارک کا ہوا دو سو چھبیس برس کی عمر آپ نے پائی مشائخ قادریہ مین کسی شیخ کی عمر اسقدر نہین ہوئی اکثر اوقات آپ کی سواری مین شیر ہوتا تھا اور بجائے کوڑہ کے مار خونخوار ہاتھ مین رہتا ایک روز اسی حیثیت سے سید صاحب شیخ داؤد جھنی وال رحمۃ اللہ علیہ کہ جو اُس زمانہ مین اولیاے وقت سے تھے اور اُن کے ہزار ہا مرید تھے اُن کے دروازہ پر ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے شیخ داؤد بوجہ رعب اور ہیبت قلندرانہ آنجناب حجرہ سے باہر نہ نکلے آپ نے بہت انتظار فرمایا جب شیخ تشریف نہ لائے تو آپ نے فرمایا کہ مرغی بر بچہ ہاے خود نشستہ است۔ یعنے مرغی اپنے بچون پر بیٹھی ہی اگر باہر نہین آتی ہی تو کیا مضائقہ یہ کہکر آپ تشریف لیگئے تاثیر اس کلام حق التیام سے شیخ داؤد صاحب کی اولاد کثیر ہوئی وفات حضرت سید بہاول شیر رحمۃ اللہ علیہ کی باقوال معتبر اصحاب خزینۃ الاسرار و شجرۃ الانوار ۱۷ شوال ۹۷۳ھ ہجری عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ہوئی مزار پر انوار آپ کا بمقام حجرہ شاہ مقیم ہی اور بہت سے فیوض اور برکات بعد وفات کے جاری ہین۔

ہی حال مین کچھ آراضی جانب جنوب متصل سڑک سرکاری سے مولوی حامد بخش صاحب
سلمہ اللہ تعالی اسنے اُسی احاطہ مین شامل کر دی ہی چبوترہ پختہ بنوا دیا ہی۔

ذکر شریف حضرت خواجہ عزیز کوتوال بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

فوائد الفواد مین مندرج ہی کہ ایک مرد بزرگ بدایون مین خواجہ عزیز کوتوال تھے درویشون
سے محبت اور اخلاص رکھتے تھے اور وہ مرید خواجہ ضیاؤ الدین بدایونی کے تھے اور
اکثر مجھ مین درویشون کا ذکر کرتے تھے بمقام بدایون بہ عہد جوانی شہادت پائی حضرت شیخ
المشایخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک روز بمقام بدایون مین باغات انبہ وغیرہ
کی جانب گیا تھا ایک باغ انبہ لکھی آلو والہ کر کے مشہور تھا مین سنے دیکھا کہ خواجہ عزیز کوتوال
وہان بیٹھے ہین اور دسترخوان سامنے بچھا ہوا ہی اور کھانا کھاتے ہین مجکو دور سے دیکھ کر کہا کہ
مرحبا مرحبا آسیئے مین اپنے دل مین خائف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجکو کچھ ایذا پہونچائین یعنے
بوجہ حالت جذب کے جب مین پاس گیا تو میری تعظیم کی اور مجکو اپنے پاس بٹھایا اور اپنے
ساتھ کھانا کھلایا پھر مین واپس آیا۔ مزار شریف آپ کا جوار مزار پیر مکہ صاحب کے ہی مشہور ہی
کہ خواجہ عزیز کوتوال کا چبوترہ مزار پیر مکہ صاحب سے جانب شرق سامنے زیارت کے
واقع ہی راقم نے اُس مزار کی زیارت کی سنہ وفات یا تاریخ وصال آپ کی دریافت نہین
ہوئی۔

ذکر خیر حضرت خواجہ عزیز کرکی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

بدایون مین دو حضرت محبوب الٰہی کے زمانہ مین ملقب و موسوم بہ خواجہ عزیز تھے ہمکو
اولاً شبہ ہوا تھا کہ صرف ایک ہی صاحب ہین کہ جنکو کہین بہ لفظ کوتوال اور کسی جگہ بہ لفظ کرکی
کتابون مین یاد فرمایا ہی لیکن کتاب فوائد الفواد ملفوظات حضرت محبوب الٰہی سے ہمارا

یہ شبہ دور ہوگیا صاف پایا جاتا ہی کہ یہ دونون حضرات علیحدہ علیحدہ ہین خواجہ عزیز کوتوال کو
حضرت سلطان المشایخ علیہ الرحمۃ نے خود دیکھا تھا جنکا ذکر ہم اوپر لکھ چکے خواجہ عزیز کرکی
کو خود محبوب الٰہی نے نہین دیکھا تھا چنانچہ اب ہم خواجہ عزیز کرکی علیہ الرحمۃ کے حالات کتاب
فوائد الفواد سے لکھتے ہین۔ محبوب الٰہی حکایت فرماتے ہین کہ خواجہ عزیز کرکی بدایون
مین سوتے ہین یعنی دفن ہین اور بہت ہی بزرگ تھے اور خواجہ کے فضائل وکرامات بہت
کچھ بیان فرمائے خواجہ حسن سنجری علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ یا حضرت مین نے سُنا ہی کہ وہ
زندہ چڑیان حلق سے نگل جاتے تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک ایک چڑیا دم لیکر حلق سے
زندہ باہر نکالتے تھے حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ مین نے نہین دیکھا لیکن سُنا ہی۔
نقل ہی کہ رات کو اکثر موسم زمستان مین تنور گرم جلتے ہوئے مین خواجہ موصوف چلے جاتے
تھے اور صبح کو اسمین سے نکلتے تھے حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ خواجہ عزیز کرکی سائن
کرک کے تھے اور اوایل عمر مین یہ فیروزہ یعنی مُندرا وغیرہ جو عورات کان مین ڈالتی ہین بیچا
کرتے تھے اسوقت مین بھی اکثر ذکر وشغل مین مصروف رہتے ایک روز والی کرک ان سے
ناراض ہوا اُسنے آپ کو قید کردیا اور تمام لوگ حاکم کے پاس گئے اور سفارش کی کہ یہ درویش
اور صالح ہین انکو قید سے چھوڑنا چاہیے چنانچہ حکم رہائی کا حاکم نے دیا لوگ خواجہ کے پاس
وہ حکم قیدخانہ پر لیکر پہونچے اور کہا کہ آپ قید سے چھوٹ گئے باہر آئیے۔ خواجہ نے
کہا کہ مین جب تک حاکم کو کہ جس نے مجھے قید کیا ہی خانہ برباد نہ کرلونگا قید سے نہین نکلونگا
چنانچہ چند عرصہ مین افتادِ زمانہ سے حاکم کو ایک آفت سخت پیش آئی کہ وہ تباہ ہوگیا
تب شیخ قیدخانہ سے باہر نکلے صاحب خزینۃ الاصفیا نے تاریخ وصال خواجہ عزیز
کرکی علیہ الرحمۃ کی نظم مین اس طور سے لکھی ہی جسکو ہم یہان نقل کرتے ہین جس سے

آپ کے سنہ وصال ۶۶۶ ہجری پائے جاتے ہین۔

تاریخ وفات

آن عزیز دو جہان شیخ زمان	از جہان چون رفت در باغ جنان
شمع نور است و عزیز شہ سوار	سال وصل آن شہ والامکان
۶۶۶ھ ۶۶۶ھ	

لیکن جو حکایت آپ کے نام نامی کے ذیل مین آگ کے درخت کے پھلون کی مصنف خزینۃ الاصفیا نے آپ کے حالات مین درج کی ہی وہ صحیح نہین ہی یہ حکایت متعلق بیان اور حالات خواجہ مخلص الدین کرکی علیہ الرحمۃ کے ہی جیسا کہ اخبار الاخیار مین ذکر خواجہ مخلص الدین کرکی مین درج ہی اسکو ہم اُنکے ذکر خیر مین لکھین گے۔

ذکر شریف حضرت شیخ شہاب الدین مہمرہ رضی اللہ عنہ

شہاب الدین مہمرہ اصل مین شہر مہمرہ کے رہنے والے تھے جو ملک ایران مین خلیج فارس کے قریب واقع ہی اور عہد سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان شمس الدین التمش مین ملک الشعرا کا خطاب رکھتے تھے عہد سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا تاریخ فرشتہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہی کہ ۶۲۵ھ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش حکومت بدایون کی و چتر وغیرہ سلطان رکن الدین کو عطا کیا اور ۶۳۳ھ ہجری مین یہ سلطان بعد وفات التمش کے بادشاہ دہلی کا ہوا پھر سلطانہ رضیہ نے اٹھارہ ربیع الاول ۶۳۴ھ ہجری مین تخت پر بیٹھکر اُسکو قید کر دیا۔ مدت سلطنت اُسکی چھ ماہ ۲۸ روز تھی اسی زمانہ حکومت اور زمانہ سلطنت کو ملا کر عہد رکنی کہتے ہین اور شہاب مہمرہ اُس زمانہ کے اُستاد الشعرا کے علاوہ صاحب نسبت و معرفت اور اہل دل تھے حضرت خواجہ ضیاء الدین نخشبی آپ کے شاگرد رشید ہوئے لہذا ہم شہاب مہمرہ کو

سلسلہ بزرگان مین درج کرتے ہین حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

گر برآید غلغل مرغان دہلی زین نوا		در بدایون مہمرہ سرست برخیزد زخواب

اب ہم منتخب التواریخ سے کچھ عبارت فارسی جو ملا عبد القادر بدایونی نے حضرت شہاب مہمرہ کی نسبت لکھی ہے درج کرتے ہین کہ جس سے یہ بات معلوم ہوگی کہ شعرا مین بھی یہ کس درجہ کا مرتبہ رکھتے تھے بعدہ ہم اُنکے کلام نظم کو بھی جو نعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین قصاید لکھے ہین اور ملا عبد القادر نے نقل کیا ہے ہم بھی کچھ تھوڑا سا نقل کرین گے جو عبارت ملا عبد القادر نے منتخب التواریخ مین لکھی ہے وہ یہ ہے ملک الکلام فخر الملک عمید تولکی او را بہ اوستادی یاد کردہ چون کلام متقدمین بعد از ظہور کوکبہ خسرو شاعران حکم وجود ستارہ ہا در وقت ارتفاع اعلام نیر اعظم پیدا کردہ و مانند سبعیات ہنگام نزول وحی منزل برخیر البشر سید عالم علیہ السلام در پردہ تواری ماندہ از انہا کم میگویند و می نویسند بلکہ نمی نمایند بنا بر اقتضاے الفضل للمتقدم قصیدہ چند ازان بزرگوار تیمناً و تبرکاً درین عجالہ نوشتن و براے احباب تذکرہ گذاشتن و نسبت خود بہ اساتذہ درست کردن و فضل آن شہسوار میدان بلاغت را بمنصۂ ظہور آوردن خصوصاً حق ہم شہری نگاہداشتن لازم دید اوستاد الشعرا شہاب مہمرہ بدایونی میفرماید۔

قصیدۂ نعتیہ

بہ نقاب کے خیمہ تاکیم ز وجود خویش فانی		الفقر بہ لوح ہستی ہمہ ہیچ در نشانی

صفِ آخر ایستاده به امید به نشینی　　ز تحرک آرمیده بصفاتِ بے نشانی

از حرکت بے بہرہ ہستم کہ الف را سکون لازم ۱۲

صفتِ الف ندارم که الف کژی ندارد　　همه نقشِ من کژ آمد ز صحیفهٔ امانی

استعجاب بر تشبیه میکند ۱۲　　اے بر صحیفہ فراغت ۱۲

دمِ بلبل است و گل خوش منِ بیخبر چو سوسن　　چو الف زبان ندارم چه کنم بدو زبانی

چه بگردم آرمیده چه روم بسے دو دیده　　چو نه بینم آشکارا چه روم رهِ نهانی

یعنی من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی ۱۲

فلک از زمین بحیاست نشناسم ار چه هستم　　چو فلک نه چهره گردی چو زمین بنا روانی

نه چو آب کم از طراوت نه چو آتشم ز رفعت　　نه چو باد دم از لطافت نه چو خاکم از گرانی

نه ازین چهار طبعم نه به چار یار گینم　　فضلات پاره گیتی زده لاف یارگانی

از عناصر ۱۲　　یعنی نادران ۱۲

خردم چو تن گرفته صفتِ خطا ستائی　　طمعم چو کوه بسته کمر عطا ستانی

خرد دام بر او خطا میرود ۱۲

شده وقف راه حرصم ز حقیقت آیتے نه　　زده زحمتِ مثالب به رحمتِ مثانی

عیوب ۱۲

طمعم فریفت ز انسان که ببرد از نهادم　　حرکات خمس خواری برکات عشر خوانی

در حدیث آمده طعام المیت یمیت القلب ۱۲

گهرم چو جسم خالی ز تفکر و تذکر　　بصرم چو چشم مایل بغوانی و اغانی

سخن آبدار خواہم ز زبان ہمچو تیغم | قلمم نمود دیدہ ز پے دو شان ستانی
سخن آب باشد کہ آتش شرر ازین حرارت آرے | بود این ہمہ کم آبے ز ہوائے میش نانی
منم آن خسے کم از کم کہ بجبۂ نیرزم | وگرم چو سے بدانی بخرے برایگانی
عجب اے شہاب باز تو کہ ز سلطنت درین راہ | نہ امیر ہشت خانہ نہ سوار ہفت خوانی
نہ فرشتۂ نہ شیطان ز کدام کارگاہے | نہ مقیم و نے مسافر ز کدام آستانی
دل و عقل سر کشیدہ ز گزنار گورخانہ (مدفن ۱۲) | برو سینہ بر نہادہ بہ نار گورخانی
ز ہوس بروے عشرت شدہ ہست لاابالی | ز ہوا براہ نعمت زدہ گام کامرانی
در عقل نیک بستہ غم ناز لالہ عارض | رگ دیدہ خون کشادہ پے جام ارغوانی
عفن ہوا شالی ز من زمین نظیرے (بوجہ بے ثباتی ۱۲ بوجہ بیکاری ۱۲) | گہر عرض لقائے صدف تہی دہانی (بوجہ بے جوہری بوجہ بے ہنری)
بودم چو برق سوزان بدو نیک را فسونے (سان ۱۲) | ز دل چو سنگ خارا تر و خشک را فسانی
ز ہوس بہ طبع گردان چو فلک بہ نقشبندی | ز صبا بحرص پویان چو صبا بہ ناتوانی

غم هفت و چار در دل زده هر دم از رعونت
در صد هزار حیلت باد است یک دوگانی

چو زمین کثیف دایم سخنت بجاد گردون
نرسی به سیر ملکی ز مقام پاسبانی

تو خود از سر لبالست نرسیده یک زبان هم
ز نقیضهٔ زمانه بقر نقیضهٔ زمانی

ز صلاح اهل دل ها خبریت باد دیگر
که درین دو کون یاری الفساد داستانی

اگرت همی از دل تو زاید چو تکبر از سفاهت
بدری از تن تو خیزد چو تهور از غوانی

شکم کوزه ریائی دم کردهٔ جفائی
گل زرد شد هوائی ز گل چو غنچه روانی

سجفاید جان گدازی اگر از تف تموزی
بعصید برف ریزی اگر از دم خزانی
پیچیدگی گردن مراد تکلیف برف ریزی ۱۲

تو شبیه طفل طالب همه عمر نقش باطل
یعنی شابه طفل طالب داری و عمر را بفائده میگذاری ۱۲
ز خیال کرده پیرت غم دهر در جوانی

هوس است شعر و سحرش چو سراب از خیالی
نفس است ریخ و ذوقش به از آب زندگانی

هوس است چو جمع گردد شود آن خیال بازی
نفس است چون نظم یابد بود آن گهر فشانی

هوسی خیال تا کی نفسی گهر فشان کن
به ثنای آنکه اول خردش ندیده ثانی

شہ تخت کے محمد کہ سرادقِ شرف زد لبسوے درِ مہیمن ز سراے اُمّہانی

بشرے ملک لطافت فلکے زمین تواضع چو فلک بہ پاک جسمی چو ملک بہ پاک جانی

گہرے کہ بود جایش بہ خزانۂ الٰہی قمری کہ تافت نورش ز سپہر جاودانی

گہرے کہ قیمتے تر ز وجود او نیاید بہ دلالتِ عناصر ز محیطِ آسمانی

قمری کہ ہر سحرگہ چو شبِ سیاہ گشتی زخجالتِ عقیقش رخِ کوکبِ یمانی
سہیل ۱۲

شکرین زبان رسولی کہ بود نجات اُمت بقصیدہ زبانش زعقیلۂ زبانی
بہ برکت کلام پر معجز او منش از بند ا دوزخ نجات یافتہ ۱۲

گہرین بیان فصیحی کہ فصاحتِ بیانش چو ضمیر کان کند خون دل گنج شایگانی
یعنی ہمچو کان زر دل گنج شایگان در پیچ و تاب افتادہ ۱۲

زجمالِ عارضش کم رخِ آفتاب شرقی ز قوامِ قامتش خم قدِ سروِ بوستانی
موزونی ۱۲

بہ حساب برگرفتہ رہِ مالک الرقابی بہ کلام برگشادہ درِ صاحب القرانی

جذباتِ شوقِ باطن بمکاشفت کشیدہ ز بسیطِ کائناتش بمحیطِ لامکانی

بہ نوید دوست جانش شدہ مست لب بپایش پسر ابو قحافہ زدہ تحفۂ دوستگانی
کاسہ ۱۲

ز بطلے بنا فگندہ سخنش قضاے حق را	شدہ از پے سیاست عمرش بعدل بانی
[illegible]	
قدم سیوم دریں رہ زپیش نہادہ مردے	کہ ز دو غرور راہش بمتاعِ این جہانی
شدہ رکن چارمینش علی آنکہ بہر گہ کین	ز شعاع ذوالفقارش رخ مہر زعفرانی
ملکا بحق یاران کہ مرا بسیار ہی خود	ز بلائے یار نادان ہمہ عمر وارہانی شیطان ۱۲
زمن آنکہ این قصیدہ طلبیدہ باد جانش	چو قصیدہ ام مزین بجواہر معانی

اور ایک دوسرا قصیدہ بالزام ہو وہو توحید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑا حضرت شہاب مہمرہ نے نہایت عمدہ لکھا ہے ہم بوجہ زیادہ حجم ہو جانے کتاب کے اُس تمام قصیدہ کو نقل نہیں کرتے مطلع لکھے دیتے ہیں جس کسی صاحب کو تمام قصیدہ دیکھنا منظور ہو تو کتاب منتخب التواریخ میں دیکھ لیں۔

مطلع

از زبان گرچہ شگفتم ہوسے ہنگام بیان	در ثنائے حق ز حسرت ہیچو مورم بے زبان

کتاب نتائج الشعرا میں لکھا ہے کہ شہاب الدین کے والد کا نام جمال الدین تھا نقل ہے کہ جب حضرت شہاب مہمرہ کا انتقال ہوا حضرت خواجہ ضیاء الدین نخشبی کو جو شاگرد آپ کے تھے تکمیل و تحصیل علم میں ہرج واقع ہوا ایک رات خواجہ ضیاء الدین نخشبی نے خواب میں حضرت شہاب مہمرہ کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تم ہماری قبر پر

اگر پڑھا کرو چنانچہ خواجہ نخشبی نے ایسا ہی کیا مشکل سے مشکل کتاب کا درس کرتے اور آسانی سے سب مطالب حل ہو جاتے اسی طرح ہر روز ایک مدت تک مزار پر جاکر سبق پڑھا ایک ہاتھ بوقت درس مزار پاک سے باہر نکلتا۔ مرقد شریف حضرت پیر مکہ صاحب کے مزار سے جانب جنوب و غرب کو تھوڑے فاصلہ پر واقع ہی ایک چبوترہ پرانا بنا ہوا ہی پائین کو دوسری قبر خواجہ ضیاء الدین نخشبی کی ہی تاریخ وفات آپ کی تحقیق نہین ہوئی اب بھی آپ کے مزار پاک سے یہ فیض جاری ہی کہ جو کوئی طالب علم کسی کتاب کا مطالعہ مشکل سمجھتا ہی اور مزار شریف پر جاکر مطالعہ کرتا ہی تو مطالب بخوبی حل ہو جاتے ہین عوام الناس کو آپ کے مزار سے آگاہی بھی نہین ہی خاص خاص اشخاص واقف ہین۔

ذکر حضرت خواجہ ضیاء الدین نخشبی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ضیاء الدین نخشبی ہمعصر نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے تھے نہایت درجہ کے عالم اور فاضل اور صاحب نسبت تھے علم طب و موسیقی مین آگاہی رکھتے تھے بہت سی کتابین آپ نے تصنیف فرمائین مثلاً سلک السلوک۔ عشرہ مبشرہ۔ کلیات جزئیات۔ طوطی نامہ۔ شرح فاطانی تجدلی۔ چل ناموس وغیرہ آپ کی تصنیفات سے ہین عہد سلطان المشائخ مین تین اشخاص ضیاء الدین کے نام سے مشہور تھے ایک ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی جو مرید خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے تھے اور انکا مزار دہلی مین جوار روضہ حضرت محبوب الٰہی کے ہی دوسرے ضیاء الدین سنّامی* کہ وہ منکر حضرت سلطان الاولیاء صاحب کے تھے تیسرے خواجہ ضیاء الدین نخشبی جنکا حال ہم لکھتے ہین یہ نہ محبوب الٰہی کے منکر تھے نہ معتقد اور یہ مرید شیخ فرید قدس سرہ العزیز نبیرہ سلطان التارکین شیخ حمید الدین

* سنّام بفتح سین مہملہ و تشدید نون ایک قصبہ ہی مضافات سرہند سے جو ملک پنجاب مین داخل ہی ۱۲

ناگوری کے مشہور ہین آپ شاگرد حضرت شہاب الدین مہمرہ کے تھے بعد وفات اپنے اُستاد کے حصول علم مین شہاب مہمرہ کی قبر سے بہت فیض حاصل کیا صاحب کتاب نتایج الشعراء لکھتے ہین کہ وہ عجائب روزگار سے تھے اور لوگ کہتے ہین کہ بدایون مین پیدا ہوئے اور اکثر الفاظ ہندی آپ کی زبان سے نکلتے تھے اگر کوئی ایرانی یا تورانی تیس برس تک ہندوستان مین آکر رہتا تو ایسے الفاظ ہندی نہین بول سکتا۔ کتب جزویات اور کلیات جو علم طب مین آپ نے لکھی ہین اُسمین ہندی نام دواؤن کے درج فرمائے ہین اس سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ ہند مین ہی پیدا ہوئے لیکن ہمکو خود کلام خواجہ ضیاء الدین نخشبی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ ہندی نژاد نہین ہین بلکہ آپ کا مولد مقام نخشب ہو اسوجہ سے آپ بہ لفظ نخشبی مشہور ہین چنانچہ آپ خود فرماتے ہین شعر

زہر شہرے و ہر جاے متاع قیمتی خیزد	ضیاء از نخشب و شکّر ز مصر و سعدی از شیراز

پس ایسا معلوم ہوتا ہو کہ صغر سن مین مقام نخشب سے ہندوستان مین تشریف لائے اور بدایون مین متوطن ہوئے نقل ہو کہ جب آپ بدایون مین تشریف لائے تو جس مکان مین کہ آپ مقیم ہوئے اُسکے ہمسایہ ایک دوسرے مکان مین ڈھول بجتا تھا آپ نے دریافت کیا کہ ڈھول بجنے کی کیا وجہ ہو لوگون نے کہا کہ مالک خانہ کی سالگرہ کی تقریب ہو اسوجہ سے لوگ عیش و نشاط مین مصروف ہین خواجہ ضیاء الدین نے فرمایا کہ یہ بہت اچھی جگہ ہو کہ یہان کے لوگ عمر کے کم ہونے پر خوشی کرتے ہین یہان سے نہ جانا چاہیے یہان ہی قیام کرنا چاہیے تاریخ جام جہان نما اور روضۃ الصفا مین ایک نقل آپ کی کرامات کی بابت درج ہو ہم بھی اُسکو نقل کرتے ہین اگرچہ ہم نے یہ حکایت حضرت سید حسن رسول نما دہلوی کی کرامت کی نسبت متواتر بزرگون سے سنی ہو لیکن ہر دو کتاب مذکورۂ بالا مین

حضرت ضیاء الدین نخشبی کی نسبت یہ حکایت نقل ہو لہذا ہم نے بھی اُنکے ذکر مین لکھنا مناسب سمجھا اور وہ حکایت یہ ہو نقل ہو کہ خواجہ ضیاء الدین نخشبی ایک مدت تک گروہ نقالان کے ساتھ رہے اور اُس گروہ مین ایک لڑکا حسین تھا خواجہ اُس سے محبت رکھتے تھے ایک دن نقال بادشاہ کے روبرو حاضر ہوئے بادشاہ یا اُسکے لڑکے نے کہا کہ شیر کی نقل بناؤ نقال متردد تھے باہم مشورہ کیا کہ یہ عزیز یعنے خواجہ ضیاء الدین مدت سے ہمارے ساتھ رہتے ہین انسے دریافت کیا جائے کہ کیا کرنا چاہیے چنانچہ سب نے متفق ہو کر کہا کہ آج ہکو یہ مہم پیش آئی ہو کہ بادشاہ کا حکم شیر کی نقل بنانے کو ہو آپ کچھ مدد کرین خواجہ نے اپنے دوست لڑکے کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور ایک گوشہ مین جاکر جامہ شیر غران کا پہنا اور باہر آئے مجلس مین چارون طرف پھر کر دیکھنا شروع کیا بادشاہ کا لڑکا بھی اُس مجلس مین بیٹھا تھا آپ نے ایک طپانچہ اُس لڑکے کے مارا وہ جان بحق ہوا مجلس مین ایک شور و غوغا برپا ہو گیا بادشاہ کا عیش غم سے بدل گیا وزیر بادشاہ کا عقلمند تھا اُسکے خیال مین آیا کہ یہ کام اِس فرقہ نقالان سے نہین ہو سکتا ہو انمین کوئی صاحب دل اور اہل کرامت و تصرف ضرور ہو بادشاہ سے عرض کیا کہ اب آپ اس فرقہ کو حکم دیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شان کی نقل ہمارے سامنے کرو چنانچہ یہ حکم نقالان کو دیا گیا نقال پھر خواجہ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ امر اگرچہ امر اول سے مشکل ہو لیکن تمھارے روبرو آسان ہو خواجہ نے اُسی وقت عصا اپنے ہاتھ مین لیا اور یہ لباس حضرت روح اللہ مجلس مین جلوہ گر ہوئے اور اُس پسر مردہ کی نعش پر پہونچے اور اپنی زبان مبارک سے وہ کلمات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے فرمائے یعنی "قم باذن اللہ" وہ لڑکا فوراً بحکم الٰہی زندہ ہو گیا اور پھر خواجہ اُس گروہ کی رفاقت سے علیحدہ ہو گئے۔

کتاب چہل ناموس جو آپ کی تصنیف سے ہو اُسمین ترقیم فرماتے ہین کہ ایک وقت آپکے
ہمسایہ کی عورت کے لڑکا پیدا ہونے والا تھا اُسکے درد زہ شروع ہوا ہر چند دایہ ہاے
حاذق کوشش کرتی تھین کہ بچہ پیدا ہو لیکن کچھ اثر نہین ہوتا تھا اور عورت کو درد سے
نہایت تکلیف تھی خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ صاحب خانہ نے کسی شخص کو میرے پاس
بھیجکر یہ حال کہلا بھیجا اور خواہش کی کہ کوئی تعویذ لکھدیجیے کہ وضع حمل ہو جاوے مین نے
جب یہ سنا تو کہا کہ یہ بچہ بہت ہوشیار اور عاقل معلوم ہوتا ہے دنیاے خونخوارہ مین آنے سے
خون شکم مادر کا کھانا بہتر سمجھتا ہے مین نے ایک قطعہ لکھکر بجاے تعویذ کے دیدیا کہ یہ شکم پر
اُس عورت کے باندھ دینا - اور وہ قطعہ یہ ہے **قطعہ**

	جہان اے کودکِ گوشہ گرفتہ		ندارد جز طریق بیوفائی
	بہر سو ہر زبان کردہ کمین ها		کہ تو کے رخت آمد شد کشائی
	ازین حصن حصین زنہار زنہار		بگفتِ دایہ بیرون نیائی

حضرت محدث دہلوی کتاب اخبار الاخیار مین ترقیم فرماتے ہین کہ مولانا ضیاء الدین
نخشبی علیہ الرحمۃ نے جو کلمات اور حکایت بزرگون کی کتاب سلک السلوک مین لکھی
ہین وہ نہایت درجہ شیرین اور رنگین لطیف اور با اثر ہین چنانچہ کتاب اخبار الاخیار مین
اکثر قطعات اور حکایات خواجہ کی کتاب سے نقل کیے ہین ہم بھی بعض قطعات اور ابیات
اور کچھ عبارت نثر اس مقام پر درج کرتے ہین -

قطعہ

	نخشبی خیز با زمانہ بساز		ورنہ خود را نشانہ ساختن است
	عاقلان زمانہ میگویند		عاقلی با زمانہ ساختن است

قطعہ ثانی

بخششی تا نظر بہ خود نہ کنی ہر کرا سوے خود نگہ باشد		شل این کار مردزہ نہ کند ہیچ کس سوے او نگہ نکند	

کتاب سلک السلوک مین جب حکایت کو آپ شروع کرتے ہین تو لفظ بشنو سے وہ حکایت شروع ہوتی ہو۔ ایک مقام پر لکھتے ہین کہ جسکا ہم ترجمہ اس کتاب مین درج کرتے ہین منقول ہو کہ حضرت کعب احبار مسجد مین سب سے پیچھے کی صف اخیر پر نماز مین کھڑے ہوتے تھے لوگون نے پوچھا کہ جو آپ سب سے پیچھے کھڑے ہوتے ہین اسمین کیا بہتری ہو فرمایا کہ مین نے توریت مین پڑھا ہو کہ امتؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے مرد ہونگے کہ جو ایک اُنمین سے سر سجدہ مین رکھے اور جسوقت سر سجدہ سے پورا نہ اُٹھانے پاوے کہ حضرت عزت جلشانہ جو اُس جماعت مین سب سے پیچھے اُنکے ہو اُسکو بخشدیتا ہو پس مین اسی وجہ سے سب کے پیچھے کھڑا ہوتا ہون کہ بطفیل سجدہ سر اُن لوگون کے میری بخشش ہو قطعہ۔

بخششی درمیان بین خودرا ہمہ کس در طفیل تو گردد		قطرۂ را چہ سیل سے خوانی گر تو خودرا طفیل کس دانی	

ایک مقام پہ لکھتے ہین کہ ایک وقت ایک جوان زبیدہ خاتون کے دروازہ پر آیا اور اُسنے کہا کہ مین زبیدہ پر عاشق ہون یہ خبر زبیدہ تک پہونچی بی بی زبیدہ نے اُسکو اندر گھر کے بلایا اور اُس سے کہا کہ اب ہرگز دوبارہ یہ بات زبان سے نہ کہنا اُس جوان سنے کہا کہ مین ہرگز اس خیال سے باز نہین رہون گا زبیدہ نے کہا مین دو ہزار درم تجھکو دیتی ہون وہ لیکر چلا جا اُسنے انکار کیا یہان تک کہ زبیدہ نے دس ہزار درم دینے کو کہے جب اُس

جوان سے دس ہزار درہم کا نام سُنا تو راضی ہو گیا زبیدہ نے جب یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ اسکی گردن مار دو کہ جو دعوی محبت کا کرے اور پھر ایسا کرے۔ پھر اسی جگہ فرماتے ہین کہ ایک بزرگ تھے اور وہ ہر وقت چپ وراست دیکھتے تھے ایک وقت وہ طواف کعبہ مین تھے کسی نے اُنکو آواز دی اُنھون نے چاہا کہ اُس جانب دیکھین ناگاہ غیب سے ایک آواز سُنی مَنِ اِلتَفَتَ مِنَّا اِلیٰ غَیرِنَا فَلَیسَ مِنَّا۔ یعنی جس نے التفات کی ہماری طرف سے ہمارے سوا دوسرے کی طرف پس وہ نہین ہی ہمارا۔ غرضکہ اسی قسم کی روایات وکرامات بزرگان مندرج ہین یہ کتاب قابل دید خواجہ کی تصنیف سے ہی نظم

نخشبی را از غم ومحنت کجا باشد خلاص	محنت وغم آدمی میراث آدم یافت است

اور یہ مصرعہ آپ کا مشہور عوام الناس ہی مصرعہ

نخشبی ہیچتے عجب چیز است

کتاب چہل ناموس مین آپ نے چند کلمے مذمت دنیا سے دنی کے نظم مین لکھے ہین اُن اشعار کو ہم اس مقام پر لکھنا مناسب سمجھتے ہین نظم۔

ایکہ درین گنبد گردان خوشی	طرفہ کسی تو کہ بزندان خوشی
ہر کہ درین مرحلہ منزل کند	آنکہ بود با دل بیدل کند
گیر کہ در باغ جہان گل وشی	غرہ چہ گردی کہ بدرد کہ خوشی
دنیا گردندہ چلیپا رود	با کہ نگو رفت کہ با ما رود
باطن خود در غم دنیا مدار	نیست درین صفحہ الا غبار
ہر کہ درین منزل خاکی بود	چیست عجب گر نہ بپاکی بود
گرچہ سر دیا بہ جائش دریم	مانکہ تنہا بہ بلائش دریم

گر نہ درین مرحلہ وادی کند	گرچہ فرشتہ است فسادی کند
قصۂ دنیا بہ سرا روشن است	ذکر خداوند خدا روشن است

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین فرماتے ہین نظم۔

علوی و عالی و متعالی بہ جسم	احمد و محمود محمد بہ اسم
داد گواہی بخدائی حق	رحمت عالم بہ گواہی حق
ذات خوشت راحت جان آمدہ	پیش ز آدم بہ جہان آمدہ
مخلصی از غاشیہ داران اوست	بندہ او بندۂ یاران اوست

ایک بزرگ کا مقولہ نقل فرماتے ہین کہ اگر بندہ یہ جانے کہ مین بندہ کس کا ہون تو مارے خوشی کے مر جاوے شعر۔

دی طوق عبودیت در گردنم افگندی	امروز من از شادی در شہر نمی گنجم

القصہ چہل ناموس مین چالیس ناموس انسان کے تمام اعضاء کے بیان مین درج ہین یہ کتاب اور رسالہ سلوک تصوف سے پر ہین بوجہ طوالت کے چند شعر تبرکاً اور تیمناً ہم نے درج کر دیے آپ کا انتقال اس دار فانی سے بقول شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۵۱ھ ہجری مین ہوا ہے مرقد شریف آپ کا بمقام بداؤن چبوترہ حضرت شہاب الدین مہرہ پر پیر مکہ صاحب کی زیارت سے جانب گوشہ غرب جنوب واقع ہے۔

ذکر شریف مولانا مخلص الدین رحمۃ اللہ علیہ

اخبار الاخیار مین حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ مولانا مخلص الدین کی نسبت حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا کہ

موضع ٹرک منی کے نام سے سواد بدایون میں ایک موضع تھا کہ جسمین ایک مرد بزرگ اور
حافظ قرآن اور صاحب ولایت تھے ایک روز مولانا اپنے شاگردون کے ساتھ ایک رستہ
پہ جاتے تھے درخت آگ یعنے مدار کے پھل لگے ہوئے تھے شاگردون نے وہ پھل آگ
کے درخت سے توڑ لیے اور مولانا کے پاس وہ پھل شاگرد لائے آپ کی نظر جب اُن
پھلون پر پڑی تو فرمایا کہ تمھارے ہاتھ مین خیار یعنی لکڑی یا کھیرہ ہی شاگردون نے کہا نہین
بلکہ پھل آگ کے ہین مولانا نے فرمایا کہ نہین یہ تو لکڑی یا کھیرہ ہی پھر شاگردون نے عرض
کیا کہ اے مولانا ہم نے اپنے ہاتھ سے آگ کے درخت سے یہ پھل توڑے ہین اور اس
موسم مین خیار نہین ہوتا آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے فرمایا کہ میرے پاس لاؤ شاگردون نے
مولانا کے ہاتھ پر وہ پھل رکھدیے مولانا نے چاقو نکال کر اُنکے ٹکڑے ٹکڑے کیے تو وہ
خیار یعنے لکڑی و کھیرے کے تھے اور وہ سب نے کھائے حضرت شیخ نصیر الدین محمود
چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے دریافت کیا کہ خواجہ عزیز کرکی اور مولانا
مخلص الدین یہ دونون صاحب ہمعصر تھے یا نہین فرمایا کہ یہ معلوم نہین ہی لیکن خواجہ عزیز
کرکی بھی بہت بڑے بزرگ تھے بعد اُسکے حضرت چراغ دہلوی نے فرمایا کہ در بدایون
بسیار بزرگان بودند رحمۃ اللہ علیہم ہمکو تحقیق نہین ہوا کہ وہ موضع ٹرک منی کونسا تھا
بدایون کے قرب مین منی کے نام سے چار موضع اسوقت موجود ہین دو موضع شہر سے
پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر ہین جنکے نام یہ ہین ایک موضع گورا منی جسمین مسلمان آباد ہین
اور جو ہم سیوانہ راقم کے ایک موضع کل پیپہ دیہہ معافی کے ہی دوسرا موضع منی بوچین ہی کہ وہ
بھی موضع دونری نزد تم پور دیہہ زمینداری راقم الحروف سے جانب شرق ایک میل پر واقع
ہی تیسرا موضع منی جسمین گدی آباد ہین وہ جانب شرق بدایون سے پانچ یا چھ میل کے

فاصلہ پر ہے اور چوتھا موضع مئی جو شہر سے جانب غرب چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے
اور ایک موضع کدو مئی کے نام سے جو ہمارے دوست خواجہ برہان الدین مرحوم
لکھنوی کا شہر سے جانب جنوب چھ میل کے فاصلہ پر ہے واللہ اعلم بالصواب کہ مولانا
مخلص الدین کس موضع کے رہنے والے تھے اور اُنکی قبر کہان ہے۔ گدّیون کی
مئی مین ایک قبر صاحب ولایت کی کرکے مشہور ہے غالباً وہی قبر شریف ہو اور لفظ ترک مئی
دلالت اسی بات پر کرتا ہے کہ اُس موضع مین مسلمان آباد ہونگے اہل ہنود زمانہ سابق مین
مسلمانون کو تُرک کہا کرتے تھے۔

ذکر شریف حضرت مولانا سید علاءالدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا علاءالدین سادات حسینی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد
سے ہین آپ کے والد ماجد حضرت سید شرف الدین اعلیٰ ہین اُنکا مزار شریف بھی
بدایون مین ہے آپ کا حال اوپر لکھ چکے ہین مولانا علاءالدین اُستاد حضرت نظام الدین
اولیا محبوب الٰہی کے ہین کتاب قدوری حضرت محبوب الٰہی نے مولانا سے پڑھی تھی
مولانا موصوف مرید حضرت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز کے ہین ایک
روز جبکہ آپ لڑکے تھے اور بدایون کی گلیون مین پھرا کرتے تھے نظر فیض اثر شیخ جلال الدین
کی اُنپر پڑی اور اُنکو اپنے پاس شیخ نے بلایا جو کپڑے شیخ جلال الدین تبریزی
اُسوقت پہنے ہوئے تھے وہ اُتار کر مولانا علاءالدین اصولی کو پہنائے حضرت
نظام الدین اولیاء فوائد الفواد مین فرماتے ہین کہ جسقدر اوصاف و اخلاق شیخ موصوف
کے تھے اُسکی برکت مولانا کو حاصل ہوئی فوائد الفواد و خیر المجالس اور اخبار الاخیار
مین مرقوم ہے کہ مولانا علاءالدین نے ایک بڑھی کنیز یعنے لونڈی خرید کی تھی ایک روز صبح کو

وہ لونڈی آٹا پیستی تھی اور روتی تھی مولانا نے اُس سے سبب رونے کا دریافت کیا
اُسنے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اب وہ مجھ سے جُدا ہوگیا اور وہ گانٔو میں ہے مولانا نے
اُس سے پوچھا کہ اگر میں تجکو عید گاہ کے حوض تک جو شہر سے ایک کوس ہوگا پہونچادوں
تو تو اپنے گاؤن کو چلی جائیگی اُسنے کہا کہ ہان چلی جاؤن گی مولانا اُس کنیز کو گھر سے باہر لائے
اور روٹیان اُسکو دیں اور اُسکے ساتھ شہر سے باہر اُس مقام تک جہان سے وہ اپنے
موضع کا راستہ جانتی تھی پہونچاکر آزاد کردیا نقل ہے کہ آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے
تھے مگر بوقت حاجت اگر کوئی شخص کوئی چیز پیش کرتا تو البتہ بقدر ضرورت لے لیتے ایک روز
مولانا کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا فاقہ تھا اور آپ کنجارہ یعنے کھل کھارہے تھے اس عرصہ
میں حجام مولانا کا خط بنانے کو آیا آپ نے اس خیال سے کہ اس حجام کو ہماری درویشی اور فاقہ
کا حال معلوم نہ ہو وہ کھل کے ٹکڑے اپنی پگڑی میں رکھ لیے حجام نے محاسن شریف درست
کی مولانا نے واسطے حجامت کے اپنی پگڑی سر سے اتاری اتفاقاً وہ کھل کے ٹکڑے پگڑی
سے گر گئے حجام کو حضرت کے فقر وفاقہ سے اطلاع ہوئی بعدہ وہ حجام ایک شخص بزرگ
امیر کی حجامت بنانے گیا اور اُسنے مولانا علاء الدین کے فقر وفاقہ کا حال اُن امیر سے
بیان کیا اُن بزرگوار نے چند من میدہ اور چند گھڑون میں روغن اور ہزار جیتل (یعنے سکہ نقرئی
اُسوقت کا) خدمت میں مولانا کے بھیجے مولانا نے وہ ہدیہ قبول نفرمایا اور واپس کردیا اور
اُس حجام کو اپنے پاس بلاکر نہایت درجہ ملامت کی اور فرمایا کہ اب تم ہمارے پاس نہ آئیو
حجام شہر کے بزرگون کے پاس گیا اور اُسنے سفارش کرائی اور خود معذرت کی اور مولانا سے
یہ شرط کی کہ اب آیندہ میں درویشون کا بھید ظاہر نہ کرونگا تب مولانا نے اُسکا قصور معاف کیا
الغرض آپ علم ظاہری معقول ومنقول واصول وکلام وفقہ وحدیث کے عالم متبحر تھے

اور علم باطنی آپکو حاصل تھا اور حضرت جلال تبریزی کے تصرف سے جنکا حال مفصل ہم اوپر لکھ چکے ہین آپ صغر سنی سے صاحب نسبت تھے تاریخ فرشتہ مین ذکر حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیاء مین یہ بھی درج ہو کہ ایک روز آخر عمر مین حضرت علاء الدین اصولی دہلی مین کسی راستہ سے جاتے تھے کہ حضرت سلطان المشایخ محبوب الٰہی کی نظر حضرت مولانا اصولی پر پڑی اور نزدیک اپنے طلب فرمایا اور اپنا خرقہ مولانا کو پہنایا اور دعاے خیر فرمائی اور مولانا نے بیعت بھی کی پس مولانا نعمت باطنی سے اور بھی مالامال ہوگئے سبحان اللہ ایام طفلی مین حضرت جلال الدین تبریزی سے اور ایام کبر سنی مین حضرت محبوب الٰہی سے آپ نے فیض حاصل فرمایا آپ کی تاریخ وفات ہم کو کسی کتاب سے معلوم نہین ہوئی غالباً آپ ساتوین صدی کے اختتام کے قریب فوت ہوئے مزار شریف آپ کا حضرت سلطان العارفین صاحب کے بن مین جانب شرق وجنوب کے گوشہ مین زیارت سلطان العارفین صاحب سے تھوڑے فاصلہ پر واقع اور مشہور ومعروف ہی۔

ذکر شریف حضرت خواجہ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خواجہ زین الدین مدرسہ معزیہ مین جو عقب جامع مسجد بدایون تھا درس سے صدہا عالم تعلیم پاکر نکلے رہا کرتے تھے اور بہت بڑے صاحب باطن تھے اور ہر ایک مشکل مسئلہ کو حل کرتے تھے حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ العزیز سے فوایدالفواد مین مرقوم ہی کہ یہ شخص دانشمند تھے اور تمام مشکل مسائل آپ حل فرماتے تھے جب لوگون نے ان سے انکی تعلیم کا حال پوچھا کہ آپ نے کس سے تعلیم پائی ہی تو خواجہ زین الدین نے فرمایا کہ مین نے کسی سے نہین پڑھا ہی اور نہ کسی کا شاگرد ہوا الّا جب مین

زمانہ کبرسنی کو پہونچا تو مین نے نماز مو سومہ نماز حضرت اویس قرنی پڑھنا شروع کی اور بعد نماز کے دعا مانگتا تھا کہ الٰہی بہ برکت اس نماز کے مجکو علم نصیب ہو مین بوڑھا ہوگیا ہون اور کچھ کسی سے نہین پڑھا ہی اُس نماز کے طفیل سے میری یہ کیفیت ہو اور مولانا کو حضرت مسعود نخشاسی سے بھی فیض باطنی حاصل ہوا ہی جسکا تذکرہ ہم ذکر خیر خواجہ مسعود نخشاسی مین کر چکے ہین قبر شریف آپ کی راقم کو تحقیق نہین ہوئی کہ کہان ہی غالباً عقب جامع مسجد جو قبر سلطان تاج الدین یلدوز والی غزنی کی کر کے مشہور ہی اُس سے آگے ایک چھوٹی سی مسجد مدرسہ معزیہ مین کسی وقت مین تھی کہ جسکی بنیادین اب برآمد ہوئی ہین اور اُس جگہ پر اب مسجد جدید خطیب خواجہ احمد مقبول حسین نے بنائی ہی اب وہان پر چند قبرین بھی ہین وہین پر قبر حضرت کی ہوگی کیونکہ یہی مقام مدرسہ معزیہ کا ہی یا اس سے جانب غرب سڑک کے کنارہ پر آگے بڑھکر ایک قبر احمد چرم پوش کے نام سے زبان زد ہی اور وہ ایک معمار کے گھر کے قریب اُس سڑک پر جو جامع مسجد کے دروازہ جنوبی سے جانب غرب سڑک جکڑی کی طرف جاتی ہی واقع ہی شاید وہ قبر ہو کیونکہ وہ مقام متصل مدرسہ معزیہ کے ہی بہرحال یہ امر تحقیق ہی کہ یہ بدایون مین مدفون ہوئے لیکن مقام دفن تحقیق نہین ہی آپ زمانہ محبوب الٰہی سے پیشتر کے ہین تاریخ وصال بھی آپ کی معلوم نہین ہوئی۔

ذکر خیر حضرت مولانا سراج الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء سے فوائد الفواد مین مذکور ہی کہ ایک شخص مولانا سراج الدین ترمذی نامی بدایون مین رہتے تھے ایک روز اُنکے دل مین یہ خیال ہوا کہ بدایون سے ہجرت کر کے کعبہ معظمہ مین بعد زیارت کعبہ شریف کے رہون جب موت آئے تو وہان دفن ہون چنانچہ بدایون سے ہجرت کر گئے اور کعبہ شریف سے بعد شرف

ہوئے زیارت کے پھر واپس آئے بدایون کے لوگون نے دریافت کیا کہ آپ تو ہجرت
فرما گئے تھے اب کیسے تشریف لے آئے فرمایا کہ وہان جاکر مین نے ایک روز خواب مین
دیکھا کہ اطراف وجوانب سے کچھ لوگ جنازے لاتے ہین اور مکہ معظمہ کی زمین مین دفن کرتے
ہین اور بعض مردون کی لاشین نکال کر دیگر اطراف وجوانب کو لیجاتے ہین جب مین نے
ان سے یہ حال دریافت کیا تو جواب دیا کہ جو لوگ اس اراضی پاک کی قابلیت رکھتے ہین
اگرچہ اُنھون نے کسی دوسری جگہ وفات پائی ہو اُنکے لیے حکم الہی ہو کہ ہم اُنکو یہان لاکر دفن
کرین اور وہ لوگ جو لایق اس مقام کے نہین ہین اگرچہ بظاہر یہان مدفون ہین اُنکو دیگر اطراف
مین لیجاتے ہین پس جب مجکو یہ تحقیق ہو گیا تو پھر مین بدایون چلا آیا کہ اگر مین لایق اس مقام
کے ہون تو انشاء اللہ میری مراد حاصل ہو جائیگی یہان تک ہم نے کتاب فوایدالفواد
سے حضرت کا ذکر لکھا ہی بزرگون کی روایت سے معلوم ہوا ہی کہ اللہ تعالی کی مخلوق مین بعض فرشتے
اس کام پر معمور ہین اور اُنکو فرشتہ نقّال کہتے ہین مصرع

لے گئے کوچہ جانان سے فرشتے نقّال

اس مقام پر ایک نقل مجکو اور یاد آگئی کہ جب مین اپنی طفولیت کے زمانہ مین قصائد عرفی اپنے
جد امجد مرحوم سے پڑھتا تھا اور مین نے اس شعر کو قصائد عرفی مین پڑھا شعر

بکاوش مژہ از ہند تا بنجف بردم	اگر بہ ہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار

جو جناب ممدوح نے مجھ سے یہ نقل فرمائی کہ یہ شعر عرفی کا ستا گیا ہی کہ مقبول ہو گیا ہی لیعنے
علی قلی خان داغستانی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہی کہ عرفی لاہور مین دفن ہوا تھا چند
سال کے بعد ایک درویش آیا اور ایک دوسرے مردہ کے شبہ مین جو عرفی کی برابر دفن تھا
عرفی کی ہڈیون کو نکال کر لے گیا اور نجف اشرف مین دفن کیا - اب ہم پھر شیخ سراج الدین

سے حال کی طرف رجوع کرتے ہین۔ آپ کے والد یا آپ کے پیر و مرشد کا نام ہمکو معلوم نہین ہوا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپ نے کس سنہ مین انتقال فرمایا لیکن قبر شریف آپ کی اندرون حریم شاہ ولایت صاحب زیر درخت املی جانب غرب متصل مسجد کے واقع ہے

ذکر شریف خواجہ ملک شادی لکھنوتی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ شادی لکھنوتی زمانہ قدیم کے اولیاء کبار سے ہین اور در اصل باشندہ لکھنوتی واقع ملک بنگالہ کے تھے کتاب فواید الفواد مین حضرت حسن سنجری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہین یوم دو شنبہ ماہ محرم ۷۰۸ھ ہجری مین سعادت پاے بوسی حضرت محبوب الٰہی کی حاصل ہوئی اور اس زمانہ مین زیارات بزرگان بدایون شریف کرکے دہلی واپس آیا تھا اور مین نے حضرت محبوب الٰہی سے عرض کیا کہ مین نے بزرگان ذیل کی زیارت مزارات کی کی اور بہت محظوظ ہوا یعنے حضرت سید احمد صاحب والد بزرگوار حضور کے اور مولانا علاء الدین اصولی اور شیخ سراج الدین ترمذی اور خواجہ حسن شاہی موے تاب اور خواجہ عزیز کوتوال و خواجہ شادی لکھنوتی جب اسقدر نام مین نے لیے تو حضرت محبوب الٰہی ہر ایک کا حال بیان فرماکر رو تے تھے اور ان صاحبون کے فضایل بیان فرماتے تھے تاریخ وفات آپ کی بھی معلوم نہین ہوئی قبر شریف خواجہ صاحب موصوف کی حضرت سلطان العارفین صاحب کی زیارت شریف سے جانب شرق تخمیناً سو قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اور راستہ قدیم زیارت کا جو شرق سے غرب کو آتا ہے اس راستہ سے جانب جنوب ایک اونچا چبوترہ ہے اور ایک احاطہ بطور حریم کے ہے اور اسمین اور بھی تعویذ قبر دن کے ہین اور ایک مسجد کی ٹوٹی بنی ہے اور اکثر بزرگون کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ منجملہ خلفاے حضرت حسن شیخ شاہی روشن ضمیر

سلطان العارفین صاحب سے ایک بہت بڑے خلیفہ ہین باقی اور کچھ حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے۔

ذکر شریف مولانا رضی الدین صَغانی رضی اللہ عنہ

کاشف اسرار حقیقت معانی حضرت مولانا رضی الدین صَغانی آپ کا اصلی وطن چغانہ ہی جو ملک ماوراء النہر مین ایک مشہور قصبہ ہی آپ وہان کے اصلی باشندے تھے صَغانہ معرب ہی چغانہ کا ہی جیسے کو صاد سے لفظ عربی مین بدل کر صغانی بولا گیا آپ زمانہ عہد سلطنت قطب الدین ایبک یا شروع عہد شمسی مین بدایون تشریف لاکر سکونت پذیر ہوئے آپ اکابر علماء اور اجلہ اولیاء سے تھے علم حدیث مین محدثان زمانہ سے سرافرازی رکھتے تھے کتاب مشارق الانوار آپ کی تالیف کی ہوئی ہی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہین کہ اگر کوئی حدیث مین مولانا کو مشکل پیش آتی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھتے اور اُس حدیث کی صحت فرماتے شیخ الاسلام حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ جو کچھ مشارق الانوار مین احادیث پاک لکھی ہین وہ سب صحیح ہین تینتیس ۳۳ ہزار حدیث زبان مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت شدہ مولانا رضی الدین نے مشارق مین لکھی ہین اور یہ بھی خود مولانا نے فرمایا ہی کہ جو کچھ حدیثین مین نے اس کتاب مین لکھی ہین وہ بروز قیامت میری اور خدائے عزوجل کی حجت ہین اور یہ بھی حضرت شیخ الاسلام سے روایت ہی کہ اگر کسی حدیث مین مشکل معلوم ہوتی اور خلق آپس مین نزاع کرتی تو اُسی رات کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھتے اور اُس حدیث کو روبرو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کرتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلم مبارک سے

خود تصحیح فرماتے یہان تک ہم نے کلام حضرت شیخ الاسلام سے نقل کیا ہے اب ہم فوائد الفواد
ملفوظات محبوب الٰہی سے نقل کرتے ہین فوائد الفواد مین درج ہے کہ مولانا رضی الدین
بدایون سے کویل (جسکو اب علی گڈھ کہتے ہین) کو تشریف لے گئے وہان جاکر نائب مشرف
کے ہوئے (مشرف ایک عہدہ سلطانی تھا) ایک روز مشرف نے کوئی بات مولانا سے کہی
مولانا رضی الدین نے اُس سخن پر تبسم کیا مشرف نے دوات جانب مولانا کے پھینک
ماری لیکن کچھ چوٹ انکے نہ لگی آپ نے جب یہ حرکت اُسکی دیکھی تو اُس مقام سے اُٹھ
کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجکو ایسے جاہلون کے ساتھ نشست برخاست نہین کرنا چاہیے
بعد اِسکے آپ پسر والی کویل کو تعلیم فرماتے تھے چند تنگہ اُس سے آپ کو ملتے آپ اُس پر
قناعت فرماتے لیجا از ان بہ نیت حج روانہ بیت اللہ شریف کے ہوئے وہان سے بعد زیارت
بیت اللہ شریف کے بغداد شریف تشریف لے گئے پھر دہلی مین تشریف لائے اُس
زمانہ مین دہلی مین بہت سے عالم تھے دیگر علوم مین مولانا علماء کے ہمسر تھے لیکن حدیث
مین سب سے فائق تھے ابن زہری محدث سے بغداد شریف مین سبقت لیگئے
تھے حضرت شیخ المشائخ محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ وہ قصہ اس طور پر ہے کہ جب مولانا کویل
سے لقصد زیارت کعبہ شریف کے روانہ ہوئے تو ایک جوڑا جوتا نیا خرید کرکے پہنا جب ایک
منزل راہ طے کی تو صعوبت سفر آپ پر غالب ہوئی چلنے سے آپ کے پاؤن تھک گئے
بے سواری آپ چلنے سے عاجز تھے پسر حاکم کویل حضرت سے اعتقاد کامل رکھتا تھا وہ بارادہ
واپس لانے آپ کے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا مولانا اس فکر مین تھے کہ اگر کوئی سواری
مل جائے تو یہ سفر آسانی سے طے ہو کہ اس عرصہ مین پسر والی کویل آپ کو نظر آیا دیکھا کہ وہ
گھوڑے پر سوار ہے مولانا کے دل مین یہ خیال ہوا کہ اگر یہ گھوڑا مجکو دیدے تو مین آسانی سے

بیت اللہ شریف پہونچ جاؤن اُس لڑکے نے واسطے بازگشت مولانا کے بہت منت سماجت کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی جب اُس نے دیکھا کہ کسی طرح واپس نہ آئینگے تب اُس لڑکے نے کہا کہ اِس گھوڑے کو قبول فرمایئے آپ کو پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوگی آپ نے اُسے قبول کیا اور روانہ مکہ معظمہ کے ہوئے بعد زیارت کے بغداد شریف کی طرف روانہ ہوئے اُن ایام مین ایک محدث بہت بزرگ ابن زہری تھے لوگون نے اُنکے واسطے ایک بہت بڑا اونچا منبر بنایا تھا وہ اُسپر بیٹھکر حدیث سناتے تھے اور تمام علماء علی قدر مراتب حلقہ بہ حلقہ اپنے اپنے درجہ پر اُنکے سامنے بیٹھتے تھے ایک روز مولانا رضی الدین بھی اُس مجلس حدیث مین تشریف لے گئے اور سب سے آخر صف مین بیٹھے ابن زہری نے حدیث دربارہ موافقت کرنے ساتھ مؤذّن کے بوقت سننے اذان کے بیان فرمائی اور اس لفظ سے حدیث کو شروع کیا اِذَا سَکَبَ الْمُؤَذِّنُ یعنی جو لفظ مؤذن شروع کرے ویسے ہی سننے والے کو کہنا چاہیے جب ابن زہری نے یہ حدیث بیان کی تو مولانا رضی الدین نے آہستہ سے اپنے پاس والون سے کہا کہ اِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ یعنی جب مؤذن کلمہ کہکر چپ ہو تب اُسکے کہنے کی موافقت کرنا چاہیے یکے بادیگرے لوگون نے ذکر کیا یہان تک کہ ابن زہری کے کان تک یہ بات پہونچی ابن زہری نے بہ آواز بلند کہا کہ یہ سخن کس نے کہا مولانا نے کہا کہ مین نے کہا کہ مین نے کہا ابن زہری نے کہا کہ دونون طرح صحیح ہے لوگون نے کہا کہ کتاب مین دیکھنا چاہیے جب کتابین دیکھین تو دونون نسخہ لکھے ہوئے نکلے لیکن اِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ اصح لکھا ہوا تھا جب یہ خبر خلیفہ بغداد کو پہونچی اُس نے مولانا رضی الدین کو طلب کیا اور باعزاز واکرام کچھ نذر دیکر رخصت کیا جب مولانا رضی الدین بعد حج بیت اللہ کے دہلی تشریف

لائے۔ قبل تشریف لیجانے بیت اللہ شریف کے بدایون میں ایک مرد بزرگ اور صاحب ولایت تھے اور مولانا کے اُستاد تھے ایک روز مولانا نے اُن سے کتاب ملخّص جو علم حدیث میں ہے اور وہ اُنکے اُستاد کے پاس تھی مستعار طلب کی تھی اُستاد نے کتاب نہیں دی تھی جب مولانا بعد فراغ تحصیل علوم او رحج کے دہلی آگئے تو ایک روز اپنے ایک دوست سے فرماتے تھے کہ ایک ایسا وقت تھا کہ مین نے اپنے اُستاد سے کتاب ملخّص طلب کی اور اُنھوں نے نہیں دی اور اب وہ وقت ہے کہ اگر سو اشخاص مثل مالک اُس کتاب کے مجھ سے کچھ طلب کریں تو میں دریغ نہ کروں کسی شخص نے یہ گفتگو اُنکے اُستاد سے جاکر کہدی اُستاد نے کہا کہ اُسکا حج قبول نہیں ہوا اگر قبول ہوا ہوتا تو ایسی بات وہ نہ کہتے حضرت محبوب الٰہی یہ حکایت بیان فرماکر اُن بزرگ کے صدق اعتقاد پر چشم پُرآب ہوگئے۔ جو کتاب مشارق الانوار آج کل درس میں ہے اور جس کا ترجمہ اُردو میں مولوی خورم علی صاحب نے کیا ہے درحقیقت وہ کتاب مشارق حضرت مولانا رضی الدین صغانی بدایونی کی نہیں ہے بلکہ یہ مشارق ایک دوسرے مولانا رضی الدین کی ہے جو بعد زمانہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کے ہوئے ہیں اتفاق سے آپ کا اسم مبارک بھی رضی الدین تھا اور یہ بھی صغانہ کے رہنے والے تھے اور اُنھوں نے بھی کتاب مشارق لکھی تھی۔ ان دوسرے مولانا رضی الدین کا مزار لاہور میں ہے دیکھو کتاب طبقات حسامیہ جو تصنیف حضرت خواجہ عبداللہ خلف اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس کتاب میں دونوں بزرگوں کا ذکر ہے۔ آپ کی قبر شریف کا ٹھیک پتہ راقم کو معلوم نہیں ہے کہ بدایون میں کس مقام پر ہے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ وہ بدایون میں مدفون ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو ٹنڈی مسجد محلہ جیدو میں علم

مین ہو اور اُسمین ایک قبر اور کچھ چراغ دان بنے ہوئے ہین یہ قبر مولانا کی ہو مگر راقم الحروف کو اسپر وثوق نہین ہو لیکن وہ قبر کسی بزرگ کی ضرور ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ شرف الدین خیاط رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شرف الدین خیاط اولیائے کبار سے ہین اور حضرت سلطان شیخ شاہی رحمۃ اللہ علیہ کے دوستون مین تھے باہم ہر دو صاحبون سے بہت اتحاد اور دوستی تھی جبکہ حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید دہلی سے بدایون مین تشریف لائے تھے اور وہ سخت بیمار ہوئے تھے تب اُنھون نے شیخ شاہی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی دعا سے صحت کے واسطے درخواست کی حضرت شیخ شاہی نے خواجہ شرف الدین خیاط کو اپنے ساتھ اس کام مین شریک فرمایا اور حضرت ابوالموید کو صحت ہوئی یہ حال ہم مفصل حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی قدس سرہ العزیز کے حالات مین لکھ چکے ہین خواجہ شرف الدین پیشہ خیاطی کا بدایون مین کرتے تھے اسواسطے آپ ملقب بہ لفظ خیاط ہوئے آپ کے وصال کی تاریخ یا سنہ راقم کو کسی کتاب سے نہین ملا اُسی زمانہ مین جبکہ سلطان العارفین صاحب کا انتقال ہوا اس دار فانی سے ساتوین صدی ہجری کے وسط یا آخر مین بعالم جاودانی روانہ ہوئے مزار شریف آپ کا جوار روضہ مبارک حضرت شیخ شاہی روشن ضمیر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے بن مین واقع ہی

ذکر شریف پیر مکہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عارف باللہ حضرت پیر مکہ صاحب قدس سرہ العزیز اہل کرامات اور صاحب حال سے تھے اور بظاہر طریقہ ملامتیہ مین رہتے تھے نقل ہی کہ جب یہ بدایون مین تشریف لائے تو حضرت شیخ بدرالدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالہ پانی کا بھر کر آپ کی خدمت

مین بھیجا جس سے یہ اشارہ تھا کہ یہ شہر اولیاء اللہ سے بھرا ہوا ہی تمھاری استقامت کی
جگہ نہین ہی۔ وہ پیالہ آپ کے سامنے آیا اُسکو دیکھتے ہی آپ نے ایک پھول رکھدیا جس
سے یہ اشارہ تھا کہ مین ایسا شباب ہون کہ مثل پھول کے بود و باش رکھون گا بعد ازان
ایک بوزہ گر کے مکان پر سکونت اختیار فرمائی آپ واسطے نماز جمعہ کے ہمیشہ مکہ شریف
مین حاضر ہوتے حضرت حاجی ملتانی کہ جنکا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین وہ بھی بوسیلہ طی ارض نماز
جمعہ مکہ شریف مین پڑھتے تھے ایک روز امام کعبہ شریف کی طبیعت علیل تھی حاضرین نے
کہا کہ مکہ نامی جو بدایون سے نماز ادا کرنے یہان آتے ہین اُنکو امام کرو جب وقت نماز کا آیا
حضرت پیر مکہ وہان موجود ہوئے اور سب لوگون نے اُنکے پیچھے نماز پڑھی حضرت حاجی
جمال الدین ملتانی بھی جو اُسوقت وہان حاضر تھے اُنکو بہت تعجب ہوا کہ مین نے اس
درویش کو کبھی بدایون مین نہین دیکھا ہی نہ تذکرہ سُنا ہی حیرت ہی کہ ایسے بزرگ کی صحبت سے
جو شہر مین اقامت رکھتا ہی مین محروم رہا جب خطۂ بدایون مین حاجی صاحب تشریف
لائے تو ہر شخص سے سُراغ پیر مکہ کا پوچھتے تھے آخر کار معلوم ہوا کہ مکہ نامی ایک شخص ہی جو
بوزہ گر کے مکان پر سکونت رکھتا ہی فوراً حاجی جمال ملتانی اُس جگہ گئے اور ملاقات حاصل
کی پیر مکہ بہ تواضع بے تکلفانہ پیش آئے جس طرح سے خراباتی لوگ پیش آتے ہین اور ایک
پیالہ بوزہ کا بھرکر حاجی جمال صاحب ملتانی کے پیش کیا اُنھون نے پاس ادب سے وہ پیالہ
تو لے لیا مگر شریعت کے احکام کو نہ چھوڑا اُس بوزہ کو اپنے کرتہ کے گریبان مین گرا دیا
جب گھر واپس آئے تو کرتہ لونڈی کو دیا کہ جلد دھو ڈال لونڈی نے بالہام مقلب القلوب
اُسکو دھوکر ایک گھونٹ اُس پانی کا پی لیا فوراً بہ کشف باطن پہونچ گئی اور حجاب زمین و
آسمان اُسکی نظر سے دور ہو گئے جب حاجی صاحب نے اُس لونڈی کا یہ حال دیکھا تو اُس سے

تفتیش حال فرمائی معلوم ہوا کہ یہ سب فیوض و برکات اُس کرتہ کو دھو کر پینے سے حاصل ہوئے حاجی صاحب کو بہت پشیمانی ہوئی بار دگر خدمت مین پیر مکہ کے تشریف لے گئے اور بہت سی معذرت کر کے اظہار ندامت کیا پیر مکہ نے فرمایا کہ وہی وقت تھا نقل ہے کہ ایک دن بطریق طوارض واسطے زیارت خانہ کعبہ کے پیر مکہ تشریف لے گئے موذن وہان کا جہانگیر نامی کہ اب قبر اُسکی پہلو سے قبر پیر مکہ صاحب مین ہے مانع ہوا کہ یہ وقت طواف کعبہ کا نہین ہے یہ بات اُسکی آپ کو گران معلوم ہوئی اور فرمایا کہ تو بیٹھا رہ یہ کہکر آپ اُس جگہ سے روانہ ہو گئے جہانگیر نے ارادہ اُٹھنے کا کیا لیکن ہرگز اُس جگہ سے نہ اُٹھا گیا تمام آدمی تلاش پیر مکہ مین دوڑے کہ بوجہ گستاخی اُس درویش کے یہ معاملہ پیش آیا الغرض تمام کوچہ و بازار مین پھر کر تلاش کرتے کرتے پیر مکہ کو پایا اور بالحاح تمام جہان جہانگیر بیٹھے تھے لائے جب یہ اُسکے پاس گئے تو فرمایا کہ تو کس واسطے نہین اُٹھتا جسوقت یہ آواز اُنکے کان مین پہونچی جنبش اور حرکت پر قادر ہوئے اور حضرت کے قدمون پر گر گئے بعد اس معاملہ کے ان دونون بزرگون مین صحبت ہو گئی جہانگیر نے پیر مکہ سے درخواست کی کہ جب آپ اس جہان سے رحلت فرمائین میری تمنا ہے کہ مین بھی اُسی وقت انتقال کرون اور جس مقام پر کہ آپ دفن ہون مین بھی اُسی سرزمین مین دفن ہون آپ نے فرمایا کہ حق تعالی قادر ہے انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا نقل ہے کہ جب پیر مکہ قدس سرہ العزیز کا انتقال ہوا تو ساکنان بدایون سے اُنھون نے وصیت کی کہ میرے دفن کرنے کے وقت ایک اونٹ پر جنازہ جہانگیر کا آئیگا اُسکے آنے پر وہ اونٹ بھی جان بحق ہو جائیگا پس اُس جنازہ کو میرے برابر دفن کرنا اور اونٹ کو بھی علیحدہ دفن کر دینا جب بعد انتقال کے حضرت پیر مکہ صاحب کو لوگ قبر مین اُتارتے تھے اور کہتے تھے کہ قول اس فقیر کا اس معاملہ مین سچ نہ ہوا کہ دفعتاً

ایک جنازہ اونٹ پر نمودار ہوا اور اُس اونٹ نے جنازہ کو زمین پر ڈال کر خود قضا کی بعض لوگ کہتے ہین کہ اُس ایک ہی قبر مین دونون جنازے دفن کیے گئے اور اکثر کہتے ہین کہ برابر اُسکے دوسری قبر مین دفن کیا چنانچہ دونون قبرین اب تک موجود ہین اور پائین قبر آپ کے ایک لڑکے کی قبر ہے جو مکہ معظمہ سے دامن پکڑ کر بدایون آیا تھا اور پائین سے جانب جنوب ایک تعویذ زمین دوز بنا ہے کہتے ہین کہ اُس اونٹ کا مدفن ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور ایک نقل جو ہم نے ذکر شریف حاجی جمال ملتانی مین ایک طفل کے انتقال کی بوجہ افشاے راز کے اور پھر اُسکے زندہ ہونے کی اور حاجی صاحب کے اس دار فانی سے انتقال فرمانے کی لکھی ہے وہ نقل حضرت پیر مکہ صاحب کی نسبت بھی مشہور ہے جیسا کہ ہم نے اُس مقام پر لکھدیا ہے مگر کتاب روضۃ الصفا مین وہ نقل حاجی صاحب کی نسبت مشہور ہے سنہ وصال آپ کے کسی تاریخ سے معلوم نہین ہوئے آپ ہمعصر سلطان العارفین اور بدرالدین شاہ ولایت صاحب کے تھے آپ کا عُرس ۲۶۔ رمضان المبارک کو ہوا کرتا ہے آپ کا مزار شہر سے جانب غرب درمیان شہر و زیارت شریف بدرالدین شاہ ولایت صاحب کے ہے ایک حریم گرد مزار شریف کے بنی ہوئی ہے شرق مین چھوٹا سا دروازہ اور غرب مین ایک مسجد کی پُرانی ٹوٹی اسوقت تک شکستہ کھڑی ہوئی ہے اور ایک درخت برگد کا پُرانا مزار شریف پر سایہ افگن ہے جانب جنوب ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے اور اُس طرف بہت سے مزار بزرگون کے ہین گوشہ غرب اور سمت جنوب کو تھوڑے فاصلہ پر حضرت ضیاء الدین نخشبی و شہاب مہمرہ ایک چبوترہ پر آسودہ ہین اور جانب شرق مزار شریف کے خواجہ عزیز کوتوال کا مزار ہے۔

ذکر شریف شیخ ابن علی مکی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

فوایدالفواد مین مذکور ہی کہ ابن علی مکی ایک نیک اور بابرکت شخص تھے اور حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہی کہ شیخ موصوف خدا سے دعا مانگا کرتے تھے کہ میری وفات نہ تو میرے وطن بدایون مین ہوا ور نہ کسی ایسی جگہ ہو جہان جانے کا میرا قصد ہو۔ چنانچہ یہ دعا مقبول ہوئی ایک مرتبہ شیخ موصوف بدایون سے بارادہ سفر نکلے قصبہ سجلانہ مین پہونچکر جب بدایون کی واپسی کا قصد کیا اور سجلانہ سے روانہ ہوئے تو دفعتاً بیمار ہو گئے اور سجلانہ سے تھوڑی دور پر انتقال فرمایا بدایون پہونچنا نصیب نہ ہوا حضرت محبوب الٰہی نے شیخ موصوف کی ایک حکایت بھی لکھی ہی کہ اُنھون نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ اثناے سیاحت مین مین کرمان مین پہونچا وہان کے قاضی نے ایک جلسہ سماع کا منعقد کیا اور اکثر مشایخ کو دعوت دی۔ ایک غریب وضعیف فقیر بھی ناخواندہ مہمان کی طرح اُس دعوت مین چلا گیا اور ایک گوشہ مین بیٹھ گیا جب سماع شروع ہوا تو سب سے پہلے اُس فقیر پر اثر ہوا اور وہ وجد کے طور پر اُٹھا۔ قاضی کو بوجہ رعونت و تکبر کے یہ بات ناگوار گذری کہ ایک گمنام فقیر سے ابتدا رقص کی ہو۔ فوراً فقیر کو قاضی نے آواز دی کہ "بیٹھ جا" فقیر آزردہ خاطر ہو کر بیٹھ گیا جب سماع گرم ہوا تو قاضی صاحب کو خود وجد آیا اور اُٹھ کرنا چاہا۔ فقیر مذکور نے بھی اُس وقت ڈانٹ کر کہا کہ "قاضی بیٹھ جا" یہ آواز کچھ ایسے لہجہ سے دی کہ سب کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور قاضی صاحب فوراً بیٹھ گئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی فقیر بھی چلا گیا مگر قاضی صاحب سے اُس جگہ سے ہلا نہ گیا سات سال تک اسی حالت مین رہے بعد سات سال کے فقیر کا گذر پھر اُس جگہ ہوا اور قاضی کی حالت ردی دیکھ کر فقیر نے کہا کہ "قاضی اُٹھ بیٹھ" مگر قاضی صاحب نہ اُٹھے۔ پھر دوبارہ فقیر نے یہی کہا مگر قاضی صاحب نے

اٹھنے کی کوشش نہ کی تیسری مرتبہ فقیر نے خفا ہو کر کہا کہ "اچھا اب اسی حالت مین رہو اور مر جاؤ" یہ کہکر پھر چلدیا۔ اب قاضی صاحب کو بھی ہوش آیا فقیر کی تلاش مین آدمی دوڑائے مگر اُسکا پتہ نہ چلا اور قاضی صاحب اُسی حالت مین چند روز بعد مر گئے شیخ ابن علی کا اور کچھ حال نہین معلوم اور نہ یہ معلوم ہو کہ قصبہ سنجانہ جس کے قریب وہ مدفون ہین کہان ہو غالباً بدایون کے قریب اس نام کا کوئی قصبہ زمانہ سابق مین ہوگا جسکا نام اب بدل گیا ہو شیخ ابن علی کا زمانہ ساتوین صدی ہجری کے نصف آخر مین معلوم ہوتا ہو شیخ ابن علی نے کران مین جس فقیر کی کرامت کا ذکر کیا ہو ممکن ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ وہ اپنی طرف اشارہ ہو بوجہ انکسار اپنا نام صاف طور پر نہین لیا۔

ذکر شریف قاضی کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی صاحب بہت بڑے فاضل تھے اور علامۂ عصر۔ کتاب مغنی آپ کی تصنیف سے ہو آپ کے صاجزادہ برہان الدین مرید حضرت جلال تبریزی کے تھے جنکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہین جلد پنجم کتاب فوائد الفواد مجلس یوم سہ شنبہ ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۷۱۹ ہجری مین محبوب الٰہی سے مذکور ہو کہ قاضی کمال الدین جعفری حاکم بدایون کے تھے اور اُنکو بہت سے کام تھے باوجود شغل قضاء و دیگر کامون کے تلاوت قرآن شریف کی بہت فرماتے تھے جب وہ بوڑھے ہوئے تو کثرت تلاوت قرآن شریف کی اُن سے روزانہ نہ ہو سکی تب لوگون نے اُن سے دریافت کیا کہ اب آپ کیا پڑھتے ہین فرمایا کہ مسبعات عشر پر مین نے اکتفا کی ہو کہ وہ جامع جملہ اوراد ہین باقی حال آپ کا ہم نے حضرت شیخ برہان الدین آپ کے صاجزادہ کے حال مین لکھین گی۔

ذکر شریف حضرت شیخ برہان الدین بن علامۂ قاضی کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ برہان الدین خلف علامۂ قاضی کمال الدین جعفری کے ہین جو حاکم بداون کے تھے اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سے آپ نے بیعت فرمائی اور کلاہ خلافت حاصل کی قاضی کمال الدین جعفری سے اور شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے جب وہ بدایون مین تشریف رکھتے تھے کمال درجہ کی دوستی تھی کتاب اسرار الاولیاء و فوائد الفواد و خیر المجالس مین مذکور ہی کہ قاضی کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مُغنی فقہ مین لکھی تھی اور وہ ایک علامہ تھے شیخ جلال تبریزی ایک روز قاضی صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور اکثر جایا کرتے تھے قاضی صاحب کے خدام سے دریافت کیا کہ قاضی صاحب کیا کرتے ہین جواب ملا کہ قاضی صاحب نماز پڑھتے ہین آپ تشریف رکھئے حضرت جلال تبریزی نے فرمایا کہ "قاضی بھی نماز پڑھ جانتا ہی" اور یہ کہکر تشریف لے گئے بعد قاضی صاحب سے اُنکے خدمتگارون نے یہ جملہ شیخ کا نقل کیا قاضی صاحب شیخ جلال کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ آپ نے یہ کہا ہی کہ "قاضی نماز ادا کرنا جانتا ہی" شیخ نے کہا کہ ہان مین نے کہا قاضی نے کہا کہ آپ نے کس واسطے ایسا کہا باوجودیکہ مین نے بہت سی کتابین علوم کی لکھی ہین کیا مین نماز پڑھنا اور ارکان کا ادا کرنا نہین جانتا شیخ جلال تبریزی نے کہا کہ نماز علماء کی اور ہی اور نماز فقراء کی اور۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کیا فقرا کوئی دوسرا قرآن پڑھتے ہین اور رکوع اور سجود کوئی دوسرے طریقہ سے کرتے ہین شیخ نے جواب دیا کہ قرآن تو وہی پڑھتے ہین اور نماز بھی اسی طرح ادا کرتے ہین

لیکن قبلہ علمار کا ان تین جہتون سے علیحدہ نہین ہر اگر کعبہ بعید ہر تو سمت کعبہ کی پیش نظر ہو یا کعبہ قریب ہر تو اُس حالت مین نظر طرف کعبہ شریف کے کرکے نماز پڑھے یا سمت کعبہ مشتبہ ہر اُس وقت جس طرف دل اُسکا سمت کعبہ کو تصور کر لے اسی طرف رُخ کرکے نماز پڑھ لے بس قبلہ علمار کا ان اطراف سے باہر نہین ہر لیکن فقرا رب تک رب کعبہ شریف کو نہین دیکھ لیتے ہین تکبیر نہین کہتے اور اقل درجہ نماز اُنکی وہ ہر کہ عرش پر پڑھین قاضی صاحب کو یہ گفتگو شیخ کی ناگوار ہوئی اور خیال کیا کہ شیخ اپنی کرامت بیان کرتے ہین کہ مین رب کعبہ کو دیکھتا ہون اور عرش پر نماز پڑھتا ہون مگر چونکہ دونون صاحبون کے درمیان محبت تھی قاضی نے پھر کچھ نہین کہا اس گفتگو کی دوسری یا تیسری شب کو قاضی نے ایک خواب دیکھا کہ **شیخ جلال تبریزی** عرش معلی پر جانماز بچھائے ہوئے نماز پڑھتے ہین اتفاقاً اُسکی صبح کو کسی شخص ساکن بدایون نے **شیخ جلال تبریزی** اور قاضی صاحب موصوف کی دعوت کی یہ دونون بزرگ اُس جگہ جمع ہوئے **شیخ جلال تبریزی** نے گفتگو شروع کی کہ علمار کی ہمت اسی قدر ہر کہ وہ دنیا مین متولی ہون یا مدرس اور اگر اس سے بلند درجہ حاصل کرین تو قاضی ہون اور اگر اس سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہین تو صدر جہان ہو جاتے ہین بس اُنکی ہمت اس سے زیادہ نہین ہر مگر درویشون کے مراتب بہت ہین - اول مرتبہ یہ ہر کہ جو آج کی رات قاضی صاحب نے خواب مین دیکھا ہر - **قاضی کمال الدین جعفری** نے جو یہ بات سُنی فوراً جگہ سے اُٹھ کر **جلال تبریزی** کے قدمون پر گر پڑے اور اپنے پسر **برہان الدین** کو **شیخ جلال تبریزی** کا مرید کرایا بعض کتب مین **شیخ برہان الدین** کے نام کی جگہ **سیف الدین** لکھا ہر اور اُنکے والد کا نام **قاضی نجم الدین شامی** لکھا ہر واللہ اعلم بالصواب **شیخ برہان الدین**

کی قبر کی جگہ معلوم نہین ہوئی لیکن قاضی کمال الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بیچ دروازہ شمالی جامع مسجد بدایون کے واقع ہی اور وہ مزار اب تک درست بنا ہوا ہی درمیان مزار اور دروازہ کے ایک سہ دری مکان موسیٰ نداف کی بنگلی ہی اور تکیہ تلقین شاہ کا مزار سے جانب غرب ہی درمیان مین راستہ دروازہ شمالی جامع مسجد کو جاتا ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ فتح اللہ عرف پیر فتاح رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ فتح اللہ عرف فتان بڑے صاحب نسبت قدیم زمانہ کے بزرگان اولیار سے ہین لیکن آپ کا کچھ حال کتب سیر و تواریخ سے راقم کو معلوم نہین ہوا مگر شہر کے بزرگان سے مشہور ہی کہ حضرت کا مزار بہت زمانہ سابق سے یعنے شمس الدین التمش کے وقت سے ہی اور حضرت محبوب الٰہی کے زمانہ مین آپ کا انتقال ہو چکا تھا محلہ سماران مین جانب شمال محلہ چاہ میر ہی جو سڑک مچھلی کے کنوئین سے بازار قدیم کو جاتی ہی اور وہان مسجد قدیم زمانہ کی ہی جسکو ہم ذیل ذکر حضرت علی مولا مین حضرت جلال الدین تبریزی کے حالات مین لکھ چکے ہین کہ وہ مسجد خاص سمت کعبہ معظمہ کے تعمیر ہوئی ہی اور حضرت جلال تبریزی نے تعمیر کرائی ہی اُس مسجد سے جانب شرق ایک راستہ جنوباً شمالاً جانب محل الف خان وکالی جولاہون کے ہی راستہ کے جانب شرق آپ کا مزار واقع ہی وہان کچھ اراضی افتادہ متعلقہ مزار شریف پڑی ہی اور کچھ اور قبرین موجود ہین مگر اب بعض اشخاص نے اُس قطعہ پر کچھ لکڑی کی ٹال ڈال کر تصرف کرنا شروع کیا ہی اور آپ کے مزار شریف کے بعد راستہ کے جو مسجد ہی جسکا ہم نے ذکر کیا ہی اسمین ایک مزار ہی حضرت مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہی واقع ہی وہان ایک بڑا پتھر رکھا ہی اُسپر کچھ کتبہ بخط عربی لکھا ہی جو پڑھنے مین نہین آتا یہ بزرگون سے مشہور ہی کہ جو جنازہ کسی شخص کا ان بزرگان کے

مزارات کے درمیان سے نکال کر دفن کے واسطے لیجائے تو بہ برکت بزرگان موصوف
اُس میت پر اللہ تعالی جلشانہ عذاب قبر سے نجات بخشے چنانچہ یہ مقولہ حضرت نظام الدین
محبوب اولیاء کا مشہور ہے اور اکثر اشخاص اس راستہ سے جنازہ لیجاتے ہیں آپ کی اور نیز
حضرت مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ انتقال راقم کو دریافت نہیں ہوئی مگر یہ تحقیق ہے
کہ شروع سنہ ہجری میں ان حضرات کا انتقال ہوا ہے - واللہ اعلم بالصواب -

ذکر خیر شیخ وجیہ الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ وجیہ الدین ایک مرد درویش بدایوں میں زمانہ عہد شمس الدین التمش میں سے
کہ جو شروع ساتویں صدی ہجری کا تھا کتاب خزینۃ الاصفیاء میں ذیل ذکر حضرت شیخ
نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ جو چھوٹے بھائی حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ
العزیز کے تھے درج ہے کہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل دہلی سے بدایوں میں واسطے
زیارت شیخ وجیہ الدین کے تشریف لائے شیخ وجیہ الدین اپنے بوریہ پر بیٹھے ہوئے
تھے جب شیخ نجیب الدین متوکل اُنکے مکان پر پہونچے تو اپنا جوتا اُتار کر شیخ وجیہ
الدین کے برابر بوریہ پر بیٹھ گئے شیخ وجیہ الدین نے کچھ التفات اور مہربانی نفرمائی بلکہ
بظاہر اپنے برابر بیٹھ جانے سے دل میں ناخوش ہوئے اتفاق سے اُنکے روبرو ایک
کتاب رکھی ہوئی تھی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ نے اُس کتاب کو اُٹھاکر
دیکھا تو اُسمیں یہ لکھا ہوا نکلا کہ زمانہ آخر میں درویش متکبر اور مغرور پیدا ہونگے اگر کوئی مرد صالح
اُنکے پاس آوے اور نزدیک اُنکے چٹائی پر جوتہ اُتار کر بیٹھے تو درویش آتش تکبر سے جل
جائے اور اُسکے تکلیف دینے کی فکر میں ہو شیخ نجیب الدین نے وہ کتاب ہاتھ میں لیکر
درویش وجیہ الدین کو دی کہ آپ اسکو دیکھیے آپ کے حسب حال اس کتاب میں لکھا

ہوا جب شیخ وجیہ الدین نے اُسکو پڑھا تو بہت منفعل اور شرمسار ہوئے اور شیخ نجیب الدین سے معذرت کی پھر حضرت شیخ نجیب الدین وہان مقیم نہین ہوئے اور تشریف لے گئے ہمکو شیخ وجیہ الدین کے مزار سے اطلاع نہین ہو کہ کہان آسودہ ہین۔

ذکر خیر خواجہ مذکر رحمۃ اللہ علیہ

فوائد الفواد مین مذکور ہو کہ بدایون مین ایک شخص مذکر صاحب حال و اہل دل تھے منبر پر بیٹھکر تذکیر کرتے تھے اور منبر متصل دیوار کے تھا اور اُس دیوار مین طاق ایک قد آدم بلندی پر واقع تھا اور وہ طاق کشادہ تھا کوئی شخص اُسپر نہین چڑھ سکتا تھا اُن مذکر پر حالت تذکیر مین ایک حال پیدا ہوتا وہ منبر سے کود کر طاق مین بیٹھتے۔ انکا اسی قدر حال ہمکو معلوم ہوا انکی قبر یا تاریخ وصال یا نام کچھ معلوم نہین ہوا۔

ذکر شریف حضرت والد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

ان بزرگ کا نام نامی بھی معلوم نہین ہو فوائد الفواد مین حضرت محبوب الٰہی سے منقول ہو کہ والد نصیر مردان غیب اور ابدالان سے تھے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ نصیر لقب ایک شخص جوان کا تھا جو بدایون مین رہتے تھے اُنسے یہ سنا یعنے اُنھون نے حضرت محبوب الٰہی سے کہا کہ باپ میرے ایک مرد بزرگ اور واصل بحق تھے ایک رات دروازہ پر کسی شخص نے اُنکو آواز دی اور وہ باہر آئے اور مین نے اندرون مکان سے سلام علیک کی آواز سنی میرے باپ نے کہا کہ آپ ٹھہریے مین اپنی اہلیت سے رخصت ہو آؤن اُنکو جواب ملا کہ فرصت نہین ہو بعد اسکے مین کچھ نہین جانتا کہ وہ لوگ اور میرا باپ کہان گئے انکی قبر کا کچھ حال معلوم نہین کہ کہان ہو یہان تک کہ

ان بزرگ کا نام بھی معلوم نہین ہوا نشان مردان غیب کا ملنا ناممکن ہو اس موقع پر مجکو
اپنے والد مرحوم و مغفور کا ایک شعر جو حسب حال ہو یاد آیا وہ لکھتا ہون کیا خوب فرماتے ہین

جو سالکان طریق فنا ہین اسے عنقا	وہ چھوڑ جاتے نہین نام بھی نشان کیطرح

ذکر شریف حضرت شادی مُقری حافظ قرآن بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شادی مُقری اوایل مین ایک ہندی کی غلام تھے اور اُستاد حضرت محبوب الٰہی
نظام الدین اولیاء کے ہین محبوب الٰہی سے کتاب فوایدالفواد مین مرقوم ہو کہ
آپ نے یعنی حضرت سلطان المشایخ نے حضرت شادی مُقری سے ایک پارہ قرآن
شریف کا پڑھا تھا اور آپکا فیض ایسا تھا کہ جس نے آپ سے کچھ قرآن شریف پڑھا اُسکو تمام
قرآن شریف حفظ ہو گیا حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ بہ برکت اُنکے مجکو بھی قرآن شریف
حفظ ہو گیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ نہایت صاحب کرامت تھے اور ایک کرامت آپ کی یہ
بھی بیان فرمائی کہ خواجہ شادی کے ایک خواجہ لاہور مین تھے ایک شخص لاہور سے
بدایون مین آیا اُس سے خواجہ شادی نے دریافت کیا کہ میرے خواجہ صحیح و سالم ہین
چونکہ اُنکے خواجہ کا انتقال ہو گیا تھا مگر اُس شخص نے وفات ظاہر نہین کی بلکہ یہ کہا کہ ہان
سلامت ہین۔ پھر اور حالات شہر کے دریافت کیے اُسنے کہا کہ شہر مین بارش کا طوفان
آیا بہت سے مکان گر گئے اور آگ لگی اُس سے مکانات جل گئے خواجہ شادی
نے یہ بات سُنکر کہا کہ میرے خواجہ نے کیا انتقال فرمایا جو یہ آفت آئی تب اُس نے
کہا کہ ہان واقعی اُنکا انتقال ہو گیا قرآن شریف ہفت قرات سے پڑھا کرتے تھے۔

ذکر خیر حضرت خواجہ ملک یار بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب فوایدالفواد مین حضرت محبوب الٰہی سے نقل ہو کہ حضرت مولانا علاء الدین

اصولی آپ کے استاد ایک روز ایک کتاب کا مقابلہ فرماتے تھے ایک کتاب مولانا
علاء الدین اصولی کے پیش نگاہ تھی اور دوسری حضرت نظام الدین اولیاء کے
روبرو تھی کبھی مولانا پڑھتے جاتے تھے اور وہ کتاب ہدایہ تھی ایک مصرعہ اسمین ناموزون
لکھا ہوا تھا اور اسکے معنی بھی ٹھیک نہین ہوتے تھے بہت تامل کیا لیکن وہ مشکل حل نہین
ہوئی اس عرصہ مین ایک مرد بزرگ وہان تشریف لائے کہ انکو مولانا ملک یار
کہتے تھے مولانا علاء الدین اصولی نے فرمایا کہ مین ان بزرگوار سے صحت
اس مصرعہ کی کرتا ہون چنانچہ ان سے وہ مصرعہ دریافت کیا کہ انھون نے فوراً وہ
مصرعہ موزون پڑھا اور معنی اسکے بیان فرمائے کہ دل کو تسکین ہو گئی حضرت
علاء الدین اصولی نے محبوب الٰہی سے فرمایا کہ اس مصرعہ کے معنی مولانا
ملک یار نے از سر ذوق بیان فرمائے ہین جامع فوائد الفواد فرماتے ہین کہ
حضرت ذکر اللہ بالخیر یعنے محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ مین نے معنی ذوق اسی
روز جانے ورنہ مین یہی ذوق حسی جانتا تھا اس روز معلوم ہوا کہ ذوق معنوی اور چیز
ہے حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ مولانا ملک یار نے کچھ پڑھا لکھا کسی سے
نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو علم نصیب کیا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ امامت جامع
مسجد بداون کی مولانا ملک یار کو عطا کی گئی بعض لوگون نے کلام کیا کہ یہ امامت
کے لائق ہین یا نہین ہر ایک اپنی راے ظاہر کرتا تھا یہ خبر مولانا علاء الدین
اصولی علیہ الرحمۃ تک پہونچی فرمایا کہ اگر امامت جامع مسجد بغداد شریف کی
مولانا ملک یار کو عطا کی جائے تو بھی بجا ہے انکے اور حالات ہمکو معلوم نہین ہوئے
نہ قبر شریف کا مقام معلوم ہوا۔

ذکر شریف حضرت سید مظفر و حضرت سید جعفر بدایونی رحمۃ اللہ علیہما

سید مظفر و سید جعفر یہ دونون حضرات باہم بھائی ہین آپ کی کرامات بدایون مین بکثرت مشہور
ہین میان اکرام اللہ محشر بدایونی اپنی کتاب روضۃ الصفا مین لکھتے ہین کہ
میان شیخ چاند جد مولف کتاب مذکور ایک روز حضرت ولی محمد چشتی اپنے پیر و مرشد
کے ساتھ زیارت شریف حضرت سلطان العارفین صاحب سے واپس آتے تھے
پل سے اوترکر قریب کنارہ دریاے سوت کے کھڑے ہوئے وہان سے تھوڑے فاصلہ
پر دونون مزار سید مظفر اور سید جعفر رحمۃ اللہ علیہما کے ہین اور شیخ ولی محمد چشتی نے
مراقبہ کیا اور میان شیخ چاند سے بھی فرمایا کہ تم بھی مراقبہ کرو شیخ محمد چاند نے دیکھا کہ
ایک لشکر عظیم گرداگرد مزارہاے شریف کے فروکش ہی اور خیمہ ہاے سرخ عالیشان نصب
ہین اور شیخ ولی محمد چشتی بھی ایک خیمہ مین تشریف رکھتے ہین شیخ چاند فرماتے تھے کہ
مین نے جانا کہ مجکو بھی میرے پیر و مرشد اپنی جگہ بلا دین گے جب مین نے قصد اُس
طرف کا کیا تو پیر و مرشد ولی محمد چشتی نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اسوقت مین بھی باہر
کھڑا ہوا ہون اور یہ خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہی اور آس پاس اس کے
خیمہ شہدا کے ہین یہان تک ہم نے کتاب روضۃ الصفا سے نقل کیا ہی کسی پرانے
تذکرہ یا ملفوظات مین آپ کے حالات نہین ملے ہم نے بارہا یہ دیکھا ہی کہ باوجودیکہ یہ دو
مزار دریاے سوت کے کنارہ پر واقع ہین ایام بارش مین جب سیلاب آتا ہی تو یہ
مزارات کھلے رہتے ہین کنارہ دریاے سوت سے جانب شرق اور پل موجودہ حال
سے تخمیناً بفاصلہ دو سو قدم جانب جنوب مزارات متبرک ہین اور اُس جگہ دو درخت
کھجور کے ہین آپ کا سنہ وصال معلوم نہین اور نہ یہ معلوم ہی کہ کس وقت مینا یہ ہر دو

صاحب تھے۔

ذکر حضرت بی بی زلیخا والدہ شریفہ حضرت شیخ المشائخ رضی اللہ عنہما

حضرت بی بی زلیخا والدہ شریفہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کی ہین کاملۂ روزگار اور رابعہ عصر تھین ۶۴۱ھ ہجری مین ہمراہ خلف الرشید اپنے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے زمانہ سلطنت ناصر الدین محمود نبیرہ شمس الدین التمش* مین بدایون سے دہلی تشریف لے گئین اور وہین انتقال فرمایا وقت انتقال اپنے اس عالم فانی سے دست مبارک اپنے پسر حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کا پکڑا اور فرمایا کہ تجکو مین خدا کے سپرد کرتی ہون اخبار الاخیار اور فوائد الفواد مین درج ہی کہ حضرت محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ والدہ مارا با خدا آشنائی بود یعنے انکو اللہ تعالیٰ سے دوستی تھی اگر حضرت محبوب الٰہی کو کوئی کام پیش آتا تو اپنی والدہ ماجدہ کو خواب مین دیکھتے اور تمام کام انکے سپرد کرتے اور فرماتے ہین کہ جو حاجت مجکو ہوتی انکے روبرو عرض کرتا اکثر ایک ہفتہ کے اندر اور انتہا درجہ ایک مہینہ کے اندر وہ کام بفضل تعالیٰ انجام کو پہونچتا اور یہ بھی حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ جب میری والدہ ماجدہ کو کوئی حاجت پیش آتی تو پانچ سو بار درود شریف پڑھتین اور دامن مبارک اپنا پھیلا کر دعا مانگتین وہ دعا مقبول ہوتی یہ بھی آپ نے فرمایا کہ میری والدہ شریفہ کا یہ دستور تھا کہ جب کسی روز گھر مین غلہ نہ ہوتا تو جب مین گھر مین جاتا مجھ سے فرماتین کہ

---

*سلطان ناصر الدین محمود بعد فوت علاء الدین مسعود کے ۶۴۴ھ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا۔ بیس سال تک سلطنت کی۔ اس بادشاہ کی طبیعت دنیا سے متنفر تھی۔ درویشانہ گذر اوقات کرتا تھا۔ عالمون اور درویشون کی صحبت پسند تھی۔ کاروبار سلطنت بالکل اپنے وزیر غیاث الدین بلبن کے سپرد کر دیا تھا جو اسکی وفات کے بعد خود بادشاہ ہو گیا ۱۲

نظام الدین امروز ما مہمان خدائیم - مجکو یہ سخن بہت پیارا معلوم ہوتا - ایک روز مین
اسی سخن کے ذوق مین تھا کہ اتفاقاً ایک مرد ایک تنگہ کا غلہ میرے گھر مین لاکر دے گیا چند روز
متواتر اُس سے روٹی پکا کر گذر کی مین تنگ آگیا کہ کب میری والدہ پھر یہ لفظ فرماوینگی کہ
ما مہمان خدائیم بارے وہ غلہ تمام ہوا تب میری والدہ نے فرمایا کہ ما مہمان خدائیم
وہ ذوق اور راحت مجکو پیدا ہوئی جسکا وصف بیان نہین ہوسکتا ہی نقل ہے کہ
سلطان قطب الدین مبارک بن سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے ایام
سلطنت مین چاہا کہ شیخ نظام الدین اولیاء سے جھگڑا کرے اور سبب جھگڑے کا
یہ تھا کہ سلطان قطب الدین نے ایک مسجد جامع قلعہ مین تعمیر کرائی اور اول جمعہ کی
نماز کے واسطے جملہ مشایخ و علماء کو طلب کیا کہ نماز جمعہ اس مسجد مین پڑھین شیخ نظام
الدین نے جواب کہلا بھیجا کہ ایک مسجد میرے مکان کے نزدیک ہی یہ اُسی کا حق ہی - یہ
غیر مناسب ہی کہ مین اس مسجد کو چھوڑکر اُس مسجد مین نماز پڑھون اور آپ اسی قلعہ مین تشریف
نہ لے گئے دوسرا سبب یہ تھا کہ غرہ ہر ماہ کو یہ حکم شاہی تھا کہ تمامی علماء و مشایخ و صدور
اکابر بہ تہنیت ماہ نو خدمت مین بادشاہ کے آیا کرین چنانچہ سب جاتے تھے حضرت
محبوب الٰہی نہین جاتے تھے آپ کے خادم اقبال نامی جایا کرتے تھے حاسدون
نے یہ بادشاہ کو اطلاع کی بادشاہ دشمن ہوگیا اور غرور بادشاہی کو کام مین لایا اور کہا
کہ غرہ ماہ آیندہ مین اگر آپ تشریف نہ لائینگے تو جس طرح چاہونگا مین ملوا لونگا
یہ خبر حضرت شیخ کو پہونچی آپ واسطے زیارت قبر شریف اپنی والدہ کے تشریف لے گئے
اور کہا کہ یہ بادشاہ مجکو ایذا دینے کی فکر مین ہی اور غرہ ماہ آیندہ مین اُسنے ارادہ کرلیا ہی
اگر اُسکا کام تمام نہ ہوا تو مین تمھاری زیارت کو نہ آؤنگا یہ سخن بطور راز و نیاز کہکے اپنی والدہ

عرض کیا اور گھر کو واپس تشریف لائے بقضائے الٰہی غرہ ماہ آیندہ کی شب میں بلاے
عظیم سلطان قطب الدین کی جان پر آئی یعنے خسرو خان نے کہ جو مقرب سلطان
کا تھا قطب الدین کو مار کر بالاے قصر سے نیچے ڈال دیا چنانچہ یہ قصہ مشہور ہے اور ہم آیندہ
اس قصہ کو مفصل ذکر محبوب الٰہی میں درج کرینگے نقل ہے کہ حضرت محبوب الٰہی فرماتے
ہیں کہ غرہ ماہ جمادی الاول روز انتقال میری والدہ کا تھا اُس رات کو جب میں نے ماہ نو
دیکھا سر قدموں پر اپنی والدہ کے تہنیت ماہ نو میں جھکا دیا اُسوقت زبان مبارک سے
اُنھوں نے فرمایا کہ آیندہ غرہ ماہ نو میں کس کے قدم پر تو سر رکھے گا مجکو معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ
انتقال کا قریب ہی میرا حال متغیر ہوا اور آنسو میرے جاری ہوئے میں نے کہا کہ اے
مخدومہ مجھ غریب بیچارہ کو کسکو سپرد کرتی ہو فرمایا کہ جواب اسکا صبح کو دونگی اور مجھ سے کہا
کہ تو آج شب شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر پر رہو میں اُنکے فرمانے کے موافق
اُس جگہ گیا آخر شب قریب صبح کے چھوکری آئی کہ مخدومہ مجکو طلب کرتی ہیں میں گیا
فرمایا کہ رات تو نے مجھ سے پوچھا تھا اُسکے جواب دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا اب کہتی ہوں
فرمایا کہ سیدھا ہاتھ کونسا ہی بعدہٗ میرا سیدھا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ خداوندا اسکو میں تیرے سپرد
کرتی ہوں اور فوراً جان بحق تسلیم کی روضہ متبرکہ متصل روضہ شیخ نجیب الدین متوکل
بمقام دہلی ہی اور اُسی جگہ اُنکا مکان بھی تھا اور عقب مقبرہ بی بی زلیخا کے وہاں
بی بی نور کی بھی قبر ہی

ذکر شریف خواجہ حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حسن طوسی کا مزار پرانوار بمقام بدایوں شہر سے سمت شمال اور گوشہ
شرق تالاب چندو کھر پر واقع ہی ایک ٹیلی مسجد کی بہت بڑی اور ایک چبوترہ بنا ہوا ہی

راقم کو باوجود بہت تلاش کے کسی کتاب سے یہ نہین معلوم ہوا کہ آپ کس عہد مین تھے اور کس سلسلہ کے مرید اور خلیفہ ہین لیکن آپ کے مزار شریف پر اکثر لوگ فاتحہ کو جاتے ہین۔ عمارت قدیمی کے اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہین کہ غالباً آپ ساتوین صدی ہجری مین ہوئے ہون راقم کے نزدیک آپ کا زمانہ اور حضرت نظام الدین اولیاؒ کا زمانہ ایک ہوگا یا اس سے کچھ پیشتر قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ حضرت کا اسم مبارک خواجہ حسن افغان ہو کیونکہ حضرت محدث دہلوی نی بعد ذکر مولانا مخلص الدین بدایونی و خواجہ علی مولا جنکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین خواجہ حسن افغان کو یاد فرمایا ہو اور بعد ہی اسکے ذکر دو بزرگون کا اور ہو اور پھر ذکر مولانا علاء الدین اصولی بدایونی اور قاضی جمال ملتانی بدایونی کا فرمایا ہو اور حضرت محبوب الٰہی نے خواجہ حسن افغان کا ذکر اپنی ملفوظات مین کیا ہو محدث دہلوی کتاب اخبار الاخیار مین تحریر فرماتے ہین کہ خواجہ حسن افغان مریدان شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہین شیخ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہین کہ خواجہ حسن صاحب ولایت تھے اور نہایت درجہ کے بزرگ تھے ایک مرتبہ وہ شہر مین ایک گلی سے نکلے اور ایک مسجد مین پہونچے موذن نے تکبیر کہی امام نماز کے واسطے آگے کھڑے ہوئے اور بہت سے لوگ جماعت مین تھے خواجہ حسن نے بھی اقتدا کی جب نماز تمام ہوئی اور سب مقتدی چلے گئے تو آپ امام کے نزدیک گئے اور کہا کہ اے خواجہ تم نے نماز شروع کی اور مین تمھارے ساتھ ہوا تم اس جگہ سے دہلی کو گئے اور تم نے وہان غلام خریدے اور وہان سے پھر کر وہ غلام خراسان کو لے گئے پھر وہان سے ملتان آئے مین تمھارے پیچھے سرگشتہ پھرتا رہا آخر یہ کیا نماز ہو بس اسیقدر حال ہمکو خواجہ حسن کے معلوم ہوئے تو اب ہماری

اگر یہ تحقیق صحیح ہو تو ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ آپ ساتوین صدی ہجری کے شروع میں یا اسکے اندر کسی زمانہ میں تھے۔

ذکر شریف قاضی سعد الدین عثمانی عرف قاضی سدا بی گواہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے جد امجد شیخ دانیال عثمانی شہر قطر ملک خارجیدین سے آئے تھے حضرت قاضی سعد الدین بہت بڑے بزرگ اور صاحب باطن تھے مشہور ہو کہ آپ بے گواہ کے مقدمات اور نزاعات فیصل فرماتے تھے آپ کے روبرو جب متخاصمین آتے تو سچ حال ظاہر کردیتے اور آپ کو کشف باطنی سے بھی معلوم ہوجاتا کہ مدعی یا مدعا علیہ کون سچا ہو مشہور ہو کہ آپ کی صاحبزادی کی شادی شیخ صدر الدین صدیقی ابن شیخ حمید الدین گنوری سے ہوئی تھی گنور ایک قصبہ متصل شہر سنبھل کے واقع ہو قاضی صدر الدین بدایون مین سکونت پذیر ہوئے تھے اور اُنکے والد شیخ حمید الدین بھی بدایون تشریف لائے جنکی قبر شریف محلہ شیخ پٹی مین ایک مسجد مین واقع ہو جو دادی حمید کی مسجد کہلاتی ہو اس روایت کی بابت مختلف بیانات ہین اولاد شیخ صدر الدین جو قاضی ٹولہ اور شیخ پٹی مین ہین اور غلام محمدی کہلاتے ہین اُنکا مقولہ ہو کہ بدایون کی قضاء وراثتاً قاضی سعد الدین کے ذریعہ سے حضرت شیخ صدر الدین کو ملی جو اب تک قاضی عبد الوہاب اور قاضی غلام محمدؒ کی اولاد مین جاری رہی تھی اور شیوخ عثمانی جو حضرت دانیال حضرت قاضی سعد الدین کے جد امجد کی اولاد مین ہین اُن سے اس طرح مروی ہو کہ قاضی سعد الدین نے اپنی اولاد ذکور کو عہدہ قضا سے منع فرمایا تھا اور یہ کہا تھا کہ مین بے گواہ کے مقدمات فیصل کرتا تھا اور تم سے یہ بات ناممکن ہو۔ بہرحال ہمکو اس امر کے تحقیق کی ضرورت نہین ہے

مزار شریف قاضی سعد الدین بدایونی گواہ کا محلہ مولوی ٹولہ ایک مسجد بوسوم بہ مسجد گنگا جین متصل جامع مسجد مین واقع ہی اور وہان درخت گنگا جین اب موجود ہی تاریخ وفات آپ کی عارف بسیر اللہ ہی جس مین ۶۰۰ھ ہجری برآمد ہوتے ہین۔

ذکر شریف حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا اسم مبارک نظام الدین محمد ہی آپ سادات حسینی سے ہین نسب شریف آپ کا بعض کتب سیر مین اٹھارہ واسطہ سے اور بعض کتب مین سولہ واسطہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا کر ملتا ہی اولاً ہم شجرۃ النسب حضرت کا لکھتے ہین جہان تک ہم کو کتب سیر اور ملفوظات بزرگان سے تحقیقاً ملا ہی۔ حضرت کے والد ماجد کا اسم مبارک خواجہ سید احمد جنکا مزار بدایون مین ساگر تالاب پر ہی اور انکا حال ہم اُنکے مقام پر لکھ چکے ہین وہ بیٹے ہین حضرت خواجہ سید علی الحسینی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید میر علی بن سید میر احمد بن سید میر ابی عبداللہ بن سید میر علی الاصغر بن سید جعفر بن سید علی امام بن سید علی الہادی النقی بن سید امام محمد بن الجواد بن امام الاتقیا حضرت امام علی موسیٰ رضا بن امام علی موسیٰ کاظم الغیظ بن الامام الہمام حضرت جعفر صادق بن الامام محمد بن الباقر بن الامام علی حضرت زین العابدین بن الامام فی الارض والسما سلطان الشہدا جناب حضرت امام حسین الشہید رضی اللہ عنہ ابن امام الاولیا حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ لیکن مصنف کتاب جواہر فریدی نے سولہ واسطہ سے سلسلہ نسب شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک

ظاہر کیا ہے اور اُنکے جد امجد کا اسم مبارک سید محمد تحریر کیا ہے ہم اس سلسلہ نسب کو
تحریر کیے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے حضرت سید نظام الدین محمد بن سید احمد بن سید
محمد بن شیخ حسن بن شیخ علی بن شیخ احمد بن شیخ عبد العزیز بن شیخ علی اکبر بن
شیخ جعفر بن شیخ علی ہادی بن شیخ امام محمد جواد بن علی موسی رضا بن امام
موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین
بن امام حسین شہید کربلا بن حضرت علی مرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین
لیکن ہمارے نزدیک شجرہ اول الذکر مستند ہے کتاب سیر العارفین اور دیگر کتب متواتر
اسکی تصدیق ہوتی ہے اور حضرت کے جد امجد کا اسم گرامی سید علی ہے مزار شریف اُن کا
بدایون میں حضرت سید احمد والد بزرگوار حضرت محبوب الہی کے برابر زیارات گاہ عوام
وخاص ہے اور اسی نام نامی سے آپ مشہور ہیں اور حضرت کی اولاد ہمشیرہ جو خدام زیارت
شریف دہلی اور بدایون میں ہیں اُنسے بھی یہی تحقیق ہوا ہے اور مفتاح التواریخ اور
سیر المتاخرین میں حضرت کے والد ماجد کا نام احمد دانیال لکھا ہے بعض مورخین کو یہ
غلطی ہوئی لفظ دانیال کو ایک علیحدہ نام سمجھا اور اُنھوں نے لفظ دانیال کو آپ کے جد امجد
کی طرف منسوب فرمایا الغرض جو قول اول ہم نے لکھا ہے یعنے آپ کے والد ماجد حضرت
سید احمد صاحب اور اُنکے پدر بزرگوار سید علی بخاری رضی اللہ عنہما ہیں ہمارے
نزدیک صحیح اور مرجح معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ یہ امر تحقیق ہے کہ حضرت کے جد امجد
پدری خواجہ علی بخاری وجد بزرگوار مادری حضرت خواجہ سید عرب خواہ بخارا شریف
سے یا غزنی سے بدایون تشریف لائے اور سکونت اختیار فرمائی اور ان دونوں حضرات
نے بدایون میں رحلت لعالم جاودانی فرمائی اور وہیں مدفون ہوئے اور جس زمانہ میں

حضرت کے اجداد ممدوح بدایون مین تشریف لائے اُس زمانہ مین بدایون قبۃ الاسلام
تھا اور وہ شروع عہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش کا تھا بدایون مین متصل
محلہ سید باڑہ ایک پتنگی ٹیلہ کر کے مشہور ہی اور اُسکے متصل کلیے قوم نوربافت رہتے ہین
اور ایک چھوٹی سی مسجد ہی اُس سے جانب جنوب الف خان کے محل کی طرف راستہ
جاتا ہی اُس جگہ کے قرب وجوار مین یہ امر مشہور ہی کہ حضرت کے اجداد پدری اور مادری کے
مکانات تھے حضرت خواجہ علی کے ایک فرزند موسوم بہ حضرت سید احمد اور حضرت خواجہ
عرب انکے نانا کی ایک دختر رابعہ عصر بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا علاوہ دو فرزند نرینہ کے
تھین جبکہ ہر دو حضرات موصوف بخارا شریف سے غزنی اور لاہور ہوکر مع اہل وعیال
بدایون مین مسکن گزین ہوئے تو رشتہ مناکحت خواجہ سید احمد رضی اللہ عنہ و بی بی
زلیخا رضی اللہ عنہا کا باہم باندھا گیا کہ اِن دونون نیک بختون سے ساعت سعید اور
آوان حمید مین سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے صاحب سیر العارفین
نے کیا خوب فرمایا ہی ابیات۔

آفرین از خداے بر پدرے	کہ از و ماند این چنین پسرے
پدرے را کہ آن چنان خلف است	مادرے را کہ این چنین پسر است
آفتابش بر آستین قبا است	ماہتابش بر آستان در است

روایت ہی کہ آپ شکم مادر مین تھے کہ حضرت کی والدہ ماجدہ نے دو روز متواتر خواب
مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ یا پسر کو پسند کیجیے یا شوہر کو۔ اور بعض کتب مین یہ خواب
بعد تولد ہونے حضرت کے والدہ نے دیکھا تھا انکی والدہ ماجدہ نے پسر کو قبول فرمایا
حضرت کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا لیکن تحقیقاً اس طور پر ہی کہ حضرت محبوب الٰہی

کی عمر پانچ سال کی تھی کہ جب آپ کے پدر بزرگوار نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی
آپ کی پیدائش بماہ صفر عہد سلطان شمس الدین التمش مین ہوئی سنہ پیدائش
مین کتب سیر اور تواریخ مین اختلاف ہے بعض کتابون مین ماہ صفر ۶۳۱ھ ہجری اور بعض
کتابون مین صفر ۶۳۴ھ ہجری آپ کا سال پیدائش درج ہے لیکن روایت اول ۶۳۱ھ
ہجری صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود حضرت محبوب الٰہی نے مجلس اول کتاب راحت
القلوب مین تاریخ اولا قدمبوسی حضرت فرید الملت والدین قدس سرہ العزیز کی
وسط رجب المرجب ۶۵۵ھ ہجری تحریر فرمائی ہے صاحب سیر العارفین تحریر فرماتے ہین
کہ آپ کی چوبیس ۲۴ برس کی عمر تھی کہ جب حضرت شیخ الشیوخ فرید گنج شکر کی خدمت مین
تشریف لے گئے تھے پس یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ ۶۳۱ھ ہجری مین آپ کا تولد ہوا۔
لیکن صاحب سیر الاولیا حضرت کی عمر شریف بوقت حصول قدمبوسی ابتداء پیر و مرشد
قدس سرہ العزیز کے بیس ۲۰ سال کی تحریر فرماتے ہین تو اس حساب سے قول تاریخ فرشتہ
اور صاحب خزینۃ الاصفیا کا ۶۳۴ھ ہجری کے مطابق ہوتا ہے الا ہم قول اول کو ایک
اور دلیل مستحکم سے ثابت کرتے ہین یعنے آپ کی وفات کی تاریخ جو بہ تحقیق مع سال
کے ہر ایک مورخ کو تسلیم ہے کہ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری ہے اور بوقت وفات آپ کی عمر
شریف چورانوے سال کی تھی چنانچہ تاریخ وفات مین ایک شاعر نے آپ کا سن شریف
چورانوے سال لکھا ہے جسکو ہم آیندہ ذکر وفات شریف مین لکھین گے بس اس حساب سے
۶۳۱ھ ہجری ہی سال پیدائش ثابت ہوتا ہے ۶۳۴ھ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش
نے وفات پائی تھی پس انکی پیدائش سے قریب چار سال کے زمانہ عہد شمسی کا رہا۔
نقل ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء جب بدایون مین پیدا ہوئے تو ایک منجم

آپ کے مکان کے پڑوس مین رہتا تھا اُسنے حضرت کو دیکھ کر کہا کہ یہ بچہ بزرگ ہوگا کسی نے
دریافت کیا کہ کیا گماشتہ ہوگا جواب دیا کہ خیر بزرگ ہوگا پھر دریافت کیا کہ کیا حاکم ہوگا پھر وہی
جواب دیا پھر سوال ہوا کہ کیا بادشاہ ہوگا اُسوقت منجم نے کہا کہ تاج بادشاہی اُسکے پاؤن کے
نیچے ہوگا یہ درویش بزرگ ہوگا بادشاہ اسکے روبرو آکر اسکے گرویدہ ہونگے جب عمر آپ کی
پانچ سال کی ہوئی آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی
پرورش فرمائی حضرت مولانا سید علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے علم
ظاہری حاصل کیا ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ نے علماء و مشائخ شہر کی دعوت فرمائی
اور جلسہ دستاربندی فضیلت منعقد فرمایا ایک پگڑی اپنے دست مبارک سے سوت
کات کر آپ کی والدہ نے بنوائی تھی وہ پگڑی ایک درویش علی مولا نامی بدایونی نے
جنکا حال ہم لکھ چکے ہین اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب الٰہی کے سر پر
باندھی شیخ المشائخ نظام الدین نے اپنا سر علی مولا کے قدمون پر رکھا شیخ علی مولا
نے دعا فرمائی کہ اللہ تجکو علماء دین سے کرے مشہور ہی کہ طالب علمی کے زمانہ مین حضرت
محبوب الٰہی بہت ذہین و ذکی تھے اور بحث و مباحثہ مین ید طولی رکھتے تھے جس مجلس
مین تشریف رکھتے تھے کوئی شخص انسے بحث کرنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا اسی وجہ سے
آپ کا نام نظام محفل شکن لوگون مین مشہور ہوگیا تھا۔ کتاب سیر العارفین مین مرقوم
ہی کہ حضرت محبوب الٰہی مع اپنی والدہ کے بدایون سے دہلی تشریف لے گئے وہ زمانہ
عہد سلطان غیاث الدین بلبن کا تھا اور عمر آپ کی بیس ۲۰ سال کی تھی لیکن جو عمر
آپ کی صاحب سیر العارفین نے پچیس ۲۵ سال بوقت تشریف آوری دہلی مقام
بدایون سے لکھی ہی وہ بہ ظاہر صحیح نہین ہی کیونکہ جب آپ چوبیس ۲۴ برس کی عمر مین بمقام

پاک پٹن دہلی سے تشریف لے گئے اور کئی سال تک بمقام دہلی مصروف بہ تحصیل و تکمیل علم رہے اور تکمیل حاصل کی اور حضرت کی والدہ ماجدہ کا انتقال دہلی میں ہوا اور اُسکے بعد پاک پٹن شریف میں جانا ثابت ہوتا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت کی عمر بوقت تشریف آوری دہلی پچیس۲۵ سال کی تھی غالباً سترہ۱۷ اٹھارہ۱۸ سال کی عمر میں دہلی تشریف لے گئے انتہا درجہ بیس۲۰ سال اور وہان بھی آپ تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اُس زمانہ میں شہر دہلی میں ایک بزرگ علماے کبار سے خواجہ شمس الدین خوارزمی رہتے تھے اور اُنسے لوگ تعلیم پاتے تھے حضرت نے بھی اُنسے پڑھنا شروع کردیا سلطان غیاث الدین نے بوجہ اُنکے عالم ہونے اصول و معقول منقول کے خطاب شمس الملک کا آخر عمر میں اُنکو عطا فرمایا اور اپنا وزیر کردیا تھا جب تک منصب امارت و وزارت سلطانی خواجہ شمس کو عطا نہ ہوا تھا خواجہ طلباء کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے اور بہت سے اُنکے شاگرد رشید تھے لیکن حضرت سلطان المشائخ پر خاص نظر مبذول فرماتے تھے اور اُس زمانہ میں حضرت محبوب الٰہی بسلسلہ درویشون میں داخل نہین ہوئے تھے اور کبھی کسی روز حضرت شیخ نظام الدین اولیاء خواجہ شمس الملک کے پاس تشریف نہ لیجاتے اور کوئی دن ناغہ ہوتا اور بعد کو تشریف لیجاتے تو خواجہ شمس یہ شعر اُن کو دیکھ کر زبان پر لاتے شعر

بارے کم ازان کہ گاہ گاہے	آئی و بما کنی نگاہے

شہر دہلی میں اولاً حضرت محبوب الٰہی مسجد ہلال کے متعلق ایک حجرہ تھا اُسمین رہتے تھے اور اُسکے قریب مکان شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہ العزیز کا تھا جو چھوٹے بھائی بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور وہ نہایت درجہ کے صاحب باطن و عالم

صدری و معنوی تھے اور حضرت محبوب الٰہی اُنکی خدمت مین بہ حسن عقیدت اکثر جاتے اور نشست برخاست رکھتے جب حضرت کی والدہ ماجدہ کا دہلی مین انتقال ہو گیا تو ایک روز محبوب الٰہی نے حضرت نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ مین کسی جگہ کا قاضی ہو جاؤن تاکہ خلق خدا کے معاملات انصاف سے فیصل کرون حضرت نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ نے یہ بات سُنکر جواب دیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ تو ہرگز قاضی نہ شوی فاما چیزے دیگر شوی کہ من میدانم بس اُس زمانہ مین حضرت فریدالملتہ والدین خواجہ فریدالدین شکر گنج کا شہرہ کرامت روے زمین پر تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کے دل مین محبت اور اعتقاد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ العزیز کا غالب ہوا آپ ہر وقت بطور وظیفہ کے نام مبارک بابا فرید شکر گنج کا لیا کرتے تھے صبح و شام آپکا یہ وظیفہ تھا بالآخر سب کتابین علوم ظاہری کی غرق آب کردین اور شوق زیارت حضرت شکر گنج کا غالب ہوا کسی سے کچھ دریافت نہین کیا تنہا دہلی سے روانہ پاک پٹن شریف ہوئے مصرع ۔

	شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست	

اخبار الاخیار مین مرقوم ہے کہ جب محبوب الٰہی کی عمر بارہ سال کی تھی بمقام بدایون آپ کتب لغت پڑھتے تھے ابو بکر نامی ایک قوال ملتان سے آیا تھا اُسنے بعد ذکر حضرت بہاءالدین ذکریا ملتانی قدس سرہ العزیز کے حضرت فریدالملتہ والدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور اُنکے بیان کے سماع اور مشغولی اور وجد کی حالت بیان کی اُسوقت سے حضرت کو محبت اور اعتقاد بابا فرید شکر گنج صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور آپ جب دہلی سے خدمت مین فریدالملتہ والدین کے حاضر ہوئے آپ کی عمر بیس سال

کی تھی جسوقت حضرت شیخ ممدوح کی خدمت مین اولاً محبوب الٰہی تشریف لے گئے
تو حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھکر یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایت دہلی کسی دوسرے شخص کے سپرد کرنے کا تھا مگر تم راستہ مین تھے کہ مجکو الہام ربانی ہوا کہ یہ نظام الدین بدایونی کا حق ہی جب وہ حاضر ہو اُسے عنایت کرنا چاہیے حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ یہ سُنکر مین قدمبوس ہوا اور چاہا کہ شرح اشتیاق ملازمت ظاہر کرون مگر اسقدر ہیبت اور دہشت مجپر غالب آئی کہ مین کچھ عرض نہ کرسکا جب میری یہ حالت حضرت خواجہ صاحب نے ملاحظہ فرمائی تو فرمایا لِکُلِّ دَاخِلٍ دَهْشَةٌ یعنے ہر داخل ہونے والے پر دہشت ہوتی ہی پس اُسی وقت قدم چوم کر بیعت کی اور مرید ہوا اور آپ نے خرقہ اور نعلین چوبی مجکو عنایت فرمائی مین نے دریافت کیا کہ اب کیا حکم ہی کہ آیا تعلیم کو ترک کردون اور ورد وظیفہ اور نوافل مین مشغول ہون جواب دیا کہ مین تعلیم کو منع نہین کرتا ہون یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو غالب اپنے مغلوب کو آپ ترک کرا دے گا درویش کو قدرے علم ضرور ہونا چاہیے پھر حضرت محبوب الٰہی نے اپنے مرشد سے بعض پارہ قرآن شریف حفظ کیے اور دیگر کتب پڑھ کے علم ظاہری اور باطنی کی تکمیل فرمائی سیر العارفین مین یہ بھی مرقوم ہی کہ جس زمانہ مین حضرت محبوب الٰہی اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین رہتے تھے اُسوقت حضرت خواجہ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ کے یہان عسرت تھی اور منجملہ مریدان کے خواجہ بدر الدین اسحاق جنگل سے لکڑیان چُن لاتے تھے اور حضرت جمال الدین ہانسوی پھل ایک درخت جنگلی کے جمع کراتے تھے اور حضرت محبوب الٰہی اُن پھلون کو دیگ مین ابال کر تیار فرماتے تھے کبھی نمک

میسر ہوتا تو ڈال دیتے ورنہ نہین اور روبرو شیخ کے پیش کرتے شیخ کے ساتھ مرید اور اہل
وعیال اُنکے اُس سے قوت بسری فرماتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ تین روز سے برابر فاقہ
تھا جب لکڑی اور پھل دستیاب ہوئے تو حضرت محبوب الٰہی نے ہانڈی تیار کی اور ایک
درم کا نمک ایک بقال سے جو قریب رہتا تھا قرض لاکر اُس طعام مین ملایا جب وہ کھانا حضرت
بابا صاحب کے روبرو گیا تب سب مریدون کو واسطے کھانا کھانے کے طلب کیا جس وقت
نوالہ بناکر دہن مبارک تک حضرت فریدالملتہ والدین لے گئے فوراً فرمایا کہ آج اس طعام
مین گرانی ہی حضرت محبوب الٰہی نے عرض کیا کہ لکڑی شیخ بدرالدین اسحاق جنگل سے
اور پھل صحرائی شیخ جمال الدین ہانسوی لائے اور مجھ کمترین نے اپنے ہاتھ سے پکایا ہی
پھر سبب ثقل کا کیا ہی فرمایا کہ تم نمک کہان سے لائے جواب دیا کہ ایک درم کا نمک قرض
بقال سے لایا ہون ارشاد کیا کہ درویشان اگر بہ فاقہ بمیرند از برائے لذتِ نفس
قرض نگیرند یعنے فقیر اگر فاقہ سے مرجاوین مگر لذت نفس کے لیے قرض نہ لین۔ حضرت
محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ یہ ارشاد میری نصیحت کے واسطے تھا کیونکہ مجکو جب کبھی
احتیاج ہوتی قرض لیتا تھا اُسوقت سے مین نے مصمم ارادہ کرلیا کہ کبھی قرض نہ لونگا۔
تاریخ فرشتہ مین مندرج ہی کہ ایک روز خانقاہ حضرت شیخ فرید شکر گنج مین فاقہ تھا حضرت
شیخ نظام الدین اپنی پگڑی گرو کرکے تھوڑا سا غلہ لوبیے کا لائے اور اُسکو اوبال کر
روبروے شیخ فرید شکر گنج پیش کیا حضرت بابا صاحب نے باتفاق اپنے یارون کے
تناول فرمایا اور کہا کیا عمدہ پکایا ہی نظام الدین تم نے اسمین نمک بھی ڈالا ہی خدا تعالےٰ
ایسا کرے کہ ایک روز شتر من نمک تمھارے مطبخ مین خرچ ہو چنانچہ ایسا ہوا کہ آپ کے
لنگر خانہ مین شتر من نمک خرچ ہوا نقل ہی کہ حضرت فرید شکر گنج نے حضرت نظام الدین

کے پاجامہ کی طرف نظر کی تو وہ بہت بوسیدہ اور پھٹا ہوا تھا حضرت بابا صاحب نے
اپنا پاجامہ گھر مین سے طلب کر کے عنایت کیا اور فرمایا کہ اسکو پہنو حضرت محبوب الٰہی نے
کمال خوشی سے حضور شیخ مین اپنے پاجامہ پر اسکو پہن لیا جب کمربند باندھتے تھے تو وہ
کھل جاتا تھا اور ازار گر جاتی تھی شیخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اچھی طرح باندھو محبوب
الٰہی نے عرض کیا کہ کیونکر باندھون فرمایا کہ ایسا باندھو کہ پھر جورون کے واسطے بھی نہ
کھلے محبوب الٰہی نے سر قدمون پر رکھدیا اور قبول کیا بتوفیق الٰہی آخر عمر تک مباشرت
نہین کی سیر الاولیا مین مندرج ہی کہ حضرت محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ مین نے اولاً
بعد مرید ہونے کے حلق نہین کیا تھا یعنے سر کے بال نہین اتروائے تھے ایک روز مین نے
دیکھا کہ ایک شخص حضرت فرید الملتہ والدین کا مرید ہوا اور اُسنے حلق کرایا اُسکے چہرہ سے
ایک نور چمکتا تھا پھر مین نے حضرت بدر الدین اسحاق سے اپنے سر کے بال مونڈانے
کے واسطے کہا چنانچہ بابا پیارے پیر و مرشد مین نے بھی بال منڈائے حضرت گنج شکر قدس سرہ
العزیز نے میرے سونے کے واسطے چارپائی بچھانے کا حکم دیا مین نے اس خیال سے
کہ دیگر اصحاب جو حافظ اور عالم ہین وہ یہان زمین پر سوتے ہین مین چارپائی پر کس طرح
سوؤن چارپائی پر سونے سے انکار کیا شیخ بدر الدین اسحاق نے فرمایا کہ تمکو پیر و مرشد کا
حکم بجالانا لازم ہی سیر العارفین مین لکھا ہی کہ حضرت فرید الملتہ والدین نے ایک کملی
جسپر آپ بیٹھے رہتے تھے محبوب الٰہی کو عنایت فرمائی اور دعا کی کہ انشاء اللہ تعالےٰ ترے
کبھی حاجت قرض کی نہوگی حضرت محبوب الٰہی کو رخصت فرماکر روانہ دہلی کیا بوقت رخصت
نصیحت ہائے مفصلہ ذیل فرمائین اول اپنے دشمنون کو ہمیشہ خوش رکھنا دویم جس کسی
سے قرض لیا ہو اُسکے ادا کرنے مین کوشش کرنا اللہ تعالیٰ آسان کرے گا۔ کتاب

راحت القلوب میں حضرت محبوب الٰہی مجلس اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ دہم رجب المرجب ۶۵۵ھ ہجری یوم چہارشنبہ کو ابتدائے سعادت قدمبوسی حضرت فریدالملتہ والدین قدس سرہ العزیز کی نصیب ہوئی اور دوسری ربیع الاول ۶۵۵ھ ہجری کو حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ العزیز نے رخصت فرمایا ہم یہاں پر آخر مجلس کتاب راحت القلوب کی عبارت فارسی سے ترجمہ کر کے لکھتے ہیں کہ جس سے حضرت محبوب الٰہی کے خرقہ خواجگان چشت کے عطا ہونے کا حال معلوم ہوگا اور آخر ملفوظات حضرت خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے جو حضرت محبوب الٰہی نے نقل فرمائے ہیں معلوم ہونگے اور وہ یہ ہیں مجلس بست چہارم تاریخ دوسری ربیع الاول ۶۵۶ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے اس روز اس ضعیف کو خلعت خاص عطا فرمایا اس دن بہت سے اہل اللہ حاضر خدمت شریف تھے آپ نے سب کی جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین کو ولایت ہند عطا کی گئی اور صاحب سجادہ کیے گئے ہیں جس وقت یہ ارشاد میں نے سنا حضرت مخدوم کے قدموں پر گر پڑا آپ نے ازراہ مہربانی مجھے یہ کہکر اٹھایا کہ سر اٹھا اے جہانگیر عالم اور فوراً دستار مبارک حضرت خواجہ قطب الدین اوشی بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے سر سے اتار کے میرے سر پر رکھدی اور عصا بھی مرحمت فرمایا اور خرقہ خواجگان چشت جو سلسلہ بسلسلہ چلا آتا تھا اپنے دست مبارک سے اس عاجز کو پہنایا اور فرمایا کہ نماز دوگانہ شکرانہ ادا کر جب میں نماز پڑھنے کے واسطے روبقبلہ ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی جانب منھ کیا اور کہا کہ جا تجھ کو خدا کے سپرد کیا اسکے بعد ارشاد کیا کہ یہ سب میں اسوجہ سے دیتا ہوں کہ تم میری وفات کے وقت میرے پاس اجودھن میں موجود نہ ہوگے اور یہ بھی

میری تسلی کے واسطے ارشاد فرمایا کہ مین بھی اپنے پیر ومرشد کے وصال کے وقت دہلی مین موجود نہ تھا ہانسی مین تھا۔ اسکے بعد شیخ بدرالدین اسحاق سے کہا کہ مثال خلافت لکھکر انکو دو اُنھون نے فوراً مثال تحریر کی حضرت نے اپنے دست مبارک سے مجکو عطا فرمائی اور بغل گیر ہوکر ارشاد فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا اور تمکو واصل بحق کیا بعدہ ارشاد کیا کہ ہانسی مین شیخ جمال الدین قدس سرہ العزیز سے ملاقات کرتے جانا اور پھر ارشاد فرمایا کہ اچھا آج اور ٹھہرو کہ عرس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کل چلے جانا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کفایہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ تاریخ وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دویم ماہ ربیع الاول ہے دس روز واسطے معجزہ کے رکھے تھے کہ اندام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوے خوش آتی تھی اور تمام عطریات عالم پر سبقت رکھتی تھی بعد وفات بھی ایسی ہی خوشبو آتی رہی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس معجزہ کو دیکھکر کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے ان دس روز مین کھانا غربا کو آپ کے جو نو حجرہ تھے نور وز وہان سے دیا گیا دسوین روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسقدر دیا کہ تمام خلقت مدینہ نے سیر ہوکر کھایا اُس روز آپ دفن کیے گئے اسوجہ سے مسلمان بارہوین ربیع الاول کو عرس کرتے ہین اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری لاحق ہوئی تین روز مسجد مین تشریف نہ لائے تیسرے روز بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در حجرہ پر آواز دی الصلوٰۃ یارسول اللہ حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کو بلا لادین تاکہ مین مسجد چلون پھر آپ چارون صاحبون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر تشریف لے گئے اور امامت کرنی چاہی

الا نہ کرسکے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش امام کیا اصحاب رونے لگے القصہ بعد
نماز کے آپ حجرہ مین لوٹ آئے مکان مین آپ ایک کالی کملی اوڑھ کر لیٹ گئے تھوڑی
دیر مین ایک اعرابی نے آنکر در حجرہ پر دستک دی اُسکی دستک سے لرزہ دیوار مین پڑا
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازہ پر تشریف لائین اور ارشاد فرمایا کہ اے اعرابی
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہین اسوقت ملاقات نہو گی تو لوٹ جا تجکو
تکلیف ہوئی ہرچند حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معذرت فرماتی تھین الا وہ نہ سنتا تھا جب یہ
آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین پہونچی تو حضرت خاتون جنت کو
طلب فرما کر ارشاد کیا اے جان پدر یہ آواز اعرابی کی نہین ہی یہ آواز اُس شخص کی ہی کہ
اگر دروازہ بند کرلو تو دیوار مین سے نکل آوے یہ شخص لڑکون کو یتیم اور عورتون کو بیوہ کرنے
والا ہی اس نے حرمت تیرے والد کی نگاہ رکھی جو اجازت طلب کرتا ہی اسے اجازت دو
کہ اندر آوے اور جس امر کا اسے حکم ہوا ہی انجام دے در و دیوار سے نعرہ بلند ہوا کہ ملک
الموت آتا ہی حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور زمین ادب چومی آپ نے
ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ مجھے آپ کی زیارت کا حکم ہوا ہی اسلیے حاضر ہوا
ہون اور یہ حکم تھا کہ بے ادبانہ نجانا جب طلب فرمائین جائیو اور نیز یہ عرض ہی کہ اگر آپ
ارشاد فرمائین تو روح پر فتوح آپ کی قبض کرون ورنہ چلا جاؤن حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ اے ملک الموت ذرا صبر کرو اور تھوڑی دیر ٹھہر و بھائی جبرئیل علیہ السلام آتے ہین اسی
اثنا مین حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے آپ نے دریافت فرمایا کہ اے
اخی جبرئیل کَیْفَ حَالُکَ جواب دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حور بلا ایک
آسمان طبق ہائے نور ہاتھ مین لیے ہوئے منتظر آنے روح پاک کے کھڑے ہوئے ہین

اور دروازے آسمان کے کھلے ہوئے ہین اور ارواح انبیاء علیہم السلام منتظر آپ کی
تشریف آوری کی اور حوران بہشتی آپ کی مشتاق ہین داروغہ بہشت نے بہشت کو آراستہ
کر رکھا ہے تاکہ آپ تشریف لائین آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے اخی جبرئیل مین تم سے یہ
دریافت نہین کرتا ہون بلکہ یہ پوچھتا ہون کہ میرے بعد حال میری امت کا کیا ہوگا جبرئیل
علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی حکم حق تعالے کا ہے کہ آپ اپنے امتی میرے سپرد فرما دیوین
فردائے قیامت آپ کے سپرد کر دیے جائین گے اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ مقصود میرا
یہی تھا۔ اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ آؤ اور جس کام کے
واسطے تم آئے ہو شروع کرو جب ملک الموت نے اپنا ہاتھ آپ کے پاؤن مین لگایا آپ نے
فرمایا کہ پاؤن پارہ پارہ ہونے لگا حضرت ملک الموت علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اندر ڈال کر روح
مبارک کو قبض کرنا شروع کیا اسوقت ایک پیالہ سرد پانی کا آپ کے روبرو رکھا ہوا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار دست مبارک اُس پانی مین تر کر کے سینہ مبارک پر پھیرتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یعنے بارخدایا تلخی جان کنی کی
آسان فرما۔ جسوقت حلق تک روح پہونچی آپ ہونٹھ مبارک ہلاتے تھے حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے کان لگا کر سنا کہ آپ یہ فرماتے تھے الٰہی بحرمت جان
دادن محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر امتیانش رحم فرما اخیر لفظ آپ کے یہی تھے جسوقت
شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز اس حکایت کو بیان فرما چکے تمام حضار مجلس آہ سرد کھینچ کر
رونے لگے حضرت شیخ الاسلام ایک نعرہ مار کر روتے روتے بیہوش ہو گئے جب ہوش
مین آئے تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جسکے واسطے جملہ عالم پیدا ہوا اور یہ مملکت اُسی
کی وجہ سے آشکارا ہوئی جب اسکو ہی عالم سے اُٹھا لیا پس مین اور تو کون ہین جو دم

زندگی کا ماریں ہمکو چاہیے کہ چلنے والوں میں شمار کریں اور غفلت کا پردہ اُٹھادیں ہر وقت زاد راحلہ کی تدبیر میں لگے رہیں کہ قیامت کے دن شرمندگی حاصل نہو جب حضرت شیخ الاسلام یہ بیان فرما چکے شمس دبیر نے اُٹھ کر عرض کی کہ مجکو ایک مثنوی کلام خواجہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ متضمن اسی معنی کی یاد آئی ہے اگر ارشاد عالی ہو تو سناؤں آپ نے اجازت دی شمس دبیر نے مثنوی پڑھنا شروع کی حضرت شیخ الاسلام اُس مثنوی کے سُننے سے ایک پہر تک بیہوش رہے آپ نے شمس دبیر کو پیرہن خاص عنایت فرمایا اور بعدہٗ تلاوت قرآن شریف میں مصروف ہوئے آیندگان اجودھن سے ایسا سُنا گیا کہ اسکے بعد رحلت کے وقت تک آپ کسی سے مشغول نہیں ہوئے سوائے مشغولی حق کے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - جو نظم شمس دبیر نے پڑھی تھی وہ یہ ہے مثنوی -

جہان چیست بگذر ز نیرنگ او	رہائی بجنگ آر از چنگ او
نشیمی نہ بینی درین باغ کس	تماشا کنند ہر یکے یک نفس
درین چار سو ہیچ ہنگامہ نیست	کہ کیسہ بری مرد خودکامہ نیست
درو ہر دم از نو رہی می رسد	یکے می رود دیگرے می رسد
جہان گرچہ آرام گاہی خوش است	شتابندہ را نعل در آتش است
دو در دارد این باغ آراستہ	درو بند زین ہر دو برخاستہ
در آ از در باغ بنگر تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام
اگر زیرکے با گلش خو مگیر	کہ باشد از و ماندنش ناگزیر
درین دم کہ داری بشادی بسیج	کہ آیندہ و رفتہ ہیچ است ہیچ

یکے را در آرد بہ ہنگامہ تیز	دگر را بہ ہنگامہ گوید کہ خیز		
نظامی سبکبار یاران شدند	تو ماندی بہ غم غمگساران شدند		

بیان حضرت محبوب الٰہی کے پاک پٹن شریف سے دہلی واپس آنے کا

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہین کہ جب مین پاک پٹن سے روانہ ہوا راستہ مین چوردن نے گھیر الیکن بفضل الٰہی وہ کملی اور خرقہ عطیہ شیخ چوردن نے نہین لیا مجکو دور سے دیکھ واپس گئے پھر آپ دہلی مین بخیریت تمام پہونچے اور حضرت نجیب الدین متوکل سے سب حالات وہان کے بیان فرمائے وہ بہت خوش ہوئے۔ بعدہ جس کسی کا آپ پر قرض زمانہ سابق کا تھا اسکے ادا کی کوشش فرماکر سب ادا کیا شہر دہلی مین ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہان آپ رہکر مشغول بہ حق ہون جنگل مین آپ جاکر مشغول ہوتے اور اُس زمانہ مین کئی درویشون سے اتفاق ملاقات صحرا مین ہوا انھون نے راے دی کہ یہ شہر قابل رہنے فقرا کے نہین ہی یہان فسق وفجور بہت ہی الغرض حضرت شہر سے باہر تشریف لے گئے اور ایک مقام پر جس کو باغ جسرت کہتے تھے وضو فرماکر نماز دوگانہ ادا کی اور خداے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ الٰہی اپنی عنایت سے مجکو ایسی جگہ عطا فرما کہ جہان خیریت دینی اور صلاحیت یقینی ہو ناگاہ غیب سے ایک آواز آئی کہ تمھارے مقام کے واسطے غیاث پور ہی اور یہ غیاث پور ایک موضع مجہول اور نامعلوم تھا کوئی نہین جانتا تھا کہ کہان ہی حضرت محبوب الٰہی کی ایک شخص مسمے الیقینی نیشاپوری معتقد تھے شیخ انکے مکان پر تشریف لے گئے وہان معلوم ہوا کہ مالک خانہ غیاث پور کو گئے ہین آپ ایک آدمی متعلقان شیخ الیقینی کو اپنے ساتھ لے گئے اور موضع غیاث پور پہونچے اور وہان سکونت اختیار کی اور مشغول بحق ہوئے سلطان معزالدین نبیرہ سلطان بلبن نے اپنے سنہ جلوس ۸۶ ہجری مین موضع کیلوگدھی مین جو نزدیک موضع غیاث پور کے تھا

ایک مکان اور قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور مسجد جامع بنائی اُسوقت سے ایک انبوہ کثیر آدمیون
کا حضرت سلطان المشائخ کے پاس آمد شد رکھنے لگا اُسی* زمانہ مین امیر سیف الدین
لاچین مع اپنے پسران اعز الدین علی شاہ وحسام الدین وابوالحسن خسرو علیہ الرحمۃ
کے حضرت سلطان المشائخ کے مرید ہوئے حضرت خواجہ خسرو جب کہ مرید ہوئے آٹھ برس
کی عمر تھی باقی بھائی اُنکے اُنسے بڑے تھے اور حضرت امیر خسرو کے والد قصبہ موہن آباد
مین جسکو اب پٹیالی کہتے ہین اور کنارہ گنگا کے ضلع ایٹہ مین واقع ہو وہان سکونت پذیر تھے
اُسوقت امیر خسرو پیدا ہوئے تھے جب آپ کے والد بزرگوار نے شہادت پائی تو حضرت
امیر خسرو کی عمر نو سال کی تھی اُنکے نانا مخاطب بہ خطاب عماد الملک کے تھے اور وہ بھی اولیاء خدا سے

* ضیاء برنی مولف تاریخ فیروز شاہی نے سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کی برکتون اور نعمتون کا جہان ذکر لکھا ہو اُسکی وجہ صرف حضرت محبوب الٰہی کے انفاس مبارک کی میمنت و برکت بیان کی ہو لکھا ہو کہ اگرچہ غیاث پور شہر دہلی سے فاصلہ پر واقع تھا اور راستہ ویران تھا لیکن حضرت کے قیام کی بدولت معتقدین نے راستہ مین جا بجا چبوترے بنوا کر چھپر ڈلوا دیے تھے اور کنوئین تعمیر کرا دیے تھے اور ہر چبوترہ پر پانی وغیرہ کا پورا اہتمام کردیا تھا اور آیندہ روندگان کی خدمت و آسایش کے واسطے خدام و ملازم مقرر کردیے تھے تاکہ کسی امر کی تکلیف نہ ہونے پائے اسوجہ سے شہر سے غیاث پور تک خاصی آبادی ہوگئی تھی اور ہر وقت خلایق کا ہجوم اُس سڑک پر رہتا تھا۔ مولف مذکور نے یہ بھی لکھا ہو کہ باوجودیکہ سلطان علاء الدین کے ذاتی افعال اچھے نہ تھے نہ اُس کو علم سے بہرہ تھا لیکن وہ حضرت محبوب الٰہیؒ کا معتقد تھا اور اپنے ولی عہد خضر خان اور دوسرے فرزند شادی خان کو حضرت کا مرید کرا دیا تھا اسی وجہ سے اُسکی سلطنت کے زمانہ دراز مین ملک تمام ارضی و سماوی آفتون سے محفوظ رہا نہ کبھی قحط ہوا نہ وبا آئی نہ کسی غنیم کا غلبہ ہوا۔ ملک مین امن و امان غلہ وغیرہ کی بے انتہا ارزانی اور لشکر اسلام کو بیرونی فتوحات حاصل رہین۔ عوام کی اخلاقی حالت مین بہت صلاحیت آگئی تھی۔ بجز قال اللہ وقال الرسول کے کوئی چرچا نہ تھا۔ غرضکہ بقول مولف مذکور دنیا کی بالکل کایا پلٹ ہوگئی تھی اور کلجگ کا زمانہ نہین معلوم ہوتا تھا۔ ان سب امور کو وہ حضرت محبوب الٰہی کے قدوم کی برکت سے منسوب کرتا ہے ۱۲

تھے بعد وفات والد کے حضرت امیر خسرو نے اُنکے پاس تربیت پائی جب آپ کے والد امیر سیف الدین شہید ہوئے تو حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اُنکا مرثیہ لکھا ہی جس کا مطلع یہ ہے مطلع

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند		دریاے من روان شدہ و دُرّ یتیم ماند	

حضرت نظام الملۃ والدین حضرت خواجہ خسرو کو ترک اللہ کہتے تھے یہان تک درمیان ذکر محبوب الہی کے حضرت خواجہ خسرو کا ذکر مختصراً ہم نے لکھدیا اب پھر ہم اصلی مقصد کی طرف رجوع کرتے ہین۔ الغرض جب کثرت رجوع خلایق کی حضرت سلطان الاولیا کے پاس اُس مقام پر ہوئی آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اس مقام کو چھوڑنا چاہیے اُن روز ون مین مولانا امین الدین احمد تبریزی نے کہ جن سے حضرت سلطان المشایخ نے علم پڑھا تھا اور وہ شہر دہلی مین رہتے تھے وفات پائی تھی حضرت سلطان الاولیا نے یہ قصد کیا کہ بروز فاتحہ سیوم محدث مذکور کے جب مین شہر دہلی کو جاونگا تو وہین سکونت اختیار کرونگا وہان خلقت کا اب ہجوم کم ہوا اُسی روز نماز عصر کے وقت ایک جوان ناتوان صاحب جمال کہ آثار کمال اُسکے چہرہ سے ظاہر تھے حضرت سلطان المشایخ کے سامنے آیا اور اُسنے یہ بیت پڑھی بیت

آن روز کہ مہ شدی نمیدانستی		کانگشت نماے عالمے خواہی شد	

اور اُسنے کہا کہ اولاً مشہور نہ ہونا چاہیے اور اگر کوئی مشہور ہوا تو چاہیے کہ سلوک خلق خدا کے ساتھ اس طور کرے کہ روز قیامت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ نہو اور یہ کیا حوصلہ اور قوت ہی کہ خلق سے بھاگے اور حق سے ملے جب اُس مرد خدا نے یہ کلام تمام کیا حضرت شیخ نظام الملۃ نے اُسکے سامنے کچھ کھانا پیش کیا اُس نے نہین کھایا

جب حضرت محبوب الٰہی نے عزم بالجزم کرلیا کہ اب اسی مقام پر مین رہونگا اور خاص و عام کو نفع پہونچاؤنگا اُس وقت اُس جوان صالح نے چند لقمہ تناول کیے اور حضرت نے اُسی جگہہ تا بہ انتقال مقام فرمایا اور ایک مکان مسجد کیلوگڈھی کے متصل آپ کا تھا اور ایک دوسرا مکان غیاث پور مین اور فاصلہ ہر دو مکان مین نصف کوس کا تھا شب جمعہ کو اُس مکان مین جو جامع مسجد کے متصل تھا حضرت قیام فرماتے اور ہفتہ کے روز غیاث پور والے مکان مین رونق افروز ہوتے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے منقول ہے کہ نماز جمعہ کے واسطے غیاث پور سے جامع مسجد کیلوگڈھی کو حضرت پیادہ پا تشریف لیجاتے تھے اور صایم الدہر ہوتے تھے ایک روز خاطر مبارک مین یہ خیال ہوا کہ اگر کوئی خچر ملتا تو اُسپر آمد و رفت کیجاتی شیخ نور الدین ملک یار جو خادم حضرت کے تھے ایک اسپ مادہ اپنے پاس رکھتے تھے وہ اُنکی ملکیت تھی اُنھون نے دو مرتبہ شیخ ملک یار پران کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ جو گھوڑی تیرے پاس ہو وہ حضرت محبوب الٰہی کی نذر کردے کہ وہ پیادہ نماز جمعہ کو فاصلہ دراز سے جاتے ہین شیخ نور الدین اسپ مادہ حضور کے روبرو لے گئے اور عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ تم اپنے شیخ کی بشارت سے اسپ مادہ لائے ہو مگر مجکو میرے شیخ حضرت فرید الملتہ والدین جب تک بشارت نہ فرمائین گے مین قبول نہین کرسکتا ہون چنانچہ تیسری مرتبہ شیخ ملک یار پران علیہ الرحمتہ نے شیخ نور الدین کو خواب مین بشارت فرمائی کہ اب گھوڑی کو لیجاؤ حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہ العزیز نے حضرت محبوب الٰہی کو آج بشارت فرمادی ہو اور اجازت قبول فرمانے اسپ مادہ کی دی ہو فوراً صبح کو شیخ نور الدین اسپ مادہ حضرت کے پاس لائے اور آپ نے اسپ مادہ قبول فرمائی۔ سیر العارفین مین مرقوم ہو کہ ایک درویش مولانا شعیب نامی ایک مرتبہ روبرو حضرت

محبوب الٰہی کے پاک پٹن شریف سے تشریف لائے اور ایک مصلا یعنی جانماز سیاہ نمدہ کا
مع ایک کلاہ نمدہ کے جو حضرت بابا فرید شکر گنج نے حضرت محبوب الٰہی کو بھیجا تھا روبرو پیش
کیا اُسی وقت ایک شہزادہ نے ملک گجرات سے دو سو پچاس اشرفی حضرت محبوب الٰہی
کی نذر بھیجی تھیں حضرت محبوب الٰہی نے وہ سب اشرفیان درویش آرندہ مصلا اور کلاہ کو
عطا فرمائین اور معذرت فرمائی اور کہا کہ یہ محقر چیز آپ کے لائق نہین ہی لیکن جو چیز غیب سے
ملے وہ بے عیب ہی قبول فرمانا چاہیے اور بعد چند روز کے شعیب کو رخصت فرمایا اور
ایک مکتوب بطور عرضداشت خدمت مین اپنے پیر و مرشد کے بطور شکریہ کے لکھکر حوالہ
اُنکے کیا اُس مکتوب کے شروع مین ایک رباعی لکھی تھی جسکو ہم یہان لکھتے ہین۔ رباعی

زان روے کہ بندۂ تو خوانند مرا	بر سر دمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودہ است	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

جب ایک عرصہ کے بعد حضرت محبوب الٰہی اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہوئے
بوقت ملاقات حضرت فرید شکر گنج قدس سرہ العزیز نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مولانا
نظام الدین تم نے جو رباعی خط مین لکھی تھی مین نے اُسکو یاد کر لیا ہی انشاء اللہ تعالےٰ
جس جگہ تم ہو گے تمھاری جگہ صاحب نظران کی آنکھ کی پتلی پر ہو گی نقل ہی کہ جب حضرت
محبوب الٰہی نے موضع غیاث پور مین سکونت اختیار کی اولاً آپ نہایت درجہ فقر
و فاقہ سے گذر فرماتے تھے کوئی فتوح کسی قسم کی نہ تھی صرف دو درویش صاحب یقین
آپ کے مریدان سے خانقاہ مین رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین دوسرے
شیخ کمال الدین یعقوب ایک مرتبہ چار دن متواتر کوئی چیز میسر آئی کہ جو بوقت افطار
صوم محبوب الٰہی اور درویشان مذکورین تناول فرمادین ایک عورت نیک بخت آپکی

ھمسایہ تھی اور حضرت سے اعتقاد رکھتی تھی وہ سوت کات کر بیچتی اور گذر اوقات کرتی تھی
اُس نے سوت بیچکر ڈیڑھ سیر غلہ جو خرید کیا اور اُسکا آٹا حضرت شیخ کی حضور بھیجا حضرت نے
شیخ کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو لقدر حاجت پانی ڈال کر ہانڈی
مین جوش دو تاکہ ایک شخص آنے والے کے نصیب ہو گا کمال الدین یعقوب نے
ایسا ہی کیا دیگ جوش مین تھی کہ ناگاہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے وہان آیا اور حضرت
محبوب الٰہی سے بہ آواز بلند اُس نے کہا کہ اے شیخ اگر کچھ ما حضر ہی تو مجکو دے حضرت
نے فرمایا کہ اے درویش براہ مہربانی تھوڑی دیر بیٹھکر کرم کیجیے کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے
کہا تم خود اُٹھ کر جیسی ہانڈی ہو ویسی ہی لے آؤ شیخ بہت جلد اُٹھے اور اپنے ہاتھ کرتہ کی
آستینون سے لپیٹ کر دیگ گرم کو روبرو درویش کے لائے اُس فقیر نے اپنا ہاتھ اُس گرم
دیگ مین ڈالا اور چند لقمہ اس مین سے کھائے وہ طعام اسقدر گرم تھا کہ اگر لکڑی اُسمین ڈالی
جاتی تو جل جاتی اور وہ درویش ہر مرتبہ اپنا ہاتھ اُسمین ڈالتا اور نوالہ منھ مین رکھ لیتا حضرت
محبوب الٰہی کنارہ ہانڈی کے اپنے ہاتھون سے تھامے ہوئے تھے پھر اُس درویش نے
وہ ہانڈی حضرت کے ہاتھ سے لیکر زمین پر دے ماری کہ وہ ٹوٹ گئی اور اُس درویش نے
کہا کہ اے نظام الدین نعمت باطنی تمکو حضرت فرید الدین مسعود قدس سرہ العزیز نے
عطا کی لیکن دیگ فقر ظاہری کی تمھاری مین نے توڑ دی یہ کہکر وہ شخص اُسی وقت نظر ون سے
غائب ہو گیا بعد چند روز کے پھر اسقدر فتوح غیب سے شیخ کی خانقاہ مین ہوئے کہ جسکا
بیان احاطہ تحریر سے باہر ہی اور ہزارہا اشخاص مرید او معتقد ہوئے اور لوگ دور دراز سے
آنے لگے اور فیض ظاہری اور باطنی حاصل کرتے تھے۔ اور روزانہ لنگر واسطے فقرا کے
حضرت کی خانقاہ مین جاری رہتا تھا اور صدہا درویش مساکین کو کھانا ملا کرتا تھا۔

دربیان طریقہ مجلس سماع

طریقہ مجلس سماع حضرت کا اس طور پر تھا کہ حضرت شیخ نصیر الملتہ والدین محمود اودھی فرماتے ہین کہ جب حضرت سلطان الاولیا کی یہ خواہش ہوتی کہ سماع سُنین تو حضرت خواجہ خسرو اور خواجہ امیر حسن سنجری علیہ الرحمتہ یہ دونون صاحب جانب راست سلطان الاولیا کے بیٹھتے اور جانب چپ مبشر بہشتی جو غلام زرخرید حضرت کے تھے اور خوش گلو تھے ہوتے حضرت خواجہ خسرو اور خواجہ حسن رحمتہ اللہ علیہما علم موسیقی مین کمال رکھتے تھے اور آوازین بھی اچھی تھین اور قریب دو سو قوالون کے جو خانقاہ مین علوفہ پاتے تھے اُنہین سے بھی جو لوگ حاضر ہوتے وہ مجلس وجد مین بیٹھتے اور درویش صاحب کمال اور صوفیان اہل وجد وحال کثرت سے جمع ہوتے خواجہ خسرو غزل پڑھتے اور جس بیت پر کہ حضرت محبوب الہی اپنا سر ہلاتے اُس شعر کو خواجہ حسن اور مبشر فوراً مکرر سہ کرر زبان پر لاتے اور شیخ کو وجد پیدا ہوتا نقل ہی کہ سلطان علاءالدین خلجی کا غلام ملک قرابیگ نامی ترک جو خاص الخاص سلطان کا تھا اور نہایت صالح اور لطیف اور ظریف تھا اور شیخ سے ارادت کامل رکھتا تھا سلطان اُسکو مجلس وجد مین بھیج دیتے اور یہ کہتے کہ جس شعر پر وجد اور حال پیدا ہو اُسکو تو لکھ لینا چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا اور پھر سلطان کو آکر سُناتا سلطان نہایت مسرور و محظوظ ہوتا چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمتہ کو اِن دو ابیات پر جو حدیقہ حکیم سنائی مین مرقوم ہین وجد عظیم پیدا ہوا اور وہ دو شعر یہ ہین

اشعار۔

پیش من ما جمال جان افروز	در نمودی ابر و سپند بسوز
وان جمال تو چیست مستی تو	وان سپند سے تو چیست ہستی تو

قرابیگ ان دونون بیتون کو لکھکر روبرو سلطان علاء الدین کے لیے گیا سلطان بار بار پڑھتا اور آب دیدہ ہوتا تھا اسوقت قرابیگ نے سلطان سے عرض کیا کہ مجکو سبت تعجب ہی کہ باوجود اسقدر اعتقاد کے جو حضور کو حضرت سلطان المشائخ سے ہی پھر حضور سلطان المشائخ کے دیکھنے کو تشریف نہیں لیجاتے کونسا امر مانع ہی سلطان نے جواب دیا کہ اے قرابیگ مین بادشاہ اور سر تا قدم آلودہ گناہ دنیا ہون پس اس آلودگی کی حالت مین کیونکر ایسے پاک اور بزرگ کو دیکھ سکون لیکن خضرخان اور شادی خان جو ہر دو فرزند میرے ہین انکو تو خدمت شیخ مین لیجاکر قدمون پر ڈال اور مرید کرا اور دو لاکھ تنگہ شکرانہ مین لیجا اور درویشان خانقاہ حضرت کی نذر کر چنانچہ قرابیگ نے ایسا ہی کیا حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے نقل ہی کہ حضرت بابا فرید شکرگنج اپنے حجرہ مین حالت وجد مین تھے اور دروازہ پر شیخ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ محافظت کو بیٹھے تھے اس رباعی پر بابا فرید شکرگنج وجد تنہائی مین فرماتے تھے اور بار بار یہ رباعی زبان مبارک پر لاتے تھے۔ رباعی۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی	از بہر تو میرم و ز برائے تو زیم

خواجہ بدر الدین اسحاق دروازہ حجرہ سے بغرض رفع حاجت اتفاقاً گئے حضرت نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ وہ مجکو در حجرہ پر بٹھا گئے کہ کوئی اندر حجرہ کے نہ جائے جب تک مین نہ آؤن تم بطور محافظ بیٹھے رہنا مین نے حجرہ کے کواڑ دن کی درزدن مین سے دیکھا کہ حضرت فرید الملتہ والدین قدس سرہ العزیز اپنے دونون ہاتھ پس پشت مبارک اپنے رکھکر وجد فرماتے ہین اور جب طرف اپنا دست مبارک کرتے ہین یہ رباعی پڑھکر

سجدہ کرتے ہین مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ وقت اچھا ہی حضرت سے کچھ مجکو
حاصل ہو توکل علی اللہ کر کے جرأت اندر جانے کی کی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر حجرہ
کے کواڑ کھول کر گیا اور اپنا سر شیخ فرید قدس سرہ العزیز کے قدمون پر رکھدیا حضرت شیخ
نے دیکھا دریافت کیا کہ اے نظام الدین کیا چاہتا ہی مین نے عرض کیا کہ مخدوم کو
چاہتا ہون یعنے آنجناب کو۔ فرمایا جو کچھ تو چاہتا ہی مین نے تجکو دیا اُسوقت مین نے سر زمین
سے اُٹھایا حضرت محبوب الہی نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے افسوس ہوا کہ مین نے اُسوقت
یہ کیون نہین خواہش کی کہ حالت سماع مین میری جان نکل جائے اخبار الاخیار مین
حضرت محدث دہلوی نے لکھا ہی کہ ایک شخص نے حضرت محبوب الہی کی مجلس مین
ذکر کیا کہ فلان موضع مین آپ کے یارون نے ایک مجمع کیا ہی اور مزامیر اُس جلسہ سماع
مین تھا فرمایا کہ مین نے منع کیا ہی کہ مزامیر اور محرمات جلسہ مین نہونا چاہیے اُن لوگون نے
اچھا نہین کیا اور اس باب مین آپ نے بہت کچھ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ احد الدین
کرمانی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے حضرت شہاب
سہروردی نے اپنا مصلاجہ کر کے اُنکے زیر زانو رکھا اور یہ امر مشایخ کی نہایت تعظیم و
تکریم کا ہی رات کو شیخ احد الدین نے سماع سننا چاہا حضرت شیخ شہاب الدین
عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے قوالون کو طلب کیا اور مجلس سماع مرتب کی اور خود علیحدہ
گوشہ مین جاکر ذکر اور شغل الہی مین مشغول ہوئے نقل ہی کہ حضرت محبوب الہی نے
فرمایا کہ سماع عَلَی الاِطْلَاقِ حلال وعلی الاطلاق حرام نہین ہی ایک بزرگ نے دریافت
کیا کہ سماع کیا چیز ہی فرمایا کہ سننے والا کون ہی سماع ایک آواز موزون ہی وہ کس واسطے
حرام ہو اور سماع مزامیر حرام ہی سید وجیہ الدین مبارک کرمانی معروف بہ سید خورد

اپنی کتاب سیر الاولیاء مین نقل فرماتے ہین کہ سلطان غیاث الدین تغلق کو
حضرت نظام الدین اولیا سے عداوت ہوگئی تھی اور ایک جماعت نسبت سماع کے
انکار کرتی تھی اُسکو بھی شیخ کے ساتھ عداوت تھی اُس جماعت کے لوگون نے سلطان کو
آمادہ فساد کیا چنانچہ قلعہ تغلق آباد مین ایک محضر بنایا گیا علماء اور سلطان نے متفق ہوکر مسئلہ
سماع مین بحث شروع کی مولانا فخر الدین زرادی کہ مرید شیخ کے تھے اور اجتہاد کرتے
تھے انھون نے سلطان سے کہا کہ دس آدمی جو سب سے زیادہ عالم ہون اس جماعت
سے منتخب فرمائیے تاکہ ہم بحث کرین قاضی رکن الدین جو اُسوقت قاضی القضات تھے
اور محبوب الہی سے حسد رکھتے تھے باشارہ سلطان اس بات کے لیے مستعد ہوئے
اور حضرت محبوب الہی کی طرف متوجہ ہوکر قاضی نے کہا کہ جواز سماع کے بارہ مین کیا دلیل
رکھتے ہو حضرت محبوب الہی نے حدیث مصطفوی لِاَھْلِہٖ حَلَالٌ وَلِغَیْرِہٖ حَرَامٌ
فرماکر اُسکے مباح ہونے پر استدلال کیا قاضی نے کہا آپ کو حدیث سے کیا کام مقلد ہو
کوئی روایت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جواز سماع کی پیش کیجیے تو منظور ہو حضرت شیخ نے فرمایا
کہ مین حدیث مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتا ہون اور تم مجھ سے قول ابو حنیفہ کا چاہتے
ہو تمکو رعونت حکومت کی ہے انشاء اللہ تعالی تم بہت جلد اس عہدہ سے معزول ہوگے
تم نے حد درجہ دوستان خدا کی بے ادبی کی ہے اس گفتگو مین مولانا علم الدین علامہ
جو نبیرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے وہان تشریف لائے سلطان
مع حضار مجلس کے اُنکے استقبال کو اُٹھا مولانا علم الدین اولاً حضرت محبوب الہی کی
طرف متوجہ ہوئے اور بہ نہایت اعزاز واحترام حضرت محبوب الہی کا بجالائے بعد اُسکے
سلطان سے ملاقات فرمائی دریافت کیا کہ حضرت محبوب الہی کو تم نے کس واسطے

اس جگہ طلب کیا ہی سلطان نے کہا واسطے تحقیق مسئلہ حلت وحرمت سماع کے الحمد للہ
کہ آپ بھی اتفاق سے تشریف لے آئے مولانا علم الدین نے فرمایا کہ سماع لاھلہٖ بیشک
وشبہ حلال ہی اور حضرت شیخ اور تمام اصحاب اُنکے اہل حال ہین اور اہلیت اس کام کی رکھتے
ہین اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماع کو سُنا ہی اور وجد فرمایا ہی جب
علامۂ علم الدین نے یہ فرمایا اور چند حکایتین نقل فرمائین تو سلطان نے باعزاز واکرام
حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کو رخصت کیا اور بعدہ قاضی رکن الدین کو عہدۂ قضا
سے معزول کیا۔ کتاب تذکرۃ الاتقیا سے مصنف روضہ صفا نے یہ حکایت نقل کی ہی
کہ ایک مرتبہ ایک صوفی مجلس سماع حضرت محبوب الٰہی مین حاضر تھا ناگاہ اُس نے ایک
آہ کھینچی اور فوراً جل گیا جس وقت حضرت کی نگاہ اُسپر پڑی دریافت فرمایا کہ یہ خاکستر کیسی ہی
حضار مجلس نے کہا کہ فلان صوفی نے آہ کھینچی تھی اور جل کر خاکستر ہوگیا حضرت شیخ نے اُس
میت کی خاکستر پر پانی پر کچھ پڑھ کر چھڑکا فی الحال وہ زندہ ہوگیا شیخ نے اُس سے فرمایا کہ
تم کو جائز نہین ہی کہ سماع مین حاضر ہو۔

ذکر حضرت محبوب الٰہی کی بعض کرامات وخوارق عادات کا

اب ہم کچھ آپ کی خوارق عادات اور کرامات جو آپ کی حیات مین سرزد ہوئے لکھتے ہین نقل ہی
کہ جب سلطان علاء الدین خلجی نے رحلت کی اور قطب الدین مبارک شاہ
تخت پر بیٹھا اور اُس نے خضر خان پسر علاء الدین خلجی کو مار ڈالا جو مرید اور معتقد حضرت
محبوب الٰہی کا تھا اُسکو حضرت شیخ سے عداوت ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے قطب الدین
مبارک شاہ حضرت محبوب الٰہی کو ایذا پہونچانا چاہتا تھا لیکن اُسکے تمام ارکین سلطنت
اور سرداران لشکر حضرت کے معتقد تھے اسلیے دفعتاً موقع تکلیف دہی اُسکو نہین ملتا تھا

ایک روز سلطان نے قاضی محمد غزنوی سے کہ جو اُسکے محرم راز تھے دریافت کیا کہ
اسقدر خرچ جو خانقاہ شیخ مین ہوتا ہے آمدنی کہان سے آتی ہی قاضی نے جواب دیا کہ اکثر امرائ
و ملازمان سلطانی نذرانہ پیش کرتے ہین اُس سے صرف ہوتا ہی اور اُس زمانہ مین قریب
دو ہزار تنکہ خرچ مطبخ و خیرات فقرا مین روزانہ شیخ کی خانقاہ مین ہوتا تھا ایک حکم عام سلطان
نے جاری کیا کہ جو کوئی شہزادون اور سرداردن اور ملازمون وغیرہ متعلقان سلطانی سے
اور نیز عملداری سلطان سے حضرت شیخ کے یہان حاضر ہوگا یا نذرانہ پیش کرے گا یا بھیجیگا
از قسم نقد وجنس وغیرہ کے تو اُسکی وجہ معاش وجائداد ضبط کی جائے گی اور رسد قوف
کیا جائیگا اور تاکیدی احکام اس مضمون کے اپنی عملداری مین جاری کیے جب یہ حکم
حضرت کے گوش مبارک تک پہونچا آنجناب نے اپنے غلام و خادم خواجہ اقبال
نامی سے بلاکر کہا کہ جاؤ آج سے دوچند بہ نسبت سابق کے خرچ کیا کرو اور جب حاجت
ہوا کرے طاق مین بسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالا کرو جس قدر ضرورت ہو تم کو ملا کرے گا
چنانچہ خواجہ اقبال ایسا ہی کرتے اور بفضل خدا سے اُن کو بقدر حاجت خرچ طاق
مین سے ملجاتا جب یہ خبر سلطان کو معلوم ہوئی بہت متحیر ہوا نقل ہی کہ سلطان
قطب الدین نے بعد اس واقعہ کے حضرت محبوب الٰہی سے کہلا بھیجا کہ حضرت
شیخ المشائخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میرے ملنے کے واسطے یہان تشریف
لایا کرتے ہین اور آپ باوجودیکہ دہلی مین رہتے ہین مجکو کبھی دیکھنے نہین آتے آپ کو لازم ہی
کہ ہفتہ مین ایک مرتبہ میرے مکان پر حاضر ہوا کرین اور مجکو دیکھا کرین حضرت محبوب الٰہی
نے جواب دیا کہ مین کسی جگہ نہین جاتا ہون اور نیز رسم و عادت ہمارے پیران طریقت
کی یہ نہین تھی کہ دیوان سلطانی مین جایا کرین اور مصاحبت بادشاہون سے کرین مجکو

سجدہ ورکھنا چاہیے سلطان نے بوجہ تکبر اور غرور کے قبول نہین کیا اور کہا کہ جو ہمارا حکم ہو اُسے بجالانا چاہیے بعدہ حضرت حسن سنجری جو حضرت کے مرید تھے روبروشیخ المشایخ شیخ ضیاء الدین رومی جو خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے اور بادشاہ اُنکا مرید تھا یہ کہنے کے واسطے گئے کہ سلطان کو درویشون کو رنج نہین دینا چاہیے بادشاہ کی خیریت فقرا کے آزار نہ دینے مین ہی تاکہ وہ سلطان کو منع فرماوین خواجہ حسن سنجری جب وہان پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ ضیاء الدین رومی دردشکم مین مبتلا ہین نماز بھی اُٹھکر نہین ادا کرسکتے ہین خواجہ حسن بغیر ملاقات کیے واپس آئے بعد دو تین روز کے حضرت ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا چنانچہ سیوم کی فاتحہ کے روز حسب دستور قدیم ختم قرآن شریف مین جملہ اکابر و علماء شہر مع سلطان کے مقبرہ حضرت ضیاء الدین رومی پر جمع ہوئے حضرت سلطان الاولیاء بھی اُس مجمع مین تشریف لے گئے تمام حضار جابہ تعظیم کے واسطے کھڑے ہوگئے اور ملازمان سلطانی نے کہا کہ حضرت سلطان بھی یہان موجود ہین اگر آپ سلام علیک فرمائین تو ہم اطلاع کرین محبوب الٰہی نے جواب دیا کہ وہ قرآن شریف کا ختم فرماتے ہین کچھ حاجت نہین سلطان گوشہ چشم سے یہ سب تعظیم وتکریم حضرت کی دیکھ رہا تھا بعد ختم جلسۂ فاتحہ سیوم کے سلطان نے ایک اور حکم جاری کیا کہ اگر ہفتہ مین میری ملاقات کے واسطے حضرت نظام الدین قدس سرہ العزیز تشریف نہ لاوین تو ہر مہینہ کی آخر تاریخ پر تشریف لایا کرین اگر وہ یہ بھی قبول نہ کرینگے تو مین اور فکر کرونگا یہ پیغام سید قطب الدین غزنوی و شیخ عماد الدین طوسی و شیخ وحید الدین چندیری و مولانا برہان الدین بزدوری وبعض دیگر اکابر نے غیاث پور مین جاکر کہا اور سب کو یہ فکر تھی کہ سلطان جمائم

اور نا عاقبت اندیش ہی اور حضرت مخدوم یعنے سلطان الاولیا عمر رسیدہ اور بادانش ہین
کچھ ہرج نہین ہی کہ اگر جانا اختیار کرین جب حضرت سے یہ پیغام کہا گیا تو فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
کیا ظہور ہوتا ہی پھر سب صاحب واپس آئے اُن سب بزرگون نے سلطان سے جاکر کہا کہ
ہم سب نے شیخ کو راضی کردیا ہی کہ وہ ہر ماہ کی آخر تاریخ پر تشریف لایا کرین گے سلطان یہ
سنکر بہت خوش ہوا کہ میرا حکم بالا رہا جب ستائیس تاریخ ماہ شوال کی ہوئی تو خواجہ وحید
قریشی جو پدر خواجہ معروف سردار خاصان سلطانی کے اور عزیز الدین علی شاہ جو بڑے
بھائی امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے تھے اور یہ دونون صاحب حضرت کے مرید باخلاص تھے
تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ حضور کا ارادہ ہی کہ چاندرات کے دن آپ دیوان سلطانی
مین تشریف لیجائین حضرت شیخ نے جواب دیا کہ ہرگز خلاف پیران کرام کے مین نہین کرونگا
مین سلطان کے دیدار کو دیوان مین نہین جاؤنگا اس جواب کے سُننے سے وہ دونون
صاحب بہت متحیر اور متعجب ہوئے کہ سلطان انتظار مین ہی کہ کب چاندرات ہو کہ حضرت شیخ
یہان تشریف لائین اور شیخ کا ہرگز قصد نہین الغرض سب صاحبون نے حضور شیخ مین
عرض کیا کہ حضرت شیخ توجہ پیر دستگیر شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین سے فرمائین کہ یہ فساد
دور ہو حضرت شیخ نے فرمایا کہ مجکو شرم آتی ہی کہ اس کام کے واسطے حضرت شیخ الاسلام
کو متوجہ کرون لیکن تم سب صاحب مطمئن رہو کہ سلطان قطب الدین ہرگز مجھ پر غالب
نہ ہوگا چنانچہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہی کہ مین روبقبلہ بیٹھا ہوا ہون ایک گاے
جسکے سینگ تیز ہین میری طرف کو حملہ کرکے آئی اور مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑکے
اُسکو زمین پر گرا دیا۔ اُس وقت وہ ہلاک ہوگئی اس واقعہ کے سننے سے اُن ہر دو صاحبان
کو اطمینان ہوا اور یقین کامل ہوا کہ سلطان ہرگز حضرت پر غالب نہ ہوگا۔ القصہ جب انتیسوین ۲۹

تاریخ معینہ کی ہوئی بعد نماز ظہر کے خواجہ اقبال خادم خاص حضرت کے آئے اور عرض کیا کہ آج شب آخر ماہ کی ہی تبرک حضور کے ساتھ لیجانے کو جو حکم ہو وہ مین خرید کرلاؤن یلا تبرک روبرو سلاطین و امراء بزرگ و فقراء نہین جاتے ہین حضرت شیخ نے فرمایا کہ ابھی کچھ نہین چاہیے تم اپنے دوسرے کام مین مشغول ہو جب وقت نماز عصر کا ہوا خواجہ اقبال نے پھر عرض کیا کہ ڈولی اور کہار مہیا کرون اور تبرک لے آؤن حضرت نے کچھ جواب نہین نہین دیا خواجہ اقبال نے جانا کہ خواجہ سلطان کے پاس ہرگز نہین جائین گے بفرمان الہی اُسی رات کو بعد پہر رات گئے خسرو خان نے کہ غلام خاص سلطان قطب الدین کا تھا اور منصب دار تھا اور پچاس ہزار سوار اُسکے سپرد تھے اور وہ موقع اور بے موقع خلوت اور دربار مین سلطان کی حاضری کا رتبہ رکھتا تھا ناگاہ محل ہزار ستون والے مین کہ جس مین سلطان اکثر رہا کرتا تھا داخل ہوکر سلطان کو قتل کردیا فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ دیکھیے سلطان کس خیال مین تھا اور اللہ جل شانہ کو کیا منظور تھا شعر

من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال	کارے کہ خدا کرد فلک راچہ مجال

نقل ہی کہ ۷۰۳ھ ہجری مین جس وقت سلطان علاء الدین مہم چتور سے واپس آیا طرغی سردار مغل نے جمعیت کثیر کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کیا اور پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہوا دہلی کے قریب آپہونچا۔ بادشاہی فوج مختلف مہمون پر گئی ہوئی تھی اسلیے سلطان تاب مقابلہ نہ لاکر محصور ہوگیا ۲ دو ماہ تک شہر دہلی کا محاصرہ رہا اور باہر سے امداد و رسد کا رستہ بند ہوجانے سے مخلوق کا حال تباہ ہوگیا سلطان نے حضرت محبوب الٰہی کی جناب مین عرض کرایا کہ کوئی ذریعہ رستگاری کا نظر نہین آتا بجز اسکے کہ حضرت مخلوق کے حال پر رحم فرماکر توجہ فرمائین حضرت نے تسلی آمیز کلمات جواب مین ارشاد فرمائے کہ کہا کہ لطیفہ غیبی کا منتظر

رہنا چاہیے۔ چنانچہ اُسی شب مین مغلون پر کچھ ایسا ہراس مستولی ہوا کہ خود بخود محاصرہ چھوڑ
کر اس طرح فرار ہوئے جس طرح کوئی شکست کھا کر بھاگتا ہی اور سرحد کے پار جا کر دم لیا سلطان
اور اہل دہلی نے اس بلا سے غیر متوقع نجات پا کر خدا کا شکر ادا کیا اس واقعہ کا اشارہ الفنسٹن
صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین لکھا ہی نقل ہی کہ سلطان علاءالدین خلجی نے ایک مرتبہ لشکر
عظیم بہ ماتحتی ملک نائب شہر ورنگل واقع ملک تلنگانہ پر واسطے فتح کے روانہ کیا تھا اور ایک
عرصہ سے کچھ خبر نہین آئی تھی کہ آیا بعد جنگ کے کیا نتیجہ ہوا سلطان نے ملک قرابیگ اور
قاضی مغیث الدین کو بہ حضور شیخ روانہ کیا تاکہ وہ عرض کرین کہ مجکو از حد تردد اور تفکر ہی
کہ کچھ خبر ملک نائب کی اور لشکر کی مدت سے نہین آئی ہی اگر حضرت بذریعہ مراقبہ مجکو اصل
حالت سے مطلع فرمائین تو نہایت احسان و کرم ہوگا قرابیگ و قاضی حاضر ہوئے اور
پیغام سلطانی عرض کیا حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز نے زبان مبارک سے فرمایا
کہ بعنایت الٰہی سلامتی لشکر اور فتحیابی کی خبر کل سلطان کو مل جائیگی میری جانب سے سلطان
کو دعا کہنا اور انشاءاللہ تعالیٰ سلطان کو بہت سی غنیمت از قسم مال و متاع اس فتح مین نصیب
ہوگی اور آیندہ اس سے بھی زیادہ فتوحات کا متوقع رہنا چاہیے الغرض قرابیگ وغیرہ
نے واپس آکر سلطان سے حضرت کا ارشاد بیان کیا بادشاہ یہ مژدہ فرحت بخش سُنکر نہایت
مسرور و شاد ہوا اور قرابیگ سے کہا کہ اگر اس نوید و بشارت شیخ کی وجہ سے مجکو یہ خبر
ملی تو مین پانچ سو اشرفی نذر آستانہ خانقاہ شریف کی مانتا ہون چنانچہ دوسرے روز ڈیڑھ پہر
دن چڑھے یکایک ایک شترسوار ملک نائب کے پاس سے آیا اور مژدہ فتحیابی ولایت
ورنگل کا سُنایا اور سلامتی لشکر و ملک نائب کی بیان کی اُسوقت سلطان نے پانچ سو دینار
سُرخ قرابیگ کو دیے کہ نذرانہ و شکرانہ مین حضرت سلطان المشایخ کے روبرو پیش

کر کے وہ تھیلی اشرفیوں کی لیکر گیا اور حضور کے نذر کین اور حال فتح کا بیان کیا اُسوقت ایک درویش قلندر جسکا نام اسفندیار تھا اور خراسان سے آئے تھے حضور اقدس کے روبرو بیٹھے تھے اُنھون نے یہ اشرفیان دیکھ کر کہا کہ اس ہدیہ مین مین بھی شریک ہون حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ یہ سب آپ کی نذر ہین اور سب اشرفیان اُس درویش کو دیدین نقل ہو کہ سلطان غیاث الدین تغلق کو حضرت محبوب الٰہی سے خصومت ہوگئی تھی جب وہ سفر بنگالہ سے دہلی مین آنے والا تھا تو اُسنے ایک حکم حضرت محبوب الٰہی کے پاس بھیجا کہ اُسوقت تک کہ مین دہلی پہونچون آپ غیاث پور سے چلے جائیے حضرت محبوب الٰہی کی طبعیت اُس زمانہ مین علیل تھی آپ نے یہ حکم سنکر فرمایا کہ "ہنوز دہلی دور است" اسکے بعد جب سلطان دہلی کے قریب پہونچا جاتا تھا تو حضرت کے مریدان جان نثار سلطان کے غضب وقہر کے خیال سے بار بار عرض کرتے تھے کہ سلطان کے دہلی پہونچنے سے پہلے حضرت چند روز کے واسطے مصلحتاً کسی دوسرے مقام پر تشریف لے چلین مگر حضرت بار بار یہی فرماتے تھے کہ ہنوز دہلی دور است یہان تک کہ سلطان لشکر کو چھوڑ کر مع چند ہمراہیون کے جریدہ دہلی کی طرف عازم ہوا اور دہلی سے چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر موضع افغان پور مین خیمہ زن ہوا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ بادشاہ دہلی تک نہ پہونچنے پایا کہ اُسکا کام تمام ہوگیا جب تغلق آباد کے قلعہ کے قریب پہونچا وہان بادشاہ کے واسطے ایک نیا مکان اُسکے بیٹے الغ خان نے بنوایا تھا اور خوب آراستہ کیا تھا وہ مکان دفعتاً اُسپر گرا اور وہ فوت ہوگیا اب تک یہ مثل زبان زد عوام الناس ہو کہ ہنوز دہلی دور است اب ہمکو یہ تحقیق کرنا منظور ہو کہ آیا حضرت محبوب الٰہی کی بددعا سے غیاث الدین تغلق کا یہ انجام ہوا یا کسی اور سبب سے - مورخین کی رائین اس واقعہ

کی بابت بہت مختلف ہین۔ ہمارے دوست شمس العلما منشی ذکاءاللہ خان
صاحب نے بہت کچھ سلطان غیاث الدین کے حال مین مورخین کے اقوال اس
واقعہ کی نسبت لکھے ہین وہ لکھتے ہین کہ ماہ ربیع الاول ۷۲۹؁ ہجری مین سلطان پر مکان
گرا اور وہ مرا لیکن ہمارے نزدیک جو سنہ وفات سلطان کا صاحب تاریخ فرشتہ اور نیز
الفنسٹن صاحب نے ماہ ربیع الاول ۷۲۵؁ ہجری تحریر کیا ہی وہ صحیح ہی اور ملا عبد القادر
بدایونی نے منتخب التواریخ مین بھی یہی سنہ لکھا ہی بس اسی وجہ سے یہ مقولہ کہ ہنوز
دہلی دور است حضرت محبوب الٰہی کی زبان سے جو سرزد ہوا وہ فوراً حضرت کے
سامنے ظاہر ہوا یعنی وہ حضرت محبوب الٰہی کی بیماری کی حالت مین دہلی پہونچنے سے
پہلے فوت ہوا یہ بھی راقم نے بزرگان کی زبان سے متواتر سنا ہی کہ جب سلطان غیاث
الدین نے قصد ضرر پہونچانے حضرت سلطان المشائخ کا کیا اور اس ارادہ سے وہ
دہلی کے قریب پہونچا تو لوگون نے حضرت محبوب الٰہی کو خبر کی کہ سلطان اب آیا چاہتا ہی
اسوقت محبوب الٰہی نے اپنی زبان مبارک سے آسمان کی طرف دیکھ کر یہ قطعہ پڑھا۔

قصد ظالم بسوے کشتن ماست	دل مظلوم ما بسوے خداست
او درین فکر تا بہ ما چہ کند	من درین فکر تا خدا چہ کند

بس اس کلام کا فرمانا تھا کہ دفعتاً وہ مکان جدید سلطان غیاث الدین کے اوپر
گرا اور سلطان اور اسکا چھوٹا بیٹا جسکو وہ ولیعہد کرنا چاہتا تھا اور جو اسکو بہت عزیز تھا مع
چند امراء خاص کے دب کر مر گئے اور اسکا بڑا بیٹا محمد تغلق جو حضرت محبوب الٰہی کا
معتقد تھا اور بعد کو وہی بادشاہ ہوا تھوڑی دیر پیشتر اس مکان سے باہر نکل آیا تھا سبحان اللہ
اولیاء کرام کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی کرنے کا یہی نتیجہ ہی ایسے شہنشاہ دین مذاہب

کرامت کے مقابلہ مین ایک بادشاہ دنیا کا مقابلہ کرنا یہی اثر دکھلاتا حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہی شعر

اے روبہک چرا نہ نشستی بجاے خویش	با شیر پنجہ کردی و دیدی سزاے خویش

بعض راویون نے یہ بھی روایت کی ہی کہ جب سلطان کی مرگ ناگہانی کی خبر حضرت محبوب الٰہی کو پہونچی تو یہی شعر زبان پر جاری فرمایا الغرض دو بادشاہون نے آپ کے زمانہ مین حضرت سے مخالفت کی تھی ایک سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے کہ جسکا حال وفات ہم اوپر لکھ آئے ہین دوسرے سلطان غیاث الدین تغلق نے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دونون نے سزاے کامل پائی باقی بادشاہون نے آپ کے ساتھ محبت کی اور اعتقاد سے پیش آئے اُنکو فلاح دین و دنیا کی حاصل ہوئی ابن بطوطہ سیّاح نے بھی اس مقولہ کو کہ ہنوز دہلی دور است اپنے سفرنامہ مین حضرت محبوب الٰہی کی طرف منسوب کیا ہی اگرچہ اُسنے اعتقاداً استعمال نہین کیا ہی۔ کتاب روضۃ صفا مین لکھا ہی کہ ایک مرتبہ حضرت کے باورچی خانہ مین پکانے کے واسطے کچھ نہ تھا حضرت امیر خسرو نے عسرت خرچ کی دریافت فرماکر چند ٹکے جو حضرت سے تبرکاً کسی وقت اُن کو ملے تھے اور وہ اس نیت سے اپنی ٹوپی مین رکھتے تھے کہ اُن سے سیر الکفن ہو خواجہ خسرو نے وہ ٹکے روبرو شیخ کے پیش کیے محبوب الٰہی نے قبول نہ فرمائے اور فرمایا کہ اے خسرو تو مجکو فقیر دیکھتا ہی بالآخر بعد نماز ظہر کے اُسی روز کسی جگہ سے فتوح پہونچی اُسی رات کو بعد نماز عشاء کے حضرت محبوب الٰہی امیر خسرو کو اپنے ساتھ شہر سے باہر ایک غار پر لے گئے جب اُس غار کے اندر خسرو علیہ الرحمۃ نے نظر کی تو ایک شہر نظر آیا امیر خسرو حیران ہو گئے اُس شہر کے بازار کے اندر گئے وہان کے باشندون سے امیر خسرو نے

پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہی مین اسکو نہین جانتا ہون اس مرد نے کہ جس سے دریافت کیا تھا
یہ جواب دیا کہ اے امیر خسرو تو شیخ نظام الدین کے ساتھ رہتا ہی اور اس شہر کو نہین
جانتا یہ وہ شہر ہی کہ اسکی حاصلات حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ مین صرف ہوتی ہی امیر
خسرو وہان سے واپس آئے اور حضرت کے قدمون پر گر کر معذرت کی حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلوی سے منقول ہی کہ قاضی محی الدین کاشانی جو ایک عالم متبحر تھے اور
حضرت نصیر الدین محمود نے اُن سے پڑھا بھی تھا ایک روز وہ سخت بیمار ہوگئے اور امید
زیست کی نہین رہی تھی اطبا نے جواب دیا تھا حالت جان کنی تھی کہ حضرت محبوب الٰہی
اُنکے دیکھنے کو تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اُنکے مُنھ پر پھیرا فوراً شفا حاصل ہوئی
اور اُسی وقت اچھے ہوگئے تاریخ فیروز شاہی مولفہ شمس سراج عفیف مطبوعہ
ایشیاٹک سوسائٹی صفحہ ۲۸ مین درج ہی کہ سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب صغر سنی
مین حضرت کی زیارت کو غیاث پور گیا اور بہت تعظیم و ادب سے آداب بجالایا حضرت نے
فرمایا بابا چہ نام داری اُس نے جواب دیا کہ فدوی کو کمال الدین کہتے ہین حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ عمر بکمال - دولت بکمال نعمت بکمال - چنانچہ یہ سب باتین
بعد کو ظہور مین آئین یعنے سلطان محمد تغلق کی وفات کے بعد ملک گجرات اور سندھ مین
جملہ امرا نے بالاتفاق فیروز شاہ کو بادشاہ بننے پر مجبور کیا حالانکہ اُسکو انکار تھا اور وہ ایک
درویش صفت شخص تھا اور اُسکی عمر نوّے ۹۰ سال اور کئی مہینہ کی ہوئی اڑتالیس ۴۸ سال
نہایت عدل و انصاف و نیکنامی سے سلطنت کی اور بہت سی تعمیرات رفاہ عام کی مثل
نہرون اور پلون وغیرہ کے اسکے عہد مین ہوئی سلطنت مین بالکل امن و امان رہا اور ہر قسم
کی نعمتین اُسکو حاصل رہین روایت ہی کہ ایک روز منجملہ مریدان حضرت کے ایک مرید نے

استدعا کی کہ مجلس سماع ہو قوال حاضر آئے اور کچھ کھانا پکوایا گیا جسوقت سماع شروع
ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہو گئے اور کھانا پچاش یا ساٹھ آدمی کے لایق بھی نہ تھا بعد ختم سماع
کے جنھون نے طعام پکوایا تھا بہت متحیر ہوئے کہ اب کیا کیا جاوے حضرت شیخ کو اُنکے
تردد اور تفکر کا حال دریافت ہوا اُسی وقت اپنے خادم مبشر نامی کو بلا کر اشارہ فرمایا کہ
سب کے ہاتھ دُھلواؤ اور دس دس آدمی کر کے ایک جگہ بٹھاؤ اور ایک ایک روٹی کے
چار چار ٹکڑے کر کے اُنکے روبرو بسم اللہ کہکر رکھو بفضلہ تعالی تمام کھانا سب نے شکم سیر
ہو کر کھایا اور پھر بھی طعام بچ رہا اور کوئی بھوکا نہ اُٹھا چراغ دہلوی فرماتے ہین کہ شیخ
رکن الدین ساکن قصبہ سرسادہ کے تھے ایک روز اُنکے گھر مین آگ لگی اور اُن کے
سب کاغذات جل گئے ایک سند اُنکی املاک کی تھی وہ بھی جل گئی وہ دہلی مین واسطے
حصول سند جدید کے آئے تھے اُس زمانہ مین بہت ہی مشکل سے سند مہر اور دستخط ہو کر
حاصل ہوتی تھی بارے بہزار خرابی سند جدید دستیاب ہوئی اتفاقاً وہ اُنکے پاس سے
کہین راستہ مین گر گئی جب اُنھون نے تلاش کیا تو نہین ملی اُنکو بہت اضطراب ہوا
حضرت سلطان المشایخ کے حضور مین حاضر ہوئے اور حال عرض کیا حضرت نے
فرمایا کہ مولانا رکن الدین اگر تمھاری سند تمکو مل جائے تو تم نذر مانو کہ بشرط مل جانے سند
کے حضرت فرید الملتہ والدین حضرت فرید شکر گنج کی نیاز حلوے پر کرنا شیخ رکن الدین
نے کہا کہ بہت اچھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو یہی ہو کہ ابھی تم تھوڑا سا حلوا خرید کر لاؤ اور
نیاز کراؤ چنانچہ شیخ رکن الدین واسطے خریدنے حلوے کے گئے خانقاہ کے دروازہ
پر ایک حلوائی دوکان رکھتا تھا اُس سے چند درم کا حلوا اُنھون نے خرید کیا وہ حلوائی
اندر کوٹھری کے گیا اور کاغذ ردی مین سے لایا کہ اسمین حلوا رکھ کر دے دور سے

شیخ رکن الدین نے دیکھا تو اُنکو وہ سند گم شدہ معلوم ہوئی اُس حلوائی سے وہ کاغذ اُنھون نے لے لیا واقعی وہی سند تھی پس شادان و فرحان شیخ المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سر قدمون پر رکھا اور فوراً مرید ہوئے سیر العارفین مین چراغ دہلوی سے منقول ہی کہ مقام دہلی مین ایک شخص ترکی جنکا نام تلیغا تھا حضرت سلطان المشائخ سے اعتقاد کامل رکھتے تھے ایک روز سو اشرفیان خدمت مین شیخ کے لائے عرض کیا کہ یہ نذر قبول فرمائی جاوے شیخ نے قبول نہ فرمائین وہ بہت محزون و غمگین ہوئے تو حضرت شیخ نے ایک اشرفی اُس مین سے قبول فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ باقی ہم نے تم کو دین تم اپنے کام مین لاؤ وہ اس پر بھی رنجیدہ تھے حضرت شیخ اُسوقت ایک کنارہ حوض یا دریا پر بیٹھے ہوئے تھے تلیغا سے فرمایا کہ اس پانی کی طرف دیکھو جب تلیغا نے اپنی نظر پانی کی طرف کی تو تمام پانی کے اندر جسقدر اُسکی سو مین تھین وہ سونے کی نظر آئین اُسوقت اُنھون نے اپنا سر شیخ کے قدمون پر رکھا حضرت نصیر الملۃ سے یہ بھی منقول ہی کہ حمید قلندر سوزہ دوز جبکہ دس ۱۰ برس کی اُنکی عمر تھی ایک روز اپنے پدر مولانا تاج الدین کے ہمراہ جو مرید حضرت شیخ المشائخ کے تھے حضور مین شیخ کے گئے اُسوقت حضرت محبوب الٰہی کھانا کھاتے تھے حضور نے ایک روٹی مولانا تاج الدین کو دی حمید نے وہ روٹی باپ سے لیکر بغل مین رکھ لی جب مجلس شریف سے حمید باہر آئے تو دروازہ پر چند فقرا و قلندر بیٹھے ہوئے تھے جب اُن فقرا نے حمید کو دیکھا منجملہ اُنکے ایک قلندر جو اہل دل اور صاحب باطن تھے اُنھون نے کہا کہ اسے لڑکے اگر تیرے پاس کوئی روٹی ہو تو مجکو دیدے حمید نے کہا کہ کوئی روٹی میرے پاس نہین ہی فقیر نے کہا کہ حضرت شیخ نے تیرے باپ کو روٹی دی اور تو نے اپنی

بغل مین رکھ لی ہی اور مجھ سے کہتا ہی کہ روٹی نہین ہی حمید متحیر ہوا اور فوراً بغل سے روٹی
نکال کر اُس قلندر کو دیدی اسکے بعد مولانا تاج الدین آئے اور حمید اپنے پسر سے
دریافت کیا کہ وہ روٹی تونے کیا کی حمید نے اُس روٹی کے دینے کا قصہ بیان کیا۔
مولانا تاج الدین مضطر ہوکر روبرو حضرت شیخ کے فوراً گئے اور دست بستہ عرض کی
کہ جو مخدوم نے روٹی مجکو تبرکاً عنایت فرمائی تھی وہ مین نے اس لڑکے کے سپرد کی تھی
تاکہ یہ تبرک نصیب میرے عیال واطفال کے ہو اور برکت اُسکی مجکو حاصل ہو اس بیوقوف
لڑکے نے وہ روٹی قلندرون کو جو حضور کے دروازہ پر جمع تھے دیدی حضرت شیخ نے
فرمایا چونکہ یہ حصہ درویشون کے نصیب کا تھا اُنکو پہونچا یہ لڑکا تمھارا بھی قلندر ہوگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا اگرچہ حمید نے عمدہ تعلیم پائی تھی اور فاضل ہوا تھا لیکن آخر مین لباس قلندری مین تھا
ڈاڑھی اور سر کے بال کترواتے تھے پھر دولت آباد مین بخدمت مولانا برہان الدین
غریب قدس سرہٗ العزیز مدت تک شیخ حمید رہے اور اُنکے ملفوظات لکھتے رہے اور بعد
فوت اُنکے دکھن سے دہلی آئے اور خدمت مین شیخ نصیر الملۃ والدین مین مدت تک
رہے چنانچہ کتاب خیر المجالس جو ملفوظات چراغ دہلوی کی ہی انھین شیخ حمید نے
لکھی اگرچہ لباس قلندرانہ مین تھے لیکن ریاضت ومجاہدہ بہت کرتے تھے نماز جماعت سے
پڑھتے چونکہ زبان مبارک حضرت شیخ المشایخ سے یہ بات نکلی تھی کہ لڑکا قلندر ہوگا ایسا ہی
ہوا تاریخ فرشتہ جلد اول مقالہ سوم روضہ اول مین مذکور ہی کہ حسن جو بعد کو ملک دکن کا بادشاہ
ملقب سلطان علاء الدین حسن بہمنی ہوا ابتدا مین ایک مفلس ومفلوک شخص تھا اور
دہلی مین ایک برہمن کی ملازمت اختیار کرلی تھی اور اُسکی زمین جوتا کرتا تھا ایک روز حضرت
محبوب الٰہی کی خانقاہ کے دروازہ پر حاضر ہوا اُس روز حسب معمول ہزارہا آدمی کھانا

کھاکر واپس جا رہے تھے منجلہ اُنکے شاہزادہ محمد تغلق بھی تھا جو بعد کو بادشاہ دہلی ہوا۔ جب شاہزادہ بھی کھانا کھاکر رخصت ہوا تو حضرت سنے نور باطن سے دریافت کرکے خادم سے ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ گیا دوسرا بادشاہ دروازہ پر ہی اُسکو اندر آنے دو۔ لوگون سنے خیال کیا کہ ایک بادشاہ سے تو مراد محمد تغلق ہوسکتی ہی جو بادشاہ وقت کا بیٹا ہی اور ممکن ہی کہ آیندہ خود بھی بادشاہ ہو مگر دوسرا بادشاہ کون ہی۔ خادم باہر دیکھنے کے واسطے گیا اور واپس آکر عرض کیا کہ وہان تو کوئی بادشاہ نظر نہین آتا حضرت سنے ارشاد فرمایا کہ ضرور ہوگا پھر جاؤ خادم پھر گیا اور واپس آکر عرض کیا کہ بجز ایک شخص کے جو صورت سے کوئی محتاج فقیر معلوم ہوتا ہی کوئی شخص دروازہ پر نہین ہی حضرت سنے ارشاد فرمایا کہ اُسی کو آنے دو وہی بادشاہ ہی غرض جب حسن داخل ہوا تو چونکہ دعوت کا کھانا ختم ہوگیا تھا حضرت کے افطار کے واسطے ایک کلیچہ رکھا تھا اُسکو اُنگلی پر بشکل چتر رکھ کر حضرت نے حسن کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ اُس سلطنت کا چتر شاہی ہی جو دکن مین ایک عرصہ کے بعد تمکو ملے گی چنانچہ اُسی وقت سے حسن کی قسمت کے دن پھرنے لگے اور اس پیشینگوئی پر پورے اطمینان کے ساتھ وہ دکن کو روانہ ہوا جہان بہت سے انقلابات کے بعد بالآخر وہ بادشاہ ہوگیا اور کئی صدی تک اُسکی اولاد مین دکن کی حکومت رہی جنکا دارالسلطنۃ اول گلبرگہ اور بعد کو بیدر ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کتاب سیر العارفین مین حضرت مولانا شہاب الدین امام سے منقول ہی کہ ایک روز حضرت محبوب الٰہی واسطے زیارت مزار شریف قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لے گئے تھے اور مولانا برہان الدین غریب آپ کے ساتھ تھے بعد زیارت کے حضرت حوض شمسی پر تشریف لے گئے جو قریب مزار شریف قطب صاحب علیہ الرحمۃ کے ہی

تاکہ وہاں بعض بزرگون کے مزار کی زیارت فرمائین حوض کے کنارہ پر خواجہ حسن سنجری
جو اوایل مین بہت بڑے شاعر مشہور تھے مع اپنے چند یارون کے کنارہ حوض پر بیٹھے
ہوئے شراب پی رہے تھے اور حضرت شیخ المشائخ سے ابتدا مین بمقام بدایون
اُن سے بہت ملاقات تھی معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ حسن سنجری بھی بدایون مین واسطے تحصیل
علم کے تشریف لائے ہین خواجہ حسن نے جب حضرت کو دیکھا چونکہ آپ کی ملاقات زمانہ
سابق کی تھی اور حضرت کے ساتھ بمقام بدایون ہم صحبت تھے اُن کو دیکھ کر یہ دو بیتین
خواجہ حسن نے پڑھین ابیات۔

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم	نظم	گر ز صحبت ہا اثر بودے کجا ست
زہد تان فسق از دلِ ما کم نکرد		فسق مایان بہتر از زہد شما است

جب حضرت شیخ نے ان بیتون کو اُن سے سُنا فرمایا کہ صحبت ہا را اثر ہاست انشاء
اللہ روزے بود یہ سخن ایسا اُنکے دل پر اثر کر گیا کہ فوراً سر برہنہ ہو کر خواجہ حسن
نے اپنا سر قدمون پر شیخ کے رکھا اور توبہ کر کے مرید ہوئے اور جتنے یار اُنکے اُس وقت
ساتھ تھے وہ بھی سب تائب ہو کر مشرف بہ بیعت ہوئے خواجہ حسن نے جسوقت توبہ کی
اور مرید ہوئے تو اُسوقت اُنکی عمر پچاس سال کی تھی سبحان اللہ کیا مرتبہ خواجہ حسن
نے پایا کہ مقبولان اور محبوبان حضرت شیخ سے ہوئے اور کتاب فوایدالفواد بعد اسکے
اپنے قلم سے لکھی اور ملفوظات شیخ کی جمع فرمائی یہ کتاب اہل اللہ کی مونس جان اور ہادی
راہ ہی چنانچہ بارہا حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے کاش نسخہ
فوایدالفواد میرے نام سے منسوب ہوتا تو مین تمام تصانیف اپنی بنام خواجہ حسن کے
نامزد کرتا۔ بعد توبہ کے ایک غزل خواجہ حسن نے لکھی جسکا مقطع ہم اس مقام پر لکھتے ہین شعر

اے حسن توبہ آنگہے کردی کہ ترا طاقت گناہ نماند

کتاب خیر المجالس مین حضرت چراغ دہلوی سے منقول ہی کہ حضرت کمال الدین و حضرت شیخ فخر الدین زرادی اوایل مین جبکہ تعلیم علم کی حاصل فرماتے تھے حضرت سلطان المشائخ کے معتقد نہ تھے بارے حضرت کمال الدین تو اولاً معتقد و مرید ہوگئے تب شیخ فخر الدین زرادی نے جو کہ نہایت عالم اور فقیہ تھے مولانا کمال الدین سے کہا کہ یہ طایفہ مشایخ اکثر جاہل ہوتے ہین اور اپنے کھانے کمانے کے واسطے یہ سلسلہ جاری کرتے ہین اور مفت خوار اور دروغ گو ہین اور اپنے آپ کو صاحب کرامت مشہور کرتے ہین مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ آپ ایک روز حضرت شیخ المشایخ کی خدمت مین تشریف لے چلیے تو آپ کو معلوم ہوجاوے کہ حضرت شیخ کس رتبہ کے آدمی ہین مولانا فخر الدین نے کہا کہ کیا فائدہ ہی جو مین جاؤن الغرض شیخ کمال الدین نے بہت کچھ ان سے کہا تب وہ ایک روز حضور مین محبوب الٰہی کے حاضر ہوئے حضرت کا روے مبارک دیکھکر اور تقریر سنکر متحیر ہوگئے اور پھر واپس آکر شیخ کمال الدین سے کہا کہ ایک مرتبہ مجکو پھر وہان لے چلو پھر دوبارہ جاکر فوراً حضرت کے قدمون پر گر پڑے آپ نے دست مبارک سے انکا سر اٹھایا اور مولانا نے دست بعیت دست مبارک شیخ مین دیا اور مرید ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ پھر کس درجہ کے معتقد و منقاد ہوئے کہ بیان سے باہر مولانا فخر الدین زرادی قصبہ سامانہ کے رہنے والے تھے جب حضرت کے مریدون مین داخل ہوگئے تو دہلی سے زمانہ دراز تک مکان کو تشریف نہ لیگئے مولانا کی والدہ نے آپ کی نسبت شادی کی برادری کی ایک لڑکی سے کی تھی ہنوز نکاح نہین ہوا تھا آپ کی والدہ نے کئی خطوط طلب مین لکھے کہ لڑکی نامزد شدہ نا کتخدا بیٹھی ہے

اسکے رشتہ دار متقاضی نکاح ہین تم آکر نکاح کرلو مولانا فخر الدین نے والدہ کو لکھ بھیجا
کہ مین اب خادم شیخ نظام الدین اولیاء کا ہون نکاح نہین کرنا چاہتا آپ کی والدہ نے
پھر یہ لکھا کہ اگر تو میرا کہنا نہین مانتا اور نہین آتا ہی اور نکاح نہین کرتا ہی تو مین تجکو اپنا دودھ نہین
بخشنے کی۔ یہ قصہ بذریعہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس کے گوش
مبارک تک پہونچا حضرت نے فرمایا کہ اے مولانا فخر الدین تمکو خواہش نکاح کی ہی کہ نہین
آپ نے جواب دیا کہ نہین۔ پھر دریافت فرمایا کہ اُس دختر کے ساتھ جو تمکو منسوب ہوئی ہی
اُس سے نکاح کرنا نہین چاہتے ہو یا ارادہ نکاح کسی اور کے ساتھ بھی نہین ہی جواب دیا
کہ اے جناب انشاء اللہ تعالی میرا مصمم ارادہ ہی کہ تا بہ حیات کبھی نکاح نہین کرونگا۔ تب
آنجناب نے فرمایا کہ تم والدہ کی خدمت مین حاضر ہو میری جانب سے سلام دعا کہنا اور
یہ جانماز اُنکو دینا وہ تم سے رضامند ہونگی پس مولانا فخر الدین وہ جانماز لیکر روانہ وطن
ہوئے اور اپنی والدہ کی خدمت مین پہونچکر حضرت کا سلام عرض کیا و ہدیہ و تبرک یعنے
جانماز والدہ کے روبرو پیش کیا اُنکی والدہ نے وضو فرماکر اُس جانماز پر جب دوگانہ نماز ادا
کی تو بعد فراغ نماز فرمایا کہ بیٹا مین تم سے رضامند ہون اور اب مین نہین چاہتی کہ تو شادی
کرے اور حضرت شیخ کی خدمت مین جا اور میرا سلام ادا کر شیخ نے تجکو اور مجکو مالا مال کردیا
مولانا والدہ سے رخصت ہو کر شاداں و فرحان حاضر ہوئے۔ کتاب روضۂ صفا
مین بحوالہ کتاب گلشن اولیاء مرقوم ہی کہ ایک مرید حضرت کا اکثر محبوب الٰہی سے یہ دریافت
کیا کرتا تھا کہ پیری کیا چیز ہی اور مریدی کیا شی ہی آپ اسکا کچھ جواب اُسکو نہین دیتے تھے
ایک روز آپ نے فرمایا کہ تم جانب غرب سفر کرو بحکم پیر و مرشد اُسنے سفر اختیار کیا جب وہ
لاہور پہونچا والی لاہور نے اُسکی آمد کی خبر پاکر اپنے روبرو بُلایا اور ایک سو اشرفی اُسکو

دین اور کہا کہ یہ اشرفی محبوب الٰہی کو میری طرف سے نذر کرنا وہ اشرفیاں لیکر وارد دہلی
ہوا اثنائے راہ مین ایک عورت فاحشہ کو اُس نے دیکھا کہ نہایت حسین اور صاحب جمال تھی یہ
اُسپر وہ فریفتہ اور عاشق ہوگیا اور اُس سے طالب وصال ہوا اُس عورت نے کہا کہ جو کوئی
اولاً اسقدر اشرفیاں لاکر رکھے تب میرے ساتھ ہم بستر ہو اُس مرید نے وہ اشرفیاں ہمیانی
سے کھول کر رکھدین اور ارادہ فسق کیا اور وہ عورت بھی رضامند ہوگئی ناگاہ ایک طمانچہ
عالم غیب سے اُسکے منھ پر اس زور کا فوراً لگا کہ وہ مرد بیہوش ہوکر فوراً گر پڑا عورت متحیر ہوگئی
جب کچھ دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا عورت نے یہ ماجرا اُس سے دریافت کیا اس نے کہا کہ
یہ تنبیہ میرے پیر و مرشد کی طرف سے مجکو ہوئی اُسوقت اُس عورت و مرد نے توبہ کی اور
روانہ ہوکر دہلی شریف مین خدمت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہوکر قدمبوس ہوئے
اور اُس مرید نے اشرفیاں پیش کین شیخ نے وہ سب اشرفیاں اُسی مرد کو بخشدین اور
اُس عورت کا نکاح اُس مرد سے باندھا بعد ازان فرمایا کہ مریدی وہ تھی کہ میرے حکم کی
تو نے تعمیل کی اور پیری یہ تھی کہ مین نے تیرا دامن گناہ سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ کتاب
سفینۃ الاولیا مولفہ شاہزادہ داراشکوہ مین مذکور ہے کہ ایک روز حضرت محبوب
الٰہی کو بعد وضو کے ریش مبارک مین کنگھا کرنے کی ضرورت ہوئی کوئی خادم قریب نہ تھا
کنگھا طاق مین دور رکھا ہوا تھا آپ نے اشارہ فرمایا کنگھا طاق سے اوڑکر آپ کے ہاتھ
مین آگیا۔ الغرض حضور کے خوارق عادات اور کمالات اسقدر ہین کہ عمرہا ہی اُنکے لکھنے
کو مکتفی نہین۔ اب ہم تھوڑا سا بیان آپ کے خلق اور مروت کا کرتے ہین۔

بیان آپ کے اخلاق اور مروت کا

نقل ہے کہ ایک روز خواجہ عطاء اللہ کے بھائی جو نواسہ حضرت شیخ قطب الدین

متوکل رحمۃ اللہ علیہ گئے تھے اور وہ مرد بیباک لاابالی تھے حضرت محبوب الٰہی
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے دوات اور قلم اور کاغذ سادہ حضور کے روبرو
پیش کیا اور کہا کہ ایک رقعہ فلان ملک کو لکھ دیجیے کہ وہ مجکو کچھ عطا کرے حضرت شیخ نے
فرمایا کہ مین نے اُس ملک کو نہین دیکھا ہی مین اُسکو رقعہ نہین لکھ سکتا ہون یہ سنکر اُنھون نے
کلمات سخت اور درشت کہنا شروع کیے اور کہا کہ تم ہمارے دادا کے مرید ہوکر اور ہمارے
خاندان سے نعمت کثیر حاصل کرکے کفران نعمت کرتے ہو اور ایک رقعہ نہین لکھتے ہو
آپ کی کیا شیخی ہی اور دوات زمین پر پھینک دی اور چلدیے فی الفور حضرت شیخ نے اُنکا دامن
پکڑ لیا اور فرمایا کہ ملال نہین کرنا چاہیے صفائی کر لیجیے۔ بعد اسکے بہت سے روپیہ اُنکے روبرو
پیش کیے اور اُنکو خوشنود اور رضامند کرکے رخصت فرمایا نقل ہی کہ ایک مرد چھجو نامی متصل قلعہ
غیاث پور کے رہتا تھا اور بلا سبب اور بے وجہ حضرت محبوب الٰہی سے عداوت رکھتا
تھا اور ہمیشہ آپ کو تکلیف و رنج پہونچانے کی فکر مین رہتا اتفاق سے جب اُسکا انتقال ہوا
حضرت شیخ اُسکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور نماز پڑھ کر چھجو متوفی کی قبر پر کھڑے ہوئے اور
دعا فرمائی کہ بار خدایا اس متوفی نے جو کچھ میری نسبت کہا یا خیال بد کیا مین نے اُسکو معاف
کیا میرے سبب سے اُسکو عذاب نہ فرما اور اسکو بخشدے سیر العارفین مین ایک نقل
خواجہ حسن سنجری سے منقول ہی کہ ایک شخص تعلیم دینے والے جنکا نام شمس الدین تھا اور وہ
بزازی کرتے تھے حضرت محبوب الٰہی سے اعتقاد نہین رکھتے تھے بلکہ حضرت کی شان
مین کلمات گستاخانہ اور بے ادبانہ ہمیشہ زبان سے نکلتے ایک روز یہ شمس الدین اپنے
یارون کے ساتھ موضع افغان پور کے نزدیک بوقت قریب نماز عصر کے جارہے تھے
جب دریا کے کنارہ پر پہونچے وہان سبزہ زار دیکھ کر اُنھون نے اُس موضع سے شراب

منگوائی اور چاہا کہ شراب نوشی میں مشغول ہوں حضرت شیخ المشائخ محبوب الٰہی کی شکل
آپ کے سامنے نظر آئی کہ آپ وہاں کھڑے ہیں اور اشارہ انگشت سے منع فرماتے ہیں
کہ شراب نہ پینا چاہیے جب شمس الدین نے یہ واقعہ دیکھا شراب مع برتن کے پانی
میں پھینک دی اور اسی وقت وضو کر کے خانقاہ شریف میں خدمت میں محبوب الٰہی
کے حاضر ہوئے اور سر قدموں پر آپ کے رکھدیا۔ حضرت نے زبان مبارک سے فرمایا
کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سعادت نصیب فرماتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح باز آتا ہے اور اسی
وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے دوسرے دن تمام مال و اسباب جو کچھ انکی ملکیت
تھا وہ شمس الدین نے درویشان خانقاہ شیخ کی نذر کر دیا اور یکبارگی ترک اور تجرید اختیار
کی حضرت نصیر الملۃ والدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں
محبوب الٰہی سے رخصت ہو کر خطۂ اودھ کی طرف جاتا تھا ایک قصبہ میں مضافات اودھ
سے میں نے خواجہ شمس الدین کو دیکھا کہ وہ جامہ جسمیں پیوند در پیوند تھے پہنے ہوئے
اور ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک ہانڈی مٹی کی اور ایک رسی اُس میں بندھی ہوئی ہاتھ میں
لٹکائے ہوئے اور ایک فقیر اور اُنکے ساتھ ہے ملک بہار کی طرف جاتے ہیں جب میں نے
اس حال میں دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا حال ہے جواب دیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بہ برکت شیخ
نظام الدین اولیا خوش و خرم ہوں عنایت شیخ سے اللہ تعالیٰ نے دروازے حرمت
اور سعادت کے مجھپر کھول دیے حضرت چراغ دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے پاس ابریق
چرمی پانی پینے کے لیے تھی میں نے کہا کہ آپ اسکو لے لیجیے تو بہتر ہے جواب دیا کہ میں
اکثر مسجدوں میں جماعت کی نماز پڑھنے کے لیے فرد کش ہوتا ہوں لوگ اس مٹی کی ہانڈی
اور پیالہ کو ناچیز جانکر نہیں لیتے ہیں اور جب یہ ابریق چرمی ہوگا تو شاید کسی کی نگاہ پڑی

اور مع دامن گیر ہو آپ معاف فرمایئے اور میرا ہاتھ چوما اور مجھ سے دعا چاہی اور جدا ہو گئے
اب ہم حضرت کے کرامات و خوارق عادات کو جو بیشمار ہین لکھنا ختم کرتے ہین حضرت کے
بعض خلفاء کے نام نامی بھی لکھین گے - اگرچہ حضرت سلطان المشائخ کے اسقدر مرید و
خلیفہ ہوئے کہ بیان سے باہر ہین مگر ہم یہان چند نام خلفاء عظام حضرت کے لکھنا پسند کرتے
ہین -

اسماء خلفاء گرامی حضرت محبوب الٰہی

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی جنکا دہلی مین مزار ہے شیخ اخی سراج الدین
عثمان بدایونی بعدہ اودھی جو بنگالہ مین مدفون ہین شیخ قطب الدین منور پسر شیخ
برہان الدین - شیخ حسام الدین ملتانی - مولانا جمال الدین نصرت جمالی
مولانا فخر الدین فیروزی - مولانا ابوبکر مندردی - مولانا فخر الدین ثانی -
مولانا علم الدین نیلی - مولانا برہان الدین غریب - مولانا وجیہ الدین یوسف
مولانا شہاب الدین امام - مولانا شیخ محمد محی الدین کاشانی - مولانا
وجیہ الدین پایلی - مولانا فصیح الدین - مولانا شمس الدین یحییٰ - خواجہ
کریم الدین سمرقندی - شیخ جمال الدین - شیخ جلال الدین اودھی مولانا
کمال الدین یعقوب - قاضی شرف الدین - مولانا بہاء الدین شیخ مبارک
خواجہ فخر الدین - خواجہ ضیاء الدین برنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی شیخ تاج الدین
دادری - مولانا سعید الدین انصاری - خواجہ شمس الدین خواہرزادہ امیر خسرو
نظام الدین شیرازی - خواجہ سالار - شیخ فرید الدین میرٹھی شیخ علاء الدین
انلیٹھی - شیخ شہاب الدین گنوری - مولانا مجیب الدین ملتانی - مولانا

صدر الدین نوارد۔ شیخ رکن الدین چنبری۔ شیخ عبد الرحمن سارنگ پوری۔
حاجی احمد بدایونی۔ شیخ لطیف الدین۔ شیخ نجم الدین محبوب شمس الدین
دہاری۔ خواجہ یوسف بدایونی۔ شیخ سراج الدین حافظ۔ قاضی شادعلی۔
مولانا قواسم الدین یکدانہ۔ مولانا برہان الدین صابری۔ مولانا جمال الدین
اودھی۔ شیخ نظام الدین ابن قاضی عبد الکریم قدردانی۔ قاضی قواسم الدین نود کلی
مولانا علی شاہ جاندار۔ خواجہ تقی الدین خواہرزادہ سلطان المشائخ۔ سید محمد کرمانی۔
سید یوسف حسینی۔ مولانا حمید شاعر قلندر۔ خواجہ امیر خسرو دہلوی امیر حسن
علاء سنجری۔ قاضی فخر الدین المحوری۔ الغرض اگر ہم آپ کے مریدان اور خلفاء کے
نام نامی اس کتاب میں تمام وکمال لکھنے کا قصد کریں تو شاید یہ کتاب ہماری عمر میں تمام نہ ہو
ہم نے تبرکاً وتیمناً تھوڑے سے نام نامی لکھدیے۔

بیان اُستادان حضرت محبوب الٰہی

حضرت نے خواجہ شادی مقری بدایونی سے ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھا تھا کہ خود
فوائد الفواد میں فرماتے ہیں کہ بہ برکت خواجہ شادی علیہ الرحمۃ کے مجکو تمام قرآن شریف
حفظ ہو گیا اور باقی زیادہ کتب مولانا سید علاء الدین اصولی سے پڑھیں اور کتاب
جامع جہاں نما میں درج ہو کہ کتاب مشارق الانوار حدیث کی سند آپ نے مولانا
کمال الدین سے اور انھون نے مولانا برہان الدین سے اور انھون نے خود
حضرت مولانا رضی الدین بدایونی مولف مشارق الانوار سے حاصل فرمائی تھی۔
اور پھر بہ مقام دہلی جاکر تکمیل علوم خواجہ شمس الدین خوارزمی جنکا تذکرہ ہم پیشتر کر چکے ہیں
فرمائی اور پھر حضرت فرید الملۃ والدین بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند پارے

کلام اللہ شریف کے یاد فرمائے اور کچھ اور کتابین بھی پڑھین۔

بیان آپ کی بیماری اور انتقال فرمانے کا اس عالم فانی سے بعالم جاودانی

جب حضرت شیخ المشائخ نظام الملتہ والدین قدس سرہ العزیز کی عمر شریف قریب چورانوے سال کے پہونچی آٹھ مہینے سے حضرت کو بول وبراز نہین ہوتا تھا ایک روز آپ نے خواجہ اقبال اپنے خادم کو روبرو بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ اسباب نقد وجنس ہماری ملکیت سے ہو وہ سب حاضر لاؤ کہ ہم مستحقین کو تقسیم کردین خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ جو نقد اور فتوح اور اسباب آتا ہی دوسرے روز نہین رہتا ہی اُسی روز صرف ہو جاتا ہی مگر چند ہزار من غلہ کا انبار کہ جو خرچ لنگر مین ہوتا ہی شیخ نے فرمایا کہ اُسکو کس واسطے رکھا ہی اُسکو بھی جلد باہر نکالو اور مستحقین کو دیدو بعد ازان گٹھری کپڑون کی آپ نے طلب کی ایک دستار اپنی اور پیراہن اور مصلا مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور انکو جانب دکھن رخصت کیا اور ایک دستار وپیراہن مع مصلا شیخ یعقوب کو عطا فرمایا اور انکو جانب گجرات بھیجا اور ایک دستار وپیراہن مع مصلا مولانا شہاب الدین امام کو عطا کیا اور ایک دستار ومصلا مع پیرہن مولانا جمال الدین خوارزمی کو عطا فرمایا اور ایک دستار وپیراہن مولانا شمس الدین نخشبی کو عطا فرمایا۔ الغرض کوئی پارچہ بقچہ یعنے گٹھری مین نہین رہا اس بخشش کے وقت حضرت شیخ المشائخ نصیر الملتہ والدین محمود حاضر تھے اُنھون نے کچھ نہین کہا لوگ جو حاضر تھے وہ بہت متحیر ہوئے کہ حضرت نے شیخ نصیر الدین کو کچھ عطا نہ فرمایا بعد نماز ظہر یوم چہارشنبہ کو شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ العزیز کو طلب فرمایا اُسوقت خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبی جو کچھ حضرت شیخ المشائخ فرید الملتہ والدین قدس

سرہ العزیز اپنے پیر و مرشد سے حضرت محبوب الٰہی نے پایا تھا وہ سب نصیر الدین محمود
کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ تم کو یہین شہر دہلی مین رہنا چاہیے اور زمانہ کے جور و جفا پر صبر کرنا چاہیے
نماز عصر کی آپ نے ادا کی ہنوز نماز مغرب کا وقت نہین ہوا تھا کہ مابین نماز عصر و مغرب کے
بروز چہارشنبہ ستر۱۷ہ ماہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری حضرت نے انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ قبر شریف آپ کی بمقام دہلی غیاث پور مین ہوئی حضرت
امیر خسرو علیہ الرحمۃ اُس وقت ملک بنگالہ* مین تھے جب خبر وفات شیخ کی خسرو علیہ الرحمۃ
کو پہونچی تو گریہ و زاری کرتے ہوئے مزار شریف پر حاضر ہوئے اپنا مُنھ مزار پر ملتے تھے
اور زار زار روتے تھے اور سیاہ کپڑے پہن کر مزار شریف پر بیٹھے رہے اور اسی رنج و الم
مین بعد چھ مہینے کے بروز چہارشنبہ بماہ شوال ۷۲۵ھ ہجری رحلت فرمائی اور پائین مزار حضرت
محبوب الٰہی کے مدفون ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے قریب وفات دو وصیتین کی
تھین۔ اول یہ کہ میرے جنازہ کی نماز شیخ رکن الدین پڑھاوین۔ دوم یہ کہ جنازہ سے آگے
قوال گاتے چلین۔ ناگاہ شیخ رکن الدین ملتان سے دہلی شریف مین آئے اور نماز جنازہ
کی پڑھائی جب قوالون نے چاہا کہ ہم گاتے ہوئے چلین تو شیخ رکن الدین نے منع
فرمایا اور کہا کہ اسمین فتنہ قایم ہوگا اور بعض لوگ روایت کرتے ہین کہ قوالون نے جنازہ
کے ساتھ گانا شروع کیا کہ فوراً جنازہ شیخ کا جنبش مین آیا اُسوقت لوگون نے قوالی موقوف
کی۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار مین تحریر فرماتے ہین کہ جب
حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کو قبر مین رکھا اُسوقت وہ خرقہ کہ جو حضرت شیخ

* لیکن بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ امیر خسرو اُسوقت موجود تھے اور جب جنازہ کے سامنے یہ غزل
گائی جاتی تھی۔ اے تماشا گاہ عالم روے تو + تو کجا بہر تماشا میروی + تو دست مقدس حضرت محبوب الٰہی کا جنازہ سے باہر نکلا اُسوقت
امیر خسرو نے منع کیا تھا کہ "ساکت باشید دگرنہ ہمین زمان مخدوم از جنازہ برآید و رقص کنند و فتنہ قایم شود"

فرید الدین شکر گنج قدس سرہ العزیز سے حضرت کو ملا تھا آپ کے جسم پاک پر ڈالا گیا اور مصلا شیخ موصوف کا آپ کے سر مبارک کے تلے رکھا آپ کے ملفوظات جس کسی کو دیکھنا ہون وہ کتب ہاے فوائد الفواد اور راحت المحبین وغیرہ کو ملاحظہ فرمائے آپ فرماتے تھے کہ روز قیامت کو بعض لوگ گروہ درویشان سے درمیان فرقہ چورون کے کھڑے کیے جاوینگے تب وہ لوگ کہینگے کہ ہم نے چوری نہین کی ہے جواب ملیگا کہ جامہ مردون کا تم نے پہنا اُسپر عمل نہین کیا بالآخر بہ شفاعت اپنے پیر و مرشدون کے وہ نجات پائینگے الغرض آپ کے کمالات اور کرامات بہت ہین اگر ہم لکھتے تو یہ کتاب ہم سے اتمام کو نہ پہونچتی ہم نے تبرکاً و تیمناً اسی قدر لکھکر اکتفا کی۔ مقبرۂ آپ کا دہلی مین بمقام غیاث پور ہے تاریخ وفات آپ کی دیوار مسجد پر جو سلطان علاء الدین خلجی نے تعمیر کی تھی اس طور پر درج ہے۔

تاریخ وفات

نظام دو گیتی شہ ما و طین	سراج دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

ایک دوسری تاریخ بھی آپ کی وفات کی مندرجہ ذیل ہے۔

تاریخ وفات

انتظام زمان و اہل زمین	شیخ عالی نسب نظام الدین
نود و چار سال عمرش بود	کان زمان شد بحضرت معبود
چارشنبہ بخلد نقل نمود	ہجدہم از ربیع اوّل بود
سال ترحیل آن ستودہ شیم	زد خرد زبدۂ بہشت رقم ۷۲۵

مقبرہ شیخ کا بعد وفات آنکی دو سو سال سے زیادہ تک بطور مجحر کے تھا عہد اکبر شاہ بادشاہ مین سید فریدون خان نے ۹۹۱ھ ہجری مین گرد مزار شریف کے ستون استادہ کیے اور گنبد تعمیر کیا اور لوح سنگین پر کلمہ طیبہ اور یہ چند اشعار تاریخ تعمیر اُس گنبد کے لکھ کر نصب کیے۔

تاریخ تعمیر گنبد

شکر کہ در روضۂ حضرتِ غوث الانام	از پئے تعمیر شد خان فلک احتشام
مہر نسب را شرف اوج شرف را شہاب	سید عالی نسب مہر فلک احترام
بانی او ہاشمی ساعی او ہاشمی	آنکہ بہ دوران شان ہست سخن را نظام
از پے تاریخ آن چون متفکر شدم	کلک خرد زد رقم قبلہ گہ خاص و عام ۹۹۱
روے بدرگاہ داد آر فریدون بصدق	شاید از الطاف پیر کار تو گردد نظام

بعد سینتالیس برس کے تعمیر گنبد مذکور سے عہد جہانگیر بادشاہ مین ۱۰۳۸ھ ہجری مین فرید خان المخاطب بہ مرتضیٰ خان حسینی نے فرید آباد کو آباد کیا تھا ایک چھپر کھٹ بہت نفیس اور لطیف سیپی کا مزار مبارک پر رکھا اور یہ اشعار تاریخی اُسپر مرقوم کیے۔

شیخ دہلی نظام را دو فرید	کار دنیا و دین مہیا کرد
یک فریدش مقام فانی داد	یک فریدش مقام احیا کرد
مرتضیٰ خان فراز مرقد او	قبہ چون سپہر برپا کرد
ابر فیروزی از جہان برخاست	دُر یک دانہ در صدف جاکرد
بر جہان کعبہ مربع او	چار در از چہار جا واکرد
عرش گنہ مرقد مبارک او	بر زمین کار عرش اعلیٰ کرد

عرش دریاے چارقایہ اش	چار تکبیر بے محابا کرد
ہر کہ رخ از مقام او تابید	پشت بر کعبۂ معلی کرد
وانکہ رو در سجود او آورد	رخ چو آئینۂ مصفا کرد
خاکروب مقامش ار باشی	می توان کار صد مسیحا کرد
سال تاریخ این بنا جستم	قبۂ شیخ عقل القا کرد
قدر بانی او رفیع کناد	آنکہ این ہفت سقف خضرا کرد ۱۰۱۷

عہد شاہجہان بادشاہ ۱۰۶۳ھ ہجری مین خلیل اللہ خان نے گرد مزار شریف کے غلام گردش سنگ سرخ سے تعمیر کی دروازہ سمت جنوبی پر یہ عبارت کندہ ہے

در عہد اعلی حضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران ابو الحسینی نعمت اللہی کہ حاکم شاہجہان آباد دہلی بود این ایوان را بر دور روضہ متبرک مرتب نمود

عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی نے کہ جو حضرت سے بہت اعتقاد رکھتا تھا ۱۱۶۹ھ ہجری مین چند شعر بزبان اردو کہکر سنگ مرمر پر کندہ کیے اور اندرون گنبد بائین طرف وہ پتھر چسپان ہے

ذکر شریف خواجہ اخی سراج الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سراج الدین اخی کا وطن بدایون تھا اور یہی شہر آپ کا مولد و مسکن تھا حضرت مرید اور خلیفہ حضرت شیخ المشایخ نظام الدین اولیا بدایونی کے ہین آپ اخی سراج الدین بدایونی و بعدہ اودھی کے نام سے موسوم اور بزمرۂ اولیا درج ہین چنانچہ کتاب خزینۃ الاصفیا مین آپ کے حالات مین لکھا ہے کہ شیخ اخی سراج الدین بدایونی قدس سرہ العزیز مشاہیر خلفاء سلطان المشایخ محبوب الٰہی سے ہین شیخ موصوف شروع

جوانی مین کہ ہنوز داڑھی سونچھ کا آغاز نہین ہوا تھا ارادتاً خدمت مین حضرت نظام الملتہ والدین
حضرت محبوب الہی کے بدایون سے دہلی روانہ ہوکر حاضر ہوئے لیکن اسوقت تک علوم
ظاہری و باطنی سے آپ کو کچھ نہین آتا تھا محض اُمّی تھے حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ
نے آپ کو دیکھ کر شیخ فخر الدین زرادی قدس سرہ العزیز سے جو اُسوقت موجود تھے
فرمایا کہ یہ جوان خوبصورت اور مرغوب الطبع ہی کیا کیا جاوے الاعلم نہین رکھتا ناخواندہ ہی اور
زاہد بے علم مسخرہ اور شیطان ہوتا ہی مولانا فخر الدین نے جب نظر عنایت شیخ الشیوخ
رحمۃ اللہ علیہ جانب سراج الدین کے دیکھی تو عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مین چند روز اس
جوان کو اپنی صحبت مین رکھون اور تعلیم علم کی دون۔ بہ لطف وکرم شیخ یعنے آنجناب کے تعلیم
پا جائیگا فرمایا بہت مناسب ہی پس مولانا فخر الدین زرادی شیخ سراج الدین کو
اپنے مکان پر لے آئے اور تعلیم اور مشغولیت مین مصروف کیا عرصہ چھ ماہ مین شیخ سراج
الدین اس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ کسی دانشمند کو یہ مجال نہ تھی کہ اُنسے بحث کرے بعدہ بہ
شرف بیعت مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت عطا فرماکر روانہ بہ سمت بنگالہ فرمایا اور حضرت
سلطان المشائخ محبوب الہی فرماتے تھے کہ یہ آئینہ ہندوستان ہی تاریخ فرشتہ مین بہ ذکر
نصیر الدین چراغ دہلوی مرقوم ہی کہ شیخ اخی سراج پروانہ مریدان حضرت چراغ دہلوی
سے تھے وہ اگرچہ نظام الدین اولیاء سے ارادت کامل رکھتے تھے اور تربیت بھی آنجناب
سے پائی اور خدمت سلطان المشائخ سے رخصت ہوکر بمقام بنگالہ تشریف لے گئے لیکن
بعد انتقال سلطان الاولیاء قدس سرہ العزیز کے بیعت دوبارہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی
خلیفہ اعظم محبوب الہی سے فرمائی اور درجہ کمال پر پہونچے اور خرقہ خلافت بنگالہ کا پایا
نقل ہی کہ جب حضرت شیخ نصیر الدین نے شیخ اخی کو روانہ بنگالہ فرمایا اُسوقت شیخ

اخی سراج نے عرض کیا کہ ممالک بنگالہ مین ایک مرد بزرگ شیخ علاء الدین تل تشریف رکھتے ہین اور خلق اُنسے رجوع رکھتی ہے بس مجکو وہان روانہ فرمانے سے کیا فایدہ اُسوقت مولانا شیخ برہان الدین قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت سلطان الاولیاء کے موجود تھے اُنھون نے بزبان ہندی فرمایا کہ تم اوپر وسے تل یعنے تم اوپر اور وہ نیچے جب شیخ اخی بنگالہ تشریف لے گئے تو ایک روز واسطے ملاقات کے شیخ علاء الدین کے پاس گئے چونکہ شیخ علاء الدین تل آپ کی تشریف آوری ملک بنگالہ سے ناخوش تھے جب خبر آپ کے تشریف لانے کی بغرض ملاقات سُنی تو چارپائی پر مربع ہو بیٹھے یعنے پالتھی مارکر شان وشوکت سے جب شیخ آئے تو سلام علیک شیخ اخی سراج نے کی لیکن شیخ علاء الدین نے تواضع نہ فرمائی اور بیٹھے رہے شیخ اخی سراج الدین چارپائی کے نیچے بیٹھ گئے اور کشادہ پیشانی سے تمام گفتگو معرفت کی شروع کی واللہ اعلم بالصواب کہ شیخ علاء الدین کو کیا مشاہدہ ہوا کہ یکایک چارپائی سے نیچے اوتر پڑے اور شیخ اخی کو بمنت والحاح سرہانے بٹھایا اور خود مرید شیخ اخی کے ہوئے حضرت شیخ اخی کے فضایل بہت ہین ہم نے کچھ تھوڑا سا حال بوجہ بدایونی ہونے کے لکھدیا ۷۵۸ھ ہجری مین آپ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا تاریخ وفات آپ کی خزینۃ الاصفیا مین اس طرح سے درج ہے۔

تاریخ وفات

چون سراج الدین شد از دنیای دون	سال وصل آن شہ والا مکان
عارف امجد سراج الدین بگو ۷۵۸	سالک محرم سراج الدین بخوان

مقام لکھنوتی ملک بنگالہ مین آپ کا مزار شریف ہے آپ اپنے ساتھ تبرکات وغیرہ یعنی پیرہن

خرقہ وغیرہ حضرت سلطان المشائخ ودیگر بزرگان چشت کے بنگالہ کو لیے گئے تھے وہ حسب وصیت آپ کے بوقت وفات آپ کے سرہانے علیحدہ دفن کیے گئے اور آپ کا مزار اُسکے پائین ہوا آپ کی عمر زیادہ ہوئی اور آپ کچھ دنون اودھ مین بھی رہے آپ سے سلسلہ بہت جاری ہوا اور بہت سے اولیا آپ کے سلسلہ مین ہوئے آپکا مزار زیارت گاہ خاص وعام بنگالہ مین ہی فیض عام جاری ہی فوایدالفواد مین مولانا سراج الدین حافظ بدایونی کا جو ذکر ہی وہ ان ہی بزرگ سے مراد معلوم ہوتی ہی۔

ذکر شریف حضرت پیر بودلہ واحمد بودلہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ دونون حضرت یعنے پیر بودلہ واحمد بودلہ معاصرین حضرت سلطان العارفین قدس سرہ سے ہین کسی کتاب سیر سے حالات مفصل ہمکو معلوم نہین ہوئے مگر یہ تحقیق ہی کہ یہ دونون بزرگ متقدمین اولیاء سے ہین مزارات دونون کے بمقام بدایون ہین جو مقام بنام تکیہ پیر بودلہ مشہور بہ محلہ چودہری گنج متصل جدید بازار کارسکل گنج کے ہی ہر دو مزار شریف کا چبوترہ بنا ہوا ہی مشہور ہی کہ جانب غرب جو اول قبر ہی وہ احمد بودلہ کی اور دوسری قبر پیر بودلہ کی ہی ایک فقیر کا تکیہ وہان پر ہی اور کچھ اراضی معافی کا کھیت متعلق زیارت شریف کے اُس فقیر کے قبضہ مین ہی اور کچھ حالات آپ کے دریافت نہین ہوئے۔

ذکر شریف شیخ جلال الدین کاسی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال الدین کاسی متوطن بدایون قوم افاغنہ سے تھے عہد سلطان شیر شاہ مین سرفرازی رکھتے تھے اور ہمیشہ سے شیخ شاہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جنکا مزار بانگرمؤ مین ہی ارادت کامل رکھتے تھے جب افغانون کی حکومت کو زوال ہوا اور سلطنت ہندوستان سلاطین تیموریہ

کے ہاتھ مین آئی شیخ جلال نے ترک دنیا کی اور خدمت مین اپنے مرشد و ہادی شاہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہوئے الا کچھ فیض باطنی حاصل نہوا شیخ شاہ محمد نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین کشاد کار تیرا حضرت شیخ بدر الدین شاہ ولایت صاحب بدایونی کے آستانہ پر متعلق ہی چاہیے کہ روضہ حضرت شاہ بدر الدین شاہ ولایت صاحب پر حاضر ہو آخر الامر بحکم اپنے شیخ کے شیخ جلال بدایون پہونچے اور جاروب کشی روضۂ مبارک حضرت بدر الدین صاحب کی کرنا شروع کی یہان تک کہ اُنکو فیض روحانی حضرت شاہ ولایت صاحب سے حاصل ہوا حضرت جلال الدین مرقد مبارک شاہ ولایت صاحب پر نصف شب تک قرآن شریف پڑھنے مین مصروف رہا کرتے تھے ایک روز روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ جلال بدر الدین شاہ ولایت و بدر الدین شاہ ولایت جلال یعنے بمصداق شعر حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے شعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	
	تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

پس اُس وقت سے حضرت شیخ جلال مرتبہ کمال کو پہونچ گئے اور شہرت عظیم پائی اور تمام اطراف و جوانب سے خلقت شیخ جلال کے پاس حاضر ہونے لگی نقل ہی کہ ایک شخص امام عیدگاہ شمسی بدایون کے تھے اور منبر عیدگاہ کا بہت بلند ہی سات آٹھ سیڑھیان اُسکی ہین چنانچہ اب تک وہ منبر موجود ہی قاضی شہر کو خطیب عیدگاہ سے رنج ہوگیا تھا قاضی نے چاہا کہ خطیب پر بروز عید یہ الزام عاید کرون کہ خلاف سنت نبوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بلند منبر پر چڑھتا ہی حالانکہ منبر نبوی تین درجہ سے

زیادہ نہ تھا لہذا خطیب مرتکب بدعت کا ہی جب رویت ہلال عید ہوئی خطیب بہت اندیشہ مین تھا کہ آج قاضی صاحب عید کی نماز کو آوین گے اور مجکو الزام لگاکر موقوف کرائین گے خطیب **جلال الدین** کاسی کی خدمت مین گیا اور صورت حال عرض کی شیخ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھہ مین نے اس قاضی کو موقوف کر دیا ہی۔ خطیب نے کہا کہ کل بروز عید وہ مستعد خصومت ہی۔ شیخ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی تم نماز کو آؤ جب صبح کو خطیب عیدگاہ مین آیا اور قاضی صاحب بھی مع خلق کے تشریف لائے ہنوز کوئی گفتگو نہین ہوئی تھی کہ ایک جادید قاضی دہلی سے مع سند کے آئے اور حکم معزولی قاضی صاحب سابق کا لائے عید کی نماز قاضی جدید نے پڑھائی اور خطیب سے کسی نے کچھ مواخذہ نہ کیا **نقل ہی** کہ آخر عمر مین ایک دن حضرت **شیخ جلال** کو یہ خیال ہوا کہ اگر میرے کوئی بیٹا ہوتا تو اُسکو بعد اپنی وفات کے اپنی جگہ پر قایم کرتا فوراً حضرت **شاہ بدرالدین** صاحب قدس سرہ العزیز سے مکاشفہ مین معلوم ہوا کہ حضرت **شاہ ولایت صاحب** فرماتے ہین کہ ایک لڑکا مین تجکو دیتا ہون تربیت اُسکی کرنا چاہیے اُسی زمانہ مین قصبہ رسولی ضلع بارہ بنکی واقع ملک اودھ کے ایک ہندو کا لڑکا دوازدہ سالہ قوم کایستھ سے جو نہایت حسین اور جمیل تھا تعلم سے کتاب گلستان پڑھتا تھا جب نعت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھی پوچھا یہ کون ہین اُستاد نے فضائل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے کہ یکایک نور اسلام نے اُسکے دل مین جگہ پکڑی اور کلمہ طیبہ زبان پر لایا اور مسلمان ہوا اُسکے قبیلہ کے آدمیون نے ہر چند اُسے سمجھایا الا اُس نے نہ مانا اور وطن سے سفر کیا اور خطہ بدایون مین پہونچا اور **شیخ جلال الدین** کے مکان پر آکر اُنکے معتقدین اور مریدان مین شامل ہوا شیخ نے بہ حکم روحانی **شیخ بدرالدین**

صاحب ولایت کے اسکا عبد اللہ نام رکھا اور بہ تلقین و ارشاد مرتبہ کمال کو پہونچایا شیخ عبد اللہ کو بھی روحانیت شیخ بدر الدین شاہ ولایت صاحب سے فیض حاصل ہوا جنکا ذکر ہم علیحدہ لکھین گے شیخ جلال الدین کاسی کی عادت تھی کہ آدھی رات تک آستانہ پاک حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب پر تلاوت کلام مجید کی فرماتے بعدہ عبادت نوافل مین مشغول ہوتے ازان بعد مکان کو واپس جاتے اسی طرح ایک رات موافق رسم مقررہ کے اپنے مکان کو جاتے تھے کہ اتفاقاً چورون نے راستہ مین گھیرا اور شیخ پر تیر لگائے اُن تیرون کے زخمون سے شیخ نے شہادت پائی مرقد مبارک درگاہ حضرت شیخ بدر الدین شاہ ولایت صاحب مین واقع ہے اور مقبرہ سرخیلان کا ہے ۱۰۱۳ھ ہجری آخر زمانہ سلطنت اکبر شاہ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ تاریخ وفات شیخ موصوف کی صاحب خزینۃ الاصفیا نے اس طور پر لکھی ہے

تاریخ وفات

چون جلال آن ولی اہل کمال	صورت سرو شد بہ باغ جنان
ہست شیخ زمانہ تاریخش	نیز مشتاق حق جلال بخوان

ذکر شریف جالدک سرخیل و خلدک سرخیل رحمۃ اللہ علیہ

متصل قبر حضرت شیخ جلال کاسی کے چند تعویذ زمین دوز جانب بائین شیخ جلال کے بنے ہوئے ہین ان حضرات کے مزارات کو جالدک سرخیل و خلدک سرخیل کہتے ہین یہ مشہور ہے کہ حضرت شاہ ولایت صاحب کے ہمعصر اور معتقدین تھے اور کچھ حال انکا راقم کو معلوم نہین ہے۔ اسی مقبرہ مین ایک پتھر تاریخ کا کندہ ہے جو حضرت جلال کاسی کے مزار سے جانب غرب دیوار مین لگا ہے نظم اُسکی موزون نہین ہے لہذا نہ لکھی گئی۔

ذکر شریف شیخ محمد جھنڈہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا اسم مبارک شیخ محمد ہے آپ شیوخ فاروقی بدایون سے ہین آپ کی کرامات مشہور ہین اور مقامات عالی آپ کے کتاب جامع السلاسل مین مذکور ہے کہ شیخ محمد جھنڈہ رہنے والے بدایون کے تھے اور مظہر عجائب و غرائب اور واقف اسرار الٰہی و امور غیبی تھے آپ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہین۔ لفظ جھنڈہ اس وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ منسوب ہوا کہ حالت وجد مین آپ کودتے تھے اور یہ بھی روایت مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے آپ کو خطاب جھنڈہ کا دیا تھا اب بدایون مین لوگ بجاے شاہ محمد جھنڈہ کے شاہ جھنڈہ کے نام سے کہتے ہین۔ راقم کو تاریخ وصال حضرت کی معلوم نہین ہوئی کہ کس سال مین آپ کا انتقال ہوا لیکن حضرت بدیع الدین شاہ مدار صاحب کا آٹھوین صدی ہجری کے آخر اور نوین صدی ہجری کے شروع مین تھا چنانچہ تاریخ وصال شاہ مدار صاحب کی لفظ ساکن بہشت ہے کہ ۸۳۸ھ ہجری ہوتے ہین پس اس اعتبار سے شیخ محمد جھنڈہ صاحب کو بھی اسی زمانہ مین خیال کرنا چاہیے مزار شریف آپ کا بدایون مین متصل تالاب جھنڈہ و کھر کے جو سڑک پختہ بریلی کو شہر سے جاتی ہے جانب شمال واقع ہے ایک مقبرہ بطور گنبد کے بنا ہوا ہے اُس کے اندر مزار شریف ہے اور بہت قبرستان گرداگرد ہین۔ حریم مزار شریف کی بنی ہوئی ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد بھی اندر حریم کے ہے اس پر ایک درخت نیب کا پرانا کھڑا ہے جس سے گنبد مسجد کا مخدوش ہو رہا ہے۔ سترہ جمادی الاول کو ہر سال ایک میلہ اور فاتحہ بروز قل حضرت شاہ مدار صاحب کے ہوتا ہے بہت سے بزرگان دین کے مزارات شریف آپ کے مزار کے قرب وجوار

ہیں ہیں چنانچہ مولوی محمد احسان اللہ صاحب مرحوم مغفور اور اُنکے صاحبزادہ
حافظ احمد حسن صاحب مرحوم بھی زیارت شریف شاہ جھنڈہ سے جانب شمال
آسودہ ہیں۔

ذکر شریف شیخ منہاج رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت بھی مریدان حضرت بدیع الدین صاحب شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں
جس زمانہ میں حضرت بدیع الدین شاہ مدار صاحب بدایون میں تشریف لائے
تھے تو درگاہ شریف حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب کے قریب عقب
منبر عیدگاہ شمسی کے مقیم ہوئے کہ وہاں اب بھی ایک چبوترہ چھوٹا سا پختہ گچ کا بنا ہوا ہی
شیخ منہاج اور شیخ محمد یہ دونوں صاحب آپ کے یعنے حضرت مدار صاحب کے
مرید ہوئے تھے شیخ منہاج نے اپنے پیر و مرشد کی بہت خدمت کی لیکن خرقہ خلافت
کرامت ظاہری و باطنی شیخ محمد جھنڈہ کو نصیب ہوئے اور یہ نقل اسوقت تک بدایون
میں مشہور ہی کہ پلیس کوٹ منہاج ہرے اور کرامات محمد جھنڈہ کو آپ کی
تاریخ وفات ہمکو معلوم نہیں لیکن مزار شریف آپ کا ایک اونچے ٹیلہ پر متصل اُس راستہ
کے ہی جو زیارت علی شہید صاحب سے جانب غرب قاضی حوض اور زیارت شریف
حضرت مولانا شاہ عین الحق مولوی عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جاتا ہی
اور اُس راستہ سے جانب جنوب جو قبرستان شیوخ عثمانی کے واقع ہیں اور وہاں اب
مزار کے متصل نیچے چبوترہ کے شیخ جمال الدین بن وجیہ الدین عثمانی نے باغ
لگایا ہی اگر مزار شریف کی حفاظت نہ کی گئی تو وہ منہدم ہو جائیگا کیونکہ وہاں سے مٹی کھودی
جاتی ہی جس سے قبر کے منہدم ہو جانے کا احتمال قوی ہی۔

ذکر شریف شیخ عبد اللہ عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد اللہ عارف باللہ بدایونی قوم ہنود سوروبج سے تھے اور نواحی سمانہ ملک پنجاب میں آپ کے آبا و اجداد کا مسکن تھا ایک روز ایام کم سنی میں بوستان کا سبق اپنے استاد سے پڑھتے تھے جب اس بیت کو پڑھا شعر۔

محال است سعدی کہ راہ صفا	تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

استاد سے پوچھا کہ اس بیت کے کیا معنی ہیں مجھے ہماری زبان میں سمجھائیے استاد نے کہا کہ تجکو اس شعر کے معنی سے کیا مطلب ہے فرمایا کہ جب تک اس شعر کے معنی آپ نہ بتائیں گے آگے سبق نہ پڑھوں گا استاد نے اس شعر کے معنی بتائے دریافت کیا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں انکے حالات بیان فرمائیے استاد نے کچھ تھوڑے سے حالات اخلاق و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے بمجرد سننے حالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتوفیق الٰہی جاذبہ ربانی گریبان گیر ہوا آپ نے کپڑے چاک کر ڈالے اور کلمۂ طیبہ پڑھا اور ایمان لائے۔ سبحان اللہ یَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ جب یہ خبر آپ کے والدین کو پہونچی ہر چند فہمائش کی کہ دین اسلام سے بیزار ہوں لیکن کچھ اثر نہ ہوا بعدہ آپ نے سفر دہلی اختیار کیا اور وہاں تحصیل علم اور قرأت قرآن شریف کو تکمیل کو پہونچایا اور علماء و دانشمندان نامدار و مشائخ کبار سے ہوئے اور پھر مرید میاں شیخ عبد الباقی چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہو کر تلقین ذکر و شغل انسے حاصل کی ازاں بعد خدمت میں شیخ صفی خیر آبادی قدس سرہ العزیز کے حاضر ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہکر علم باطنی تکمیل کو پہونچایا۔ اور اکثر بزرگان روزگار سے علم حاصل

کیا خصوصاً میان شیخ لادن دہلوی اور میر سید جلال بدایونی سے علم حاصل کیا بعد وفات حضرت سید جلال مرحوم کے اُنکی جگہ قایم ہوکر سالہا سال بدایون مین درس اور استفادہ لوگون کو فرماتے رہے بعض شاگردون نے اُنکے شہرت عام حاصل کی اور دور دراز سے لوگ ملازمت شریف مین حاضر ہوکر سعادت جاودانی حاصل کرتے تھے آخر کار جذبہ اُنپر غالب آیا مجلس سماع مین آکر حاضر ہوتے تھے اور شدت غلبۂ شوق مین نعرہ جانگداز مُنہ سے نکلتا تو فوراً احتراز کرتے چند قدم چل کر بلا وجد اور رقص کے فوراً لاحول پڑھ کر اپنے مقام پر کھڑے ہو جاتے مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ اپنے حوائج ضروری یعنے خانہ داری کا سامان لانے کے لیے خود بازار جاتے اور اپنے آپ بوجھ اُٹھاکر لاتے اور راہ مین جماعت طلبہ کو سبق بھی پڑھاتے جاتے تھے ہر چند شاگرد کہتے تھے کہ مخدوم کو حاجت تکلیف نہین ہی ہم خدمت کے واسطے حاضر ہین لیکن آپ کسی کو تکلیف نہ دیتے صورت مبارک سے فقر و فنا کے آثار نمایان تھے اور باوجود اجازت تلقین و ارشاد و خلافت کے کسی کو مرید نہین کرتے تھے اور کسی پر سختی ظاہر نہین فرماتے تھے اولیا و مشایخ کے لباس مین رہتے تھے مُلّا عبد القادر بدایونی نے آپ کی شاگردی کی ہی چنانچہ مُلّا صاحب نے کتاب شرح صحایف علم کلام مین اور کتاب تحقیق اصول فقہ مین آپ سے پڑھی کہ کیسی ہی مشکل کتاب ہوتی یا مشکل مسئلہ آپ کے سامنے پیش ہوتا آپ اُسکو عمدہ بحث اور نکات سے حل فرماتے مطالعہ کتاب کی ضرورت نہ ہوتی عنایت الٰہی سے ملکۂ قوی آپ کو حاصل تھا اور تمام علوم پر عبور رکھتا مُلّا عبد القادر بدایونی نے آپ کے یہ سب حالات کتاب منتخب التواریخ مین درج کیے ہین جب مُلّا صاحب نے کتاب

منتخب التواریخ لکھی ہی اُسوقت حضرت شیخ عبد الستار کی عمر نوّے سال کی تھی اور بقید حیات تھے یہ کتاب سنہ ہجری مین انجام کو پہونچی ہو راقم کو تاریخ وفات آپ کی معلوم نہین ہوئی آپ کا مسکن بدایون مین محلہ فرشوری ٹولہ مین تھا سابق مین یہ محلہ موسوم بہ منگن ٹولہ عہد اکبر مین تھا آپ کا حال جو روایت معتبر سکنا سے بدایون سے معلوم ہوا ہے وہ بھی درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہو نقل ہے کہ میان عبد اللہ عارف باللہ کے پاس ایک لڑکا قوم اجنہ سے جسکا باپ سردار قوم تھا دیگر اطفال کے ساتھ تعلیم پاتا تھا جب وہ تعلیم پا چکا تو اُسکے باپ نے لڑکے سے کہا کہ اپنے اُستاد سے دریافت کر جس چیز کو وہ ہم سے کہین ہم اُنکو دین چنانچہ لڑکے نے جب آپ سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ہمین کچھ نہین چاہیے ہو ہمارا ایک کھیت ہے اُسمین کاشت ہماری ہوتی ہو ہم نے سُنا ہے کہ قوم اجنہ پیداوار مین تصرف کر لیتے ہین اس سے پیداوار کم ہوتا ہے تم اپنے باپ سے کہو کہ ہمارے کھیت کی پیداوار کو تمھاری قوم سے کوئی تصرف نہ کرے چنانچہ مشہور ہو کہ اُس کھیت مین سب سے زیادہ پیداوار ہوتی تھی اب بھی وہ کھیت بقبضہ اولاد شیخ موصوف سواد بدایون مین ہو جو کھیت مُلّا والا متصل قاضی حوض کے مشہور ہو اور بہ نسبت دیگر اراضیات گرد و نواح کے اُس مین جنس اچھی پیدا ہوتی ہے شیخ عبد الستار کی اولاد بفضلہ موجود ہے اور اُسی محلہ مین رہتی ہو جو اوپر تذکرہ کیا گیا اور اس خاندان کے لوگ مُلّا کے لقب سے موسوم ہین مگر افسوس ہو کہ اب اُنکی اولاد مین کوئی عالم نہین ہو بڑے منظہر حسین جو راقم کے ساتھ محبت بزرگانہ رکھتے ہین وہ بڈھون مین باقی ہین قبر شیخ کی متصل قاضی حوض باغ مُلّا والے مین واقع ہو تاریخ جام جہان نما مین مرقوم ہو

کہ شیخ عبداللہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھے
کہ جس کی سنت نماز عصر کی کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کا جنازہ
غسل اور کفن سے درست کر کے باہر میدان مین رکھا کہ کون شخص ایسا ہے جسکی نماز سنت
عصر قضا نہ ہوئی ہو کہ بموجب وصیت شیخ کے نماز پڑھائے لوگ اس فکر مین تھے کہ ناگاہ
ایک مرد بزرگ پہونچے اور جو جماعت جنازہ پر کھڑے تھے اُن لوگون سے کہا کہ اس
نعش کو دفن کیون نہین کرتے۔ لوگون نے کہا کہ بموجب وصیت شیخ کے امام کا انتظار
ہے اُن بزرگ نے کہا کہ میری سنت نماز عصر کی کبھی قضا نہین ہوئی۔ پس نماز جنازہ
اُن بزرگ نے ادا کی اور شیخ کو اُس مقام پر جہان اب مزار ہے دفن کیا شیخ عبداللہ
نے کہا تھا کہ اُس جگہ پر جہان مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنا عصا مبارک زمین پر مارا تھا اور وہان سے پانی نکلنا شروع ہوا اُس
جگہ مجکو دفن کرنا وہان سے پانی نکلتا ہوگا یہ وصیت شیخ کی تھی۔ بعد وفات کے جب لوگون
نے اُس جگہ پر تلاش کیا تو واقعی وہان سے پانی جاری تھا چنانچہ اُسی جگہ آپ دفن کیے
کیے گئے صاحب روضۃ الصفا یہ بھی نقل کرتے ہین کہ جب جلال الدین اکبر
بادشاہ کو ابوالفضل اور فیضی پسران شیخ مبارک ناگوری نے عقاید بد کی طرف
مائل کیا اور اکبر نے اپنے آپ کو بدعوی رسالت منسوب کیا مُلا عبدالقادر بدایونی
جو اکبر کے حضور مین تھے اُن سے بھی اکبر بادشاہ نے کہا کہ تم میری رسالت کی تصدیق
کرو نعوذ باللہ من ذالک ملا صاحب نے جواب دیا کہ میرے ایک اُستاد شیخ
عبداللہ عارف باللہ بدایون مین ہین اُن سے اس معاملہ مین گفتگو کرنا چاہیے بنا
تصدیق نہین کرسکتا اُس وقت حضرت شیخ مباحثہ کے لیے دہلی مین بلائے گئے فیضی

نے اپنی ہمہ دانی کے غرور سے مسئلہ وحدت وجود مین بحث کی اور شیخ سے سوال کیا کہ وحدت وجود کیا ہی شیخ کو جلال آیا اور اُس جلال کی حالت مین زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ وحدت وجود یہ ہی کہ تیرا وجود فنا ہو۔ فوراً اُسی وقت فیضی کے بدن مین آگ پڑنے لگی اور تمام بدن پر بڑے بڑے آبلہ نمودار ہوئے اور وہ سوزش کے سبب سے بیتاب ہوکر تڑپنے لگا۔ جلال الدین اکبر شیخ کا یہ حال دیکھ کر خوف کے باعث تخت سے نیچے اوتر کر محل سرا مین چلا گیا۔ مجلس مباحثہ سب متفرق ہوگئی ابوالفضل برادر فیضی ایک شخص کا مرید تھا جسکو ہر مرض کے سلب کرنے مین کمال دستگاہ تھی فوراً ابوالفضل اپنے پیر کے پاس گیا اور یہ ماجرا بیان کیا اُسکے پیر نے کہا کہ یہ آتش ایک عارف ربانی کی زبان سے شعلہ زن ہوئی ہی اسکا علاج میرے ہاتھ مین نہین ہی فیضی کو اُن ہی بزرگوار کی خدمت مین لے جاؤ اور معذرت کرو چنانچہ فیضی کو حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز کی خدمت مین لے گئے اور بالحاح ومنت عفو قصور چاہا حضرت مخدوم عبداللہ نے بحکم اَلْعَفْوُ عِنْدَ الْكِرَامِ النَّاسِ مَامُوْلٌ دعا فرمائی اثر داغون کے بدن سے جاتے رہے مگر ایک داغ پیشانی پر باقی رہا فیضی نے اُس داغ کے بھی دور ہونے کو بہت الحاح سے کہا مگر مخدوم نے قبول نہ فرمایا اور کہا این نشان مردان است باقی خواہد ماند۔ روضۃ الصفا مین یہ بھی نقل درج ہی کہ شیخ کو ایک مرتبہ شبِ قدر نصیب ہوئی تھی تمام درخت سربسجدہ تھے شیخ نے اپنی تسبیح ایک درخت کی شاخ مین لٹکا دی صبح کو جب دیکھا تو تسبیح درخت کی چوٹی پر ٹنگی ہوئی تھی نقل ہی ایک مرتبہ حضرت مخدوم عبداللہ شیخ حبیب منگن اور ایک صاحب قوم سادات سکنائے بدایون سے جو صاحب باطن مشہور تھے خدمت

مین شیخ نظام الدین امیٹھی وال کے کہ جو مشائخ عظام وقت سے تھے تشریف
لے گئے حضرت نظام الدین نے ہر ایک شخص کو تینون صاحبون مین سے علیحدہ
علیحدہ قیام کی جگہ مقرر فرمائی چنانچہ ہر ایک نے علیحدہ قیام کیا شیخ مخدوم عبد اللہ
ایک مسجد کے حجرہ مین مقیم ہوئے جب کچھ تھوڑی رات گئی آپ کے کان مین کچھ آواز
آئی اور یہ باہر حجرہ سے نکلے دیکھا کہ ایک اژدہا سیاہ رنگ حجرہ کے قریب کھڑا ہوا ہی وہ
انکو دیکھ کر لوٹ کر چلنے لگا آپ پھر حجرہ مین چلے گئے تین مرتبہ اسی طرح سے یہ واقعہ
اس رات مین پیش آیا آخر کار شیخ نے سمجھا کہ اس اژدہے کا کوئی کام ہی شیخ اُس کے
پیچھے پیچھے چلے اژدہا ایک جنگل کی طرف چلا وہان ایک غار تھا اُس نے اپنے پھن
سے وہان ایک نشان دیا۔ شیخ کو یقین ہوا کہ اس گڈھے مین اسکی جائے سکونت
ہی اور اسمین کچھ خرابی ہوگئی ہے شیخ نے اپنا عصا اُس گڈھے پر مارا۔ ناگاہ اُس گڈھے
سے ایک بہت تڑا بچھو باہر نکلا اور جنگل کی طرف چلا گیا اور اژدہا اسمین داخل ہوا جب صبح
ہوئی تو یہ تینون صاحب مہمان حضرت شیخ نظام الدین کی خدمت مین تشریف لے
گئے ہر ایک سے رات کے حالات شیخ نظام الدین نے دریافت کیے مخدوم
عبد اللہ نے اژدہے کا قصہ بیان کیا حضرت شیخ نظام الدین نے فرمایا کہ بہت
عرصہ سے اس اژدہے کا مسکن بچھو نے چھین لیا تھا مین نے لوح محفوظ پر لکھا
دیکھا کہ اس اژدہے کی دادرسی مخدوم عبد اللہ بدایونی سے متعلق ہی کہ جو
تم سے رات انجام کو پہونچی۔

ذکر خیر شیخ عبد الباقی چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الباقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اصلی باشندے بدایون کے تھے کاملان

اولیاء عصر سے تھے اور بہت سے طالبوں اور عارفوں کو رہنمائی حق فرماتے تھے۔

حضرت شیخ مخدوم عبد اللہ عارف باللہ بدایونی مریدان صادق حضرت سے تھے۔ آپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی زمانہ سلطان سکندر شاہ لودی بن بہلول لودی مین آپ اولیاء زمانہ کے مشہور تھے آپ کا مزار شریف بھی تحقیق نہین ہوا کہ کس مقام پر ہے

ذکر شریف میران جلال صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

میران جلال صاحب ارشاد و ہدایت اور عالم متبحر عصر سکندر شاہ بن بہلول لودی اور معاصران شیخ عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ و مخدوم عبد اللہ عارف باللہ کے ہین حضرت مخدوم عبد اللہ عارف باللہ نے حضرت میران جلال صاحب سے علم حاصل کیا اور بعد وفات حضرت کے مخدوم قایم مقام اُنکے تدریس و افادہ مین ہوئے اور میران جلال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ[۱] طلبنی سے مقام دہلی مین تحصیل علوم و مرتبہ کمال حاصل کیا اور علم حدیث کی سند مولانا رفیع الدین[۲] سے

---

[۱] عہد سکندر لودی مین مولانا عبد اللہ طلبنی شہر ملتان سے دہلی مین آئے تھے اور میران جلال بدایونی نے ان سے علم منطق وغیرہ حاصل کیا تھا اور انکا انتقال ۹۲۲ھ ہجری ہوا اور انکی تاریخ ملا عبد القادر نے منتخب کی جلد دویم ذکر سکندر لودی کے ذیل مین اس طرح لکھی ہے

اُولٰئِکَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی ۹۲۲ھ

[۲] سید مولانا رفیع الدین محدث کے سورت حرمین شریفین کے رہنے والے تھے سکندر لودی کے عہد مین آپ ہندوستان تشریف لائے آپ کی وفات ۹۵۴ھ ہجری مین ہوئی بمقام اکبرآباد حویلی آصف جاہ مین مدفون ہوئے کتاب مخبر الواصلین مین تاریخ وفات اُنکی اس طور پر درج ہے۔

تاریخ وفات

سنہ خالق زمان و زمین سال نقلش کہ در شمار آمد	شاہ دنیا و دین رفیع الدنیا نہ صد و پنجہ و چہار آمد آن حویلی بہ اکبرآباد است	صوفی بود آن خدا آگاہ در حویلی آصف جاہی نہ بجائے دگر ترا یاد است	طلبیہ اللہ روحہ و ثراہ مرقدش را ہمین اگر خواہی

جو اُس زمانہ مین مشاہیر علماء اور اہل کمال سے تھے حاصل فرمائی تاریخ انتقال آپ کی صحیح معلوم نہین ہو غالباً آپ نے ۹۵۵ھ ہجری کے بعد قبل اختتام ۱۰۰۰ھ ہجری کے انتقال فرمایا ہے۔

ذکر شریف حضرت شیخ عبد الہادی منگن رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت خلفاے حضرت شیخ احمد سرہندی سے سلسلہ نقشبندیہ مین ہین بدایون کے شیوخ فاروقی دو فرقون پر منقسم تھے ایک منگن کے نام سے اور دوسرے برتی کے نام سے موسوم تھے شیخ عبد الہادی فرقہ اول الذکر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ صاحب حالات اور کمالات تھے تاریخ جام جہان نما مین مندرج ہو کہ اوایل مین آپ کو ارادت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی سے تھی خواجہ صاحب موصوف نے آپ کو تلقین کے واسطے خدمت مین حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ کیا جو کہ خلیفہ اعظم خواجہ صاحب کے تھے اُنکی خدمت سے شیخ عبد الہادی نے بہت فیض حاصل کیا اور مرتبہ بلند پایا حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ العزیز نے کہ جو خلیفہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین حضرت شیخ عبد الہادی سے استفادہ حاصل کیا اور شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز نے ایک مکتوب خدمت مین حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ فرمایا اور اُسمین لکھا کہ اس عزیز یعنے شیخ عبد الہادی کو مین نے بہت بلند استعداد پر پایا اور اکثر طالبون سے جو میرے روبرو آتے ہین اُسکا حوصلہ عالی ہو کتاب جام جہان نما اور روضۃ الصفا سے ہم نے یہ حالات لکھے ہین مزار شریف آپ کا راقم کو معلوم نہین ہو کہ بدایون مین کس مقام پر مدفون ہین لیکن میان اکرام اللہ محشر بدایونی روضۃ الصفا مین لکھتے

ہین کہ قبر شریف بدایون مین جانب شرق ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ عبد الغنی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الغنی بدایونی شیوخ بدایون سے ہین اور خلیفہ شیخ عبد العزیز دہلوی کے ہین ترک اور تجرید مین شبلی روزگار تھے اوایل عمر مین جب یہ طالب علمی بدایون مین کرتے تھے تو ایک حالت وجد کی انپر غالب ہوتی سبق پڑھنے مین اگر کسی وقت کوئی آواز خوش یا نغمہ سن لیتے تو ایک پہر تک کم یا زیادہ بیہوش رہتے جب لوگ دریافت کرتے کہ آپ کا کیا حال ہی تو فرماتے کہ مین کچھ بھی نہین جانتا کیونکہ انکے اہل وعیال تھے اس وجہ سے یہ مجبوری آپ کو بدایون سے بغرض تلاش معاش دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ مُلّا عبد القادر بدایونی آپ کے حالات مین منتخب التواریخ مین آپ کا دہلی جانا اہل خانہ کی وجہ سے ظاہر فرماتے ہین اور یہ لکھتے ہین کہ بعض علایق جو صاحب اہل وعیال طالبان خدا کو پیش آتے ہین شیخ طالب کفاف مین دہلی آئے اور بہ ملازمت تاتار خان جو دہلی کا حاکم تھا اور اہل اللہ سے محبت رکھتا تھا مامور ہوگئے اس مقام پر مُلّا نے کیا خوب شعر لکھا ہی شعر

در راہ خدا کہ رہزنانند		این راہزنان ہمین زنانند	

دہلی پہونچنے کے بعد ارادت وبیعت شیخ عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ سے جو نہایت درجہ اولیاء وقت سے تھے حاصل کی اور تحصیل علم متعارف ومتداول کی اُنسے فرمائی کئی برس تک اُنکی خدمت مین رہے اور درس طلبہ کو دیا بعدہ یکبارگی جذبہ عنایت ازلی گریبان گیر ہوا تمام اشغال دنیوی کو ترک کیا اور ایک عرصہ تک خانقاہ شیخ عبد العزیز مین زمرۂ درویشان مین رہے اور مجاہدات اور ریاضت مین مشغول ہوئے بعد تحصیل

کمال کے آباء ... باہر ... اسمت قدم شریف مین ایک مسجد مین جو مسجد خانجہان کے نام سے مشہور ہی ہیونچکر سکونت اختیار فرمائی اور اعتکاف مین رہے باایں ہمہ آپکی اولاد کثیر تھی راہ سلوک سے قدم باہر نہین رکھا اور توکل اختیار کیا قریب ایک قرن کے یعنی بارہ برس تک بوقت تحریر کتاب منتخب التواریخ سنہ ہجری مین شیخ عبد الغنی گوشہ عزلت مین اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے صاحب منتخب التواریخ لکھتے ہین کہ سنہ مذکور مین خان خانان انکی خدمت مین حاضر ہوے کہ انکو شیخ نے نصیحت فرمائی کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیے اور یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ احمد صوفی اور حسام بنارسی جو دین الٰہی اکبری کے نو مسلم تھے اور جنھون سے ان فتنہ ہاے آخر زمانہ مین داغ بدنامی حاصل کیا تھا ابیات

حذر از صوفیان شہر و دیار	ہمہ تا مردم اند مردم خوار
ہرچہ داری بدست شان خورند	ہرچہ آمد ز دست شان کردند
کار شان غیر خواب و خوردن نہ	ہیچ شان فکر روز مردن نہ

انھون نے اپنی بدنامی کے رفع کرنے اور اپنے فسق و فجور پر پردہ ڈالنے کے واسطے چاہا کہ شیخ عبد الغنی بدایونی اور چند دیگر علماے بقیہ سلف کو بھی شامل کرلیا جائے اس وجہ سے فرمان اکبری شیخ کے پاس بھیجا کر لاہور مین طلب کرنا چاہا اور احکام دین جدید کی تکلیف کہ جسمین وہ خود مبتلا ہوئے تھے شیخ کو بھی دینا چاہی صاحب منتخب مرقوم فرماتے ہین کہ ایک خط شیخ عبد الغنی نے ملا صاحب کے نام لکھا اور عجز و عذر کا اظہار کیا کہ مجکو لاہور نہ بھیجا جائے اور اس کام مین شریک نہ کیا جاؤن بس ملا صاحب بدایونی نے بوجہ شیخ کے ہموطن ہونے اور صاحب تقویٰ ہونے کے احمد صوفی کو کسی نہ

کسی طرح سمجھا کر شیخ کو تکلیف دینے سے باز رکھا اور ایک خط بطور معافی قصور صوفی مذکور
سے لکھوا کر خدمت مین شیخ کے روانہ کرایا ملا صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ انشاء اللہ آیندہ
بھی بخیریت سے گذرے گی۔ مزار شریف آپ کا دہلی مین بہ مقام قدم شریف کے ہے۔

ذکر شریف مخدوم حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم شیخ عبد اللہ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین کاسی رحمۃ اللہ علیہ
سے ہین اصل انکی مقام رسولی ضلع بارہ بنکی واقع ملک اودھ سے ہے بارہ سال
کی عمر مین مشرف بہ اسلام ہو کر بدایون مین تشریف لائے اور خدمت حضرت
جلال الدین کاسی مین حاضر ہوئے اور قصہ آپ کے اسلام لانے کا ہم تذکرہ
شیخ جلال الدین کاسی مین لکھ چکے ہین بعد وفات اپنے شیخ کے آپ قایم مقام
اُنکے ہوئے اور بہت سی شہرت حاصل فرمائی اور کشف و کرامات بیحد آپ سے صادر
ہوئے۔ تمام رات آپ شب بیداری کرتے اور اکثر راتون کو حالت استغراق اور
شغل مین گذارتے دور دراز سے لوگون نے آکر آپ سے فیض حاصل کیا نقل
ہے کہ محمد شرف جہان جو شیخ عبد اللہ مکی کی اولاد سے اور ملا یوسف کے
بیٹے تھے جودت طبع نہین رکھتے تھے ایک دن ملا یوسف انکو مخدوم قدس سرہ العزیز
کی خدمت مین درگاہ شریف حضرت شیخ بدر الدین صاحب ولایت مین لے
گئے اور انکے غبی اور کُند ذہن ہونے کا حال عرض کیا اُس وقت حضرت مخدوم
عبد اللہ بیٹھے ہوئے گاجر کھاتے تھے تھوڑی گاجر اُسمین سے حافظ شرف جہان
کو عنایت فرمائی بہ برکت اُس عطیہ کے صفائی ذہن اور ذکا بے فہم حافظ صاحب کو
حاصل ہوئی۔ چنانچہ اکثر اپنے مکان سے حافظ صاحب بہ قصد زیارت حضرت

شیخ بدرالدین صاحب ولایت جب جاتے تھے تو مکان سے تلاوت قرآن
مجید شروع فرماتے اور حریم روضۂ شاہ ولایت تک کہ تاحد بدایون سے نصف
میل کے فاصلہ پر ہے ختم قرآن شریف کا فرماتے اُس زمانہ مین نذر محمد خان
چوسکی ساکن قصور واقع پنجاب حاکم بدایون تھے چنانچہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین دریا سے
سوت کا پل اُنھون نے بنوایا تھا کہ وہ پل ایک زمانہ دراز گذرا بجلی کے صدمہ سے
شکستہ ہوکر گر گیا پھر فتح خان حاکم بدایون نے سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین دوسرا پل اُسکے
برابر بنوایا تھا کہ وہ بھی سیلاب سے شکستہ ہوگیا القصۂ نذر محمد خان مذکور حافظ
شرف جہان سے اعتقاد تمام رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ شہر قصور اپنے مسکن کو
تشریف لے گئے وہان قاریون اور حافظون سے صفات قرآن خوانی حافظ شرف
جہان کا تذکرہ کیا حافظون اور قاریون نے کہا کچھ قرآن شریف مین سے وہ چھوڑ کر
پڑھتے ہونگے یہ امر قیاس مین نہین آتا ہے کہ اس قدر جلد قرآن شریف تمام فرماتے ہون
خان ممدوح نے حافظ شرف جہان کو قصور مین طلب فرمایا۔ آپ تشریف لے
گئے۔ چنانچہ ماہ رمضان المبارک مین نماز تراویح کے واسطے آپ کو امام کیا قریب
ستر یا اسّی حافظ اور قاریون کے اور بہت سے خلق اللہ مقتدی تھے۔ جب
نیت حافظ صاحب نے باندھی اُنپر ہیبت غالب ہوئی اور زبان سے کوئی حرف
نہ نکل سکا فوراً بہ حیلہ تجدید وضو حافظ صاحب جماعت سے باہر تشریف لائے اور
دل سے بجناب مخدوم شیخ عبداللہ علیہ الرحمۃ رجوع کیا اُسی وقت آپ کو مزا
اُس گاجر کا جو ہاتھ سے مخدوم کے کھائی تھی عود کر آیا فوراً آپ امامت مین مشغول ہوئے
ور نماز شروع کی چنانچہ از تیس ۲۹ پارہ رکعت اوّل مین پڑھے اور رکعت دویم مین ختم

قرآن شریف کا فرمایا تحسین و آفرین ہر چہار طرف سے ہوئی اور تمام خلق آپ کی معتقد ہوئی نقل ہے کہ ایک وقت شیخ عبد الصمد حافظ بدایونی جو اُس زمانہ کے کملا و صلحا سے تھے واسطے زیارت مرقد شریف حضرت شیخ بدرالدین شاہ ولایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لے گئے اُسوقت آستانہ شریف پر ایک رقاصہ نہایت حسین اور جمیل رقص و سرود میں معروف تھی وہ مرض برص میں مبتلا تھی اس نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا مرض دور ہو گیا تو میں چہار دیواری زیارت شریف کی بنوا دونگی چنانچہ اُسکا مرض بفضلہ تعالیٰ دور ہو گیا اور جو اُس نے نذر مانی تھی اُسکو پورا کیا یعنے چہار دیواری جو اب موجود ہے اُس نے تعمیر کرا دی القصہ حافظ عبد الصمد کی نظر اُسکے حسن و جمال پر پڑی خطرات نفسانی سے اُنکو غسل کی حاجت ہو گئی بعدہٗ آپ کو کمال انفعال ہوا اور پسینہ آ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ فساد آنکھ کا ہے اسکو اندھا کرنا چاہیے تھوڑا سا نمک پیس کر اور اپنی آنکھوں میں ڈال کر ملنا شروع کر دیا بینائی بالکل جاتی رہی بعد چند روز کے آپ کو یہ خیال ہوا کہ میری بینائی پھر ہو جاتی۔ ایک رات خواب میں دیکھا ایک جگہ پر ایک خیمہ کھڑا ہے اور اُس کے گرد اژدہام عام و خاص کا ہے اور خیمہ کے دروازہ پر حضرت مخدوم عبد الستار کھڑے ہیں کیونکہ حافظ صاحب کو مخدوم عبد الستار سے اخلاص اور محبت تھی اُن سے دریافت کیا کہ یہ خیمہ کس کا ہے مخدوم نے فرمایا کہ یہ خیمہ پاک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے آپ تشریف فرما ہیں حافظ صاحب نے کہا کہ آپ میری بینائی چشم کے واسطے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیجیے مخدوم عبد الستار نے فرمایا کہ مجکو اس وقت اندر جانے کی اجازت نہیں ہے میں خدمتگاری حضرت شیخ بدرالدین شاہ ولایت صاحب میں کھڑا ہوں۔ باہم

ان دونون صاحبون کے یہ گفتگو تھی کہ حضرت شاہ ولایت صاحب ایک کاغذ
دست مبارک مین لیے ہوئے اُس خیمہ سے باہر تشریف لائے اور وہ کاغذ حوالہ
مخدوم عبد اللہ کے کیا اور فرمایا کہ یہ فرمان بینائی چشم حافظ عبد الصمد کا ہی تم کل
کے روز اس پر اپنی مُہر کر کے بھیجنا غرض جب حافظ عبد الصمد خواب سے بیدار ہوئے
تو صبح کے وقت اپنے لڑکے کو مخدوم عبد اللہ کی خدمت مین روانہ کیا مخدوم
عبد اللہ اُسوقت ایک ایسے مقام اور جلسہ مین بیٹھے تھے کہ وہان اتفاقاً بساط اور مہرے
شطرنج کے پڑے ہوئے تھے جب وہ لڑکا آپ کے نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک
مُہرہ اُٹھا کر بساط پر جمایا اور فرمایا کہ یہ مُہر بنام عبد الصمد کے کرتا ہون لفضلہ تواسیلے چراغ
چشم حافظ صاحب کا اُسی وقت روشن ہوگیا اور بینائی آگئی جب وہ لڑکا واپس آیا تو اپنے
والد بزرگوار کی آنکھین روشن پائین۔ الغرض آپ کے حالات بہت ہین زیادہ لکھنے سے
طوالت ہی وفات آپ کی ۱۰۳۶ھ ہجری آخر سلطنت سلطان نور الدین جہانگیر مین
واقع ہوئی مزار شریف آپ کا برابر آپ کے پیر و مرشد جلال الدین کاسی کے مقبرہ
سرخیلان مین بمقام بدایون واقع ہے۔

ذکر شریف شیخ طٰہٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید اور خلیفہ حضرت مخدوم شیخ عبد اللہ کے ہین اصل وطن آپ کا رائے بریلی
تھا وہان سے بدایون آکر شیخ موصوف کے مرید ہوئے اور ترک اور تجرید اختیار کی بہت
سے مجاہدات کیے اور بعد وفات اپنے پیر و مرشد شیخ عبد اللہ مخدوم کے آپ
قایم مقام اُنکے ہوئے چند سال تک بدایون مین لوگون کو فیض پہونچاتے رہے اور
بدایون مین انتقال فرمایا مزار شریف آپ کا عقب عیدگاہ شمسی اور زیارت حضرت

بدر الدین شاہ ولایت صاحب سے جانب غرب دگوشہ شمال جن مین واقع ہے
بہت بڑا چبوترہ ہے اور درخت جھیل وغیرہ کے بکثرت ہین اور ایک درخت برگد کا آپکے
مزار پر سایہ افگن ہے بالفعل اس مزار تک بغرض فاتحہ خوانی گذر دشوار ہے۔

ذکر شریف شیخ محمد شاہ چشتی وفاروقی بھنڈالوی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کامل زمانہ مشایخ سے تھے اور اولاد حضرت شیخ بدر الدین سلیمان بن شیخ الاسلام
شیخ فرید الحق والدین گنج شکر چشتی اجودہنی سے ہین۔ نسب شریف آپ کا دس واسطے
سے حضرت شیخ الاسلام تک پہونچتا ہے آپ نے نہایت درجہ کی ریاضت فرمائی اور حج
بیت اللہ شریف بطریق طے ارض آپ فرماتے تھے آپ کی عمر چھیانوے سال کی
تھی دس ہزار بار درود شریف شب و روز مین آپ کا وظیفہ مقرر تھا شیخ علی اصغر بن
شیخ مودود نبیرہ آپ کے کتاب جواہر فریدی مین تحریر فرماتے ہین کہ شیخ محمد جد امجد
کاتب الحروف بھنڈالی سے تشریف لاکر بدایون مین متوطن ہوئے اور اولیاے نامدار و
محرم اسرار پروردگار سے ایک ولی کامل تھے حاجی فتح اللہ ابن شیخ احمد چشتی بدایونی
نے جب ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا رخصت کے واسطے آپ کی خدمت مین تشریف
لائے آپ نے اُنسے فرمایا کہ جب آپ حریم مکہ معظمہ مین پہونچین تو میری جانب سے
حریم کعبہ مین نماز دوگانہ ادا فرمانا اور علی ہذا القیاس مدینہ طیبہ مین بھی میری طرف سے درود
پڑھنا جب حاجی صاحب حرمین شریفین مین پہونچے تو یہ پیغام یاد نہ رہا ایک روز حضرت
محمد چشتی کو حاجی صاحب نے طواف کعبہ شریف کرتے ہوئے دیکھا اور باہم ملاقات اور
گفتگو ہوئی حاجی صاحب نے یہ چاہا کہ شیخ کو مین اپنے قیامگاہ پر ٹھہراؤن بعد فراغ
نماز جمعہ کے حاجی صاحب نے ہر چند اُنکو تلاش کیا آپ ملاقی نہ ہوئے اس وجہ سے کہ یہ

سفر باطنی طور پر بطریق طے ارض کے تھا جب حاجی صاحب ہندوستان میں تشریف
لائے اور مقام فتح پور پہونچے تو مجھ سے اتفاقیہ ملاقات کا ہوا فرمایا کہ تمھارے حجرہ
بخیر وعافیت ہیں مکہ معظمہ میں چھوڑ آیا ہوں میں نے جواب میں کہا کہ میرے حجرہ بزرگوار
وطن سے نہیں گئے ہیں وہ اس بات کو سننے سے حیران ہوئے جب ہم مقام پر
حاجی صاحب تشریف لائے تو حضرت شیخ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور حال
مکہ معظمہ کا شروع کیا اوّل حضرت شیخ نے تجاہل بغرض چھپانے حال کے کیا اور فرمایا
کسی دوسرے شخص کو جو میرے ہم شکل ہو دیکھا ہوگا بعد ازاں اور باتیں کر کے
اُن سے فرمایا کہ اس راز کو حتی الامکان کسی دوسرے شخص سے نہ کہیے شیخ علی
صاحب بھی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبد الغنی میرے بھائی سے
محمد چشتی کو بہت الفت تھی ایک روز انھوں نے حضرت شیخ سے حقیقت سفر مکہ معظمہ کی
دریافت فرمائی اور اس معاملہ میں بہت الحاح اور منت کی فرمایا کہ بابا فقیر پر ایک حال
وارد ہوتا ہے کہ طے مکان انجام کو پہونچتا ہے اور جب بندہ حق سبحانہ تعالی کے نظر
اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے اور یہ مرتبہ شیخ نے بطفیل درود شریف کے پایا تھا ہر روز
دس ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے یہ وظیفہ آپ کا تا دم اخیر کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ شیخ
علی اصغر کتاب جواہر فریدی میں لکھتے ہیں کہ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
کو سفر مکہ معظمہ کا فرماتے تھے اور یہ مقام مقام محبوبیت کا ہے چنانچہ یہ مقام حضرت شیخ
نصیر الدین چراغ دہلوی کو بھی حاصل تھا کتاب مذکور میں یہ بھی تحریر ہے کہ جب آپ
کی عمر چھیانوے سال کو پہونچی تو بروز جمعہ میرے والد یعنی اپنے پسر شیخ محمود کو یاد فرمایا
اور وہ اُس زمانہ میں خطۂ اجمیر میں تھے اُس وقت یہ وصیت فرمائی کہ ہماری تسبیح اور دستار ۱۲۰

شیخ موصوف کے پید بچھا رہا سجادہ وضو فرماکر نماز ظہر ادا کی اور سجادہ دیر تک کیا سجدہ سے سر اُٹھا کر تسبیح مین مشغول ہوئے بعد ازان بہ زبان مبارک کلمہ طیبہ پڑھ کر اس عالم فانی سے بہ عالم باقی رحلت فرمائی جوار روضہ منورہ شیخ محمد جمشید مین دفن ہوئے کہ وصیت آپ کی واسطے دفن کے اُسی مقام پر تھی بعد انتقال شیخ کے بعض برادران شیخ نے وہ دستار اور تسبیح چرالی۔ آخر کار ایک شب میرے والد کو آپ نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ جو ہم نے تسبیح اور دستار تجکو عطا کی تھی وہ فلان مقام پر ہے چنانچہ اُسی جگہ پر وہ اشیاء دستیاب ہوئین۔ وفات شیخ کی گیارہ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

ذکر شریف حضرت سید شریف بیڑی والہ رحمۃ اللہ علیہ

سید شریف بیڑی والہ قدس سرہ العزیز جنکا مولد اور مسکن بدایون تھا بڑے صاحب حالات تھے اتفاقاً ایک محلہ سے جاتے تھے کہ اُن کو رات مین غیب سے ایک آواز آئی کہ زنجیر بر پا نہادہ بنشین بعد ازان زنجیر یعنی ایک بیڑی آسمان سے نازل ہوئی آپ نے اپنے دونون پاؤن بیڑی مین ڈال دیے اور تمام عمر اُس قید مین گذاری اسی سبب سے آپ بیڑی والہ مشہور ہوئے جس وقت روح شریف آپ کی قید جسم سے نکلی اُسیوقت وہ زنجیر پاے مبارک سے باہر کی گئی اور قبر کا ایک صندوق مین رکھی گئی بعد چند روز کے وہ بیڑی اُس صندوق سے غائب ہوگئی مزار شریف آپکا اندرون قلعہ بدایون کے ہے۔ ہم نے یہ حال آپ کا کتاب جام جہان نما و رضیہ صفیہ سے لکھا ہے مقام مزار شریف آپ کا ہم کو تحقیق نہین ہے مگر بعض اشخاص ایسا کہتے ہین کہ مزار شریف آپ کا محلہ سید باڑہ مین جو مسجد کہ دار وغہ احسان اللہ

نے متصل مکان مخدومی مرحوم و مغفور مولوی محمد حسین صاحب کے درست کرائی ہی اور وہ جامع مسجد کے نام سے مشہور تھی اُسکے صحن مین واقع ہی وہان مزار ایک بزرگ کا ضرور ہی واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر شریف حضرت سلطان چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام نامی ہم کو معلوم نہین ہی صاحب روضہ صفا تحریر فرماتے ہین کہ شیخ ممدوح صاحب ریاضت و اہل مجاہدہ سے تھے اور قبولیت عظیم رکھتے تھے اور درجہ کرامت مین بھی پایہ عالی تھا راتون کو تلاوت قرآن شریف مین مشغول رہتے تھے جسوقت آپ قرأت قرآن شریف مین مشغول ہوتے تو ایک اژدہا آپ کے سامنے آتا اور چراغ اپنے سر پر رکھکر کھڑا رہتا جب شیخ تلاوت سے فارغ ہوتے اژدہا اپنے مقام کو لوٹ جاتا قبر شریف آپ کی اندرون قلعہ بدایون دمدمہ قلعہ پر محلہ خیل مین مسکن شیخ زادگان چشت کا تھا واقع ہی۔ یہان تک ہم نے روضہ صفا سے عبارت نقل کی ہی۔ وہ دمدمہ جس پر آپ کا مزار شریف ہی بالفعل بہ لفظ نقارخانہ متصل چاہ بھنڈارے کے واقع ہی اُسکے گرد کا تمام قلعہ کھود کر اینٹ پتھر نکال لیے گئے ہین لیکن آپ کی قبر کی وجہ سے اُس قدر جگہ کھودنے سے باقی رہی ہی۔

ذکر شریف حضرت شیخ چاؤ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ چاؤ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی نام اور قوم ہم کو معلوم نہین ہی لیکن کتاب روضہ صفا مین لکھا ہی کہ یہ حضرت ہمعصر شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور معشوق حقیقی کے جلوہ کو معشوق مجازی کے حسن مین دیکھا کرتے تھے بقول شیخ سعدی شعر

یہ سب تیرے ہی حسن کے پرتوے ہین	نہ دیکھا تجھے تیرا سایہ تو دیکھا

اور اکثر اوقات لڑکون کے ساتھ کھیل مین مشغول رہتے تھے اور کوچہ و بازار مین پھرا کرتے تھے۔ لڑکون کے کھیل کی چیزین اپنی زنبیل مین رکھتے تھے۔ ایک شریف اہل شہر کے لڑکے سے آپ کو عشق تھا ایک روز آپ کا ایک لوٹہ مٹی کا جو ایک جگہ رکھا ہوا تھا اُس لڑکے کے ہاتھ سے جس سے حضرت کو محبت تھی ٹوٹ گیا بہت سے لڑکے وہان کھیلتے تھے سب لڑکے خوف زدہ ہوکر بھاگے آپ نے فرمایا کہ تم خوف نہ کرو جس نے اسکو توڑا ہی ہی اسکو جوڑ دے گا یہ اشارہ معانع حقیقی کی نسبت تھا پھر اپنے دست مبارک سے اُس ٹوٹے ہوئے لوٹے کے ٹکڑے ایک ایک اپنی جگہ پر لائے تو وہ لوٹہ بالکل جڑ گیا اُسی زمانہ مین آپکو بیماری سخت لاحق ہوئی حالت بیماری مین آپ بار بار فرماتے تھے کہ "اے عبداللہ آ ہے" یہ خبر لوگون نے حضرت شیخ عبداللہ عارف باللہ کو پہونچائی حضرت شیخ عبداللہ عارف باللہ نے کہا کہ کیا یہ کہتے ہین کہ "عبداللہ آئے" یا یون کہتے ہین کہ "عبداللہ آوین" یعنے بصیغۂ واحد ایک کو طلب کرتے ہین یا دو کو۔ اسوقت شیخ مخدوم عبداللہ مرید و خلیفہ شیخ جلال کاشی بھی موجود تھے ہر دو صاحبان نے نماز جمعہ جامع مسجد مین ادا کی اور دونون صاحب تشریف لے گئے اور توجہ دونون نے فرمائی اور دست مبارک اُنکے بدن پر ملا وہ تکلیف فوراً دور ہوگئی آپ نے اُسی وقت جان بحق تسلیم فرمائی۔ مزار شریف آپ کا زیر دیوار قلعہ بدایون دروازہ سوت کے سامنے جہان حضرت شیخ فتح اللہ چشتی کا مزار ہے واقع ہے اور یہ مقام بلقب شیخ جاو پہلوان کے نام سے مشہور ہی۔

ذکر شریف حاجی فتح اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی الحرمین حاجی فتح اللہ چشتی ابن شیخ احمد چشتی بدایونی اولاد حاجی محمد سعید

سے ہین جو برادر زادہ حضرت شیخ الاسلام فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے تھے حاجی
فتح اللہ صاحب ہمعصر حاجی محمد چشتی قدس سرہ العزیز کے ہین چنانچہ ہم حاجی
محمد چشتی کے ذکر مین کچھ تذکرہ آپ کا بھی درج کر چکے ہین آپ نے سات مرتبہ حج بیت اللہ
شریف کا کیا اور اپنے ہمراہ اپنی والدہ ماجدہ کو لے جاتے تھے اور اپنے دوش پر سوار
کر کے یہ راہ طے فرماتے۔ اور آپ نے تمام عمر کبھی کعبہ معظمہ کی طرف پشت نہین کی
تاریخ وفات آپ کی دریافت نہین ہوئی قبر شریف آپکی قلعہ کے سوت دروازہ پر اندر واقع ہے
اسوقت دروازہ قلعہ نصف گر گیا ہے قابل مرمت ہے افسوس ہے کہ بظاہر اس بڑی عمارت
قدیم کو کوئی درست کرنے والا نہین ہے آپ کے مزار کے سامنے شرق کو شیخ چاؤ
پہلوان کا مزار ہے اور اسکے برابر شیخ چاؤ کے کسی شاگرد کا مزار ہے اور دو ایک مزارات
اور نامعلوم ہین۔

ذکر شریف حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب خزینۃ الاصفیا مین اور دیگر کتب بزرگان مین حالات آپکے اس طور سے
درج ہین کہ حضرت سید نور محمد بدایونی قوم شریف سادات حسینی سے ہین آپ
مرید اور خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہین اور حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر خلفا سے
حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے فیوض اور کمالات حاصل فرمائے
اور مراتب اور مدارج عالی پر پہونچے آپ عالم علوم صرف و نحو و منطق و معانی و حدیث
و تفسیر و علوم شریعت و طریقت و رموز حقیقت کے تھے اور حالت استغراق اور جذب
مین بھی رہتے تھے پندرہ سال تک حالت جذب و مدہوشی مین رہے لیکن سنت

سنتِ نبوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسقدر پابند تھے کہ ایک مرتبہ بجاے بائین قدم کے دہنا قدم آپ نے پاخانہ مین رکھا تھا تین روز تک آپ کو از حد ملال خاطر رہا کہ مین نے خلاف سنت نبوی کیون کیا کئی روز کا کھانا آپ اپنے ہاتھ سے ایک وقت پکا لیتے اور جب بہت بھوک معلوم ہوتی تو خشک روٹی سے تھوڑا سا توڑ کر کھا لیتے کثرت مراقبہ سے آپ کی پشت خم ہو گئی تھی۔ اہل دنیا کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے اگر کوئی کتاب کسی اہل دنیا سے مستعار مطالعہ کی لیے لیتے تو تین روز بعد مالک کے واپس فرماتے اور کہتے کہ ظلمت دنیا دارون کی اسپر مانند غلاف کے چھائی ہے شیخ موصوف اصحاب کرامات اور تصرفات سے تھے جو کچھ زبان سے فرماتے ہو جاتا اور اپنے دوستون پر نہایت شفقت فرماتے تھے نقل ہے کہ ایک بڑھی عورت آپ کے پاس آئی اور اُس نے عرض کیا کہ میری ایک دختر ناکتخدا باکرہ تھی وہ چند روز سے مفقود الخبر ہے آپ دعا فرمایئے کہ وہ میری لڑکی ملجاوے آپ نے اُسی وقت مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ جا تیری لڑکی فلان وقت انشاء اللہ تعالے تیرے گھر آجائیگی چنانچہ اُسی روز اُس بڑھیا کی لڑکی اُسکے گھر آگئی بڑھیا نے اُس سے دریافت کیا کہ تو کہان تھی اُس نے بیان کیا کہ مین فلان جنگل مین جنات کی قید مین تھی آج ایک بزرگ وہان گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجکو اس جگہ پہونچا گئے نقل ہے کہ ایک عورت فاحشہ حضرت کے ایک مرید کو اپنے دام فریب مین لے آئی اور بدفعلی پر اُسکو راضی کیا جسوقت اُس مرید نے ارادہ زنا کا اُس فاحشہ سے کیا فوراً صورت مبارک شیخ کی مجسم درمیان مین حائل ہوئی۔ پس اُسوقت سے وہ دونون اس حرکت ناشائستہ سے باز رہے اور وہ مرید روتا ہوا دہشت کے سبب سے بھاگ گیا اور تائب ہوا

اور نجات پائی آپ کی کرامات و خوارق عادات بے حد مشہور ہین آپ کے مرید
اور خلیفہ بکثرت ہوئے لیکن حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ العزیز مشہور
و معروف منجملہ خلفا سے حضرت کے ہین حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ وفات
آپ کے سنہ ۱۱۳۵ ہجری تحریر فرمائے ہین مزار شریف آپ کا مقام کوٹلہ متصل دہلی شریف
کے ہے صاحب خزینۃ الاصفیا نے آپ کی تاریخ وفات نظم مین لکھی ہے جس کو ہم بھی
یہان نقل کرتے ہین۔

تاریخ وفات

چو در خلد برین گردید روشن	چراغ پنجتن نور محمد
عجب سال وصالش جلوہ گر شد	ز مخدوم زمین نور محمد ۱۱۳۵ھ

دیگر

چو شد خورشید دین نور محمد	بزیر ابر مثل ماہ مستور
شدہ تاریخ سالش پرتوافگن	محمد نور گنج — نور پر نور ۱۱۳۵ھ

ذکر حضرت شیخ محمد عطیف قدس سرہ العزیز

آپ شیوخ بدایون سے اولاد حضرت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے
اولیاء متاخرین سے ہین مرید اور خلیفہ حضرت کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ
کے تھے عالم اور فاضل اور پابند زہد و اتقا کے تھے سلوک اور طریقت مین اعلی درجہ کا
مرتبہ رکھتے تھے اور ہر ایک مسئلہ مشکل حل فرماتے تھے اور بعض جنات آپ کی خدمت
مین حاضر ہو کر تحصیل علم حدیث شریف کی کرتے تھے۔ زمانہ سلطنت فرخ سیر مین آپ
دہلی تشریف لے گئے اور حضرت کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے

اکثر پیرو مرشد آپ کے فرماتے کہ مریدوں کو فخر اپنے پیر سے ہوتا ہے اور مجکو اپنے ان مرید پر یعنے شیخ محمد عطیف پر ناز ہے زیادہ تر آپ نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین رہ کر فیض ظاہری اور باطنی حاصل کیا اور نیز دیگر مشایخ سے بالخصوص شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو اُس زمانہ مین مشاہیر اولیا رسے تھے آپ کو الفت و اتحاد تھا چنانچہ روشن الدولہ ظفر خان کہ جو مرید اور معتقد شاہ بھیک کے تھے آپ کی خدمت مین حاضر آکر علم حدیث کے درس سے مستفید ہوتے تھے ایک مرتبہ ایک امیر شہر دہلی ظفر خان کی ملاقات کے واسطے آئے ظفر خان اُس وقت شیخ سے پڑھ رہے تھے اور سبق پڑھنے کی حالت مین ظفر خان امیر کی تعظیم کے واسطے اُٹھے شیخ اس حرکت ناپسندیدہ کو دیکھ کر اُسی وقت اُس مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب پھر تم مجھ سے سبق حدیث شریف کا نہ پڑھنا کیونکہ تم تعظیم اہل دنیا کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر مقدم جانتے ہو ہرچند ظفر خان نے منت سماجت کی لیکن شیخ نے اُن کا عذر قبول نہین کیا اور پھر ظفر خان کو حدیث شریف نہین پڑھائی نقل ہے کہ ایک شخص بازار سے نیشکر خرید کر کے شیخ کے روبرو لایا شیخ نے اُس نیشکر مین سے تھوڑا سا کھایا شیخ نے دریافت کیا کہ اسکی خریداری مین کچھ عمل خلاف شریعت تو نہین ہوا ہے اُس شخص نے عرض کیا کہ مین نے برضا و رغبت بایع خریداری کی ہے شیخ نے فرمایا کہ مجکو اس کے مزے مین معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی بات اس مین خلاف شرع کے ہوئی ہے اُس نے عرض کیا کہ مین نے وقت خریداری کوشش کم قیمت دینے مین کی تھی اور اُس سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ نیشکر مخدوم و مکرم حضرت شیخ کے واسطے خرید کرتا ہون اس سے بھی یہ غرض تھی کہ قیمت مین کفایت ہو جاوے۔ آپ نے

یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اس کو مالک نیشکر کو واپس کر دو چنانچہ کسی قدر قیمت دیکر وہ گنا مالک کو واپس بھیجا اور آپ نے حلق مین انگلیان ڈال کر جسقدر رس حلق کے نیچے گیا تھا قے کے ذریعہ سے سب نکال دیا جو شخص نیشکر لایا تھا اُس نے معذرت کی اور لوگ اُسکے ساعی ہوئے آخرکار آپ اُس سے رضامند ہوگئے نقل ہی کہ جس زمانہ مین آپ بدایون تشریف رکھتے تھے آپ نے چند خرمہرے ایک بقال سے قرض لیے تھے جب آپ دہلی سے بعد حصول نعمت وکرامت اور ولایت خطۂ بدایون اپنے وطن مین تشریف لائے تو اُس بقال سے فرمایا کہ اگر اسقدر خرمہرے تیرے پاس ہوتے اُس سے تجکو اسوقت تک کتنی منفعت پہونچتی اُسکا حساب کرکے ایک مقدار معین فرمائی اور فرمایا کہ یہ خرمہرے تو ہم سے لے۔ بقال نے کہا کہ یہ خرمہرے ہرگز یاد بھی مجکو نہ تھے آپ نے بہت مبالغہ سے اُسکو ادا کیے نقل ہے کہ ایکروز جب آپ اپنے گھر مین بیٹھے تھے ایک کتا گھر کے اندر آیا آپ کے متعلقان سے کسی نے اُس کتے کو گالی دی اور نکال دیا جب آپنے یہ حرکت دیکھی تو بہت دیر تک روئے اور دانتون مین انگلی داب کر تاسف کرتے رہے اور اُس شخص سے کہا کہ یہ کیا بات تیری زبان سے نکلی اور اُس قول ناملایم سے تو نے کتے کو نکالا اور فرمایا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہی خدا تعالی نے اسی وجہ سے شرف دیا ہی کہ وہ اپنے آپ کو کتے سے بھی اچھا نہ سمجھے شعر

ازان بر ملایک شرف داشتند		کہ خود را بہ از سگ نہ پندا شتند	

نقل ہی کہ ایک روز ایک تنکا گھاس کا آپ کے متعلقان مین سے ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی ملکیت سے لیکر شیخ کو خلال کے واسطے دیا آپ نے جب اُس سے خلال کیا فوراً حضور باطن سے شیخ کو معلوم ہوگیا اُس شخص سے آپ بہت ناراض ہوئے

یہان تک کہ ہمیشہ شیخ قبل اس کے اُس شخص کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے لیکن اُس روز سے اُسکے کھانے کی رکابی علیحدہ مقرر کردی جب اُس عزیز کو سبب رنجش شیخ کا معلوم ہوا تو اُس نے معذرت کی اور معافی چاہی نقل ہے کہ ایک شخص آپکے رشتہ دارون مین سے چاندی کی انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنا کرتے تھے شیخ نے اُن کو منع فرمایا کہ مردون کو چاندی کا زیور نہ پہننا چاہیے مگر وہ اس حکم کی تعمیل مین تساہل کرتے ایک رات وہ سوتے تھے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مہیب شکل آیا اور کہتا ہے کہ شیخ کا فرمان تم کس واسطے بجا نہین لائے اُسی وقت اُس شخص نے خواب مین اُس کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی - جب یہ بیدار ہوئے انگوٹھی ہاتھ مین نہین پائی اور یہ واقعہ خدمت شیخ مین عرض کیا نقل ہے کہ اُس زمانہ مین جب شیخ دہلی مین مقیم تھے ایک عالم نے جو بدایون مین رہتے تھے دعویٰ کیا کہ مجکو روح شریف حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز سے نسبت خاص پہونچی ہے حضرت محبوب الٰہی مجکو نہایت دوست رکھتے ہین چنانچہ یہ گفتگو حضرت شیخ کے گوش مبارک تک پہونچی ایک روز واسطے زیارت حضرت سلطان المشایخ نور اللہ مرقدہٗ کے شیخ محمد عطیف تشریف لے گئے تھے وہ عالم بھی اُس جگہ موجود تھے ناگاہ ایک ہاتھ محبوب الٰہی کی مرقد مبارک سے باہر نکلا کچھ تھوڑے سے پھول اور برگ تنبول شیخ محمد عطیف کے ہاتھ مین دیے شیخ نے اُس عطیہ کو نہایت اخلاص سے لیکر اُن عالم کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ معنی واسطے رفع خیال اور تمہارے گمان کے ظاہر ہوئے سچ تو یہ ہے کہ شیخ محمد عطیف قدس سرہ العزیز کو درجہ قبولیت روحانیت حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تھا چنانچہ

نقل ہے کہ بعد وفات شیخ کے جو بمقام دہلی واقع ہوئی اُنکے دفن کے واسطے لوگ گفتگو کرتے تھے کہ کہان دفن کیے جائین کہ یکایک ایک بزرگ مجاوران زیارت حضرت سلطان المشائخ سے تشریف لائے اور کہا کہ آج کی رات مین نے حضرت محبوب الہی شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کو خواب مین دیکھا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ میرے دوست شیخ محمد عطیف کو میرے جوار مین دفن کرو چنانچہ اس بشارت کی وجہ سے آپ کو قریب مرقد پاک حضرت محبوب الہی کے دفن کیا مزار شریف آپ کا جوار روضہ محبوب الہی مین موجود ہے۔ جس زمانہ مین آپ دہلی مین تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک رقعہ مولوی عبد الغفور دانشمند بدایونی کو مشعر فواید محبت الہی اور ترک دنیا کے لکھا تھا وہ نہایت ہی عمدہ ہے جس صاحب کو دیکھنا منظور ہو وہ کتاب روضہ صفا کو دیکھین اُس مین درج ہے وفات آپ کی سنہ ۱۰۱۲ھ مین ہوئی۔

ذکر شریف حضرت مولانا عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ المتخلص بہ قادری

آپ کا نام نامی عبد القادر ہے والد کا نام ملوک شاہ حضرت خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہین آپ کا وطن بدایون تھا آپ طبقہ علماء و مشائخ و شعراء و امراء عہد اکبری سے تھے سنہ ۹۴۷ ہجری مین تولد ہوئے آپ نے اپنے فرزند محی الدین کی پیدائش ماہ صفر سنہ ۹۸۷ ہجری کتاب منتخب مین تحریر فرمائی ہو اور اپنی عمر اُس وقت چالیس سال کی لکھی ہے اس حساب سے سنہ ۹۴۷ ہجری سال پیدائش آپ کے ہوتے ہین۔ بارہ سال کی عمر مین آپ اپنے والد کے ساتھ

بدایون سے مقام سنبھل تحصیل علم کے واسطے تشریف لے گئے۔ آپ نے قرآن شریف میر سید حمید محمد مکی سے عہد سلیم شاہ مین پڑھا تھا سید صاحب ہفت قرأت سے قاری قرآن شریف کے تھے اور بعض علوم عربیہ حضرت مخدوم اشرف صاحب اپنے نانا سے پڑھے ہین اور آپ کے والد ماجد ملوک شاہ جو مرید شیخ پنجو سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے انکا انتقال ۲۷ رجب المرجب ۹۶۹ھ ہجری مین بمقام آگرہ ہوا اور بمقام بساور متصل بیانہ واقع ریاست بھرت پور مین جہان آپ کے نانا حضرت مخدوم اشرف بھی ۹۶۹ھ ہجری مین مدفون ہوئے تھے دفن کیے گئے اپنے والد ماجد کی تاریخ وفات جو آپ نے لکھی ہے وہ یہ ہے۔

تاریخ وفات

سر دفتر افاضل دوران ملوک شاہ	آن بحر علم و معدن احسان و کان فضل
چون بود در زمانہ جہانے ز فضل ازان	تاریخ سال فوت وے آمد جہان فضل ۹۶۹ھ

۹۶۰ھ ہجری مین بعمر دوازدہ سالہ میان حاتم سنبھلی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوکر قصیدۂ بردہ شریف انکی خانقاہ مین پڑھا اور اجازت اُسکی شیخ سے حاصل کی۔ اور کتاب کنز فقہ کے بھی چند سبق اُن سے پڑھے آپ کے والد ماجد سے حضرت شیخ ممدوح نے فرمایا کہ مین نے کلاہ و شجرہ بوجہ شاگردی میان عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمھارے لڑکے کو دیا ہی کہ علم ظاہری سے بھی اُسکو حصہ ملے اور زیادہ تر علوم رسمی شیخ مبارک ناگوری پدر ابوالفضل اور فیضی سے آپ نے پڑھے تھے اور نیز علم فقہ اور علم کلام وغیرہ حضرت شیخ مخدوم عبداللہ عارف باللہ بدایونی سے آپ نے پڑھا چنانچہ منتخب مین خود تحریر فرماتے ہین کہ شرح صحایف علم کلام

مین اور تحقیق اصول فقہ مین شیخ عبد اللہ سے پڑھے تھے۔ آپ کی پہلی شادی جو ہوئی تھی اُن سے میان عبد اللطیف پسر پیدا ہوئے جب اُن بی بی اور لڑکے کا انتقال ہوگیا تو آپ نے ۹۷۵ھ ہجری مین دوسری شادی بدایون مین کی جس کے حالات اور تاریخ شادی خود مولانا نے کتاب منتخب مین تحریر کیے ہین تاریخ شادی جو مولانا نے لکھی تھی وہ یہ ہے۔

تاریخ شادی

چون مرا از عنایت ازلی		الصدا سے بماہ چہرے شد	
عقل تاریخ کتخدائی را		گفت ماہے قرین چہرے شد ۹۷۵ھ	

شروع مین آپ بسلسلہ ملازمت حسین خان حاکم بدایون داخل ہوئے تھے پھر بتوسل جلال خان قورچی و حکیم عین الملک اکبر شاہ تک آپ کی رسائی ہوئی ۹۸۱ھ مین آپ ملازمت بادشاہی مین سربلند ہوئے اور اسی سال ابوالفضل بھی ملازمت شاہی مین نامزد ہوئے تھے ایام ملازمت مین شیخ ملازمت و حضوری بادشاہ سے بوجہ ناموافقت مزاج بادشاہی اور جلسہ بدتہذیب و صحبت گمراہان سے احتراز کر کے کنارہ کش ہوگئے تھے۔ اور قاضی علی بغدادی کے ذریعہ سے بوجہ ہونے ہزار بیگھہ زمین جاگیر کے منصب داران ہزاری مین نامزد ہوئے اور حضور بادشاہ مین نذر گذرانی۔ آپ خود اس حال کو ایک مقام پر تحریر فرماتے ہین اور اپنی مثال مانند پیرزال خریدار حضرت یوسف علیہ السلام کے ظاہر فرماتے ہین اور کیا خوب مولانا نے اس مقام پر تحریر فرمایا ہے **شعر**

بدرگاہ حکام درگاہ دبیگھہ		روہی تاکنی بیگھہ چند حاصل	

حضور بادشاہ سے آپ کو کام تالیف و ترجمہ کتب ہائے عربی و سنسکرت و ہندی کا ارلا سپرد تھا۔ چنانچہ آپ نے بہت کتابین تالیف فرمائین اور ترجمہ بہ حکم شاہی کیا ازانجملہ ترجمہ کتاب اتھربن وید بمدد شیخ بھاون برہمن دکھنی جو مسلمان ہوگیا تھا اور ملازم شاہی تھا آپ نے کیا۔ یہ کتاب وید اہل ہنود کی چوتھی کتاب ہو اور ترجمہ مہا بھارت جس کا نام رزم نامہ ہوا۔ اور کتاب رامائن کا ترجمہ عرصہ چار سال مین آپ نے کیا۔ اس کتاب مین پچیس ۲۵ ہزار اشلوک ہین اور ہر اشلوک ۶۵ حرف کا ہے۔ ۹۹۷ ہجری مین اس ترجمہ سے فراغت حاصل کی اور بادشاہ کے روبرو پیش کرنے کے وقت اسکے آخر مین یہ شعر لکھدیا۔ شعر۔

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان سوختہ کردیم بہ جانان کہ رساند

بعدہٗ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے ترجمہ بہت عمدہ کیا ہے دیباچہ بھی حسب معمول لکھو مولانا کہتے ہین کہ مین نے اس وجہ سے کہ حمد خدا ے تعالےٰ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر دیباچہ مین نہین لکھہ سکتا تھا اور حمد و نعت لکھنے کا حکم نہ تھا مین نے دیباچہ کے لکھنے سے احتراز کیا۔ ششم انتخاب جامع رشیدی عربی سے فارسی مین ترجمہ کیا۔ ہفتم کتاب بحر الاسمار کہ جسکا کسی قدر ترجمہ ہوچکا تھا قریب ساٹھ جزو کے ترجمہ کیا۔ ہشتم کتاب نجات الرشید جو نہایت درجہ کی عمدہ کتاب تصوف اور بیان گناہان صغیرہ وکبیرہ اور عیوب دل اور آفات نفس کے بارہ مین ہے مولانا نے تصنیف کی۔ یہ کتاب راقم نے اپنے جد امجد کے کتب خانہ سے پائی ہے اور اسکو دیکھا ہے اور یہ کتاب خود مولانا کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی کتاب سے صحیح کی گئی ہو اور اس کتاب کا ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ مین ایک نسخہ موجود ہے۔ ہم بھی

آیندہ اُس کتاب سے تبرکاً اس تذکرہ مین کچھ نقل کرین گے۔ نہم انتخاب تاریخ کشمیری
کہ جسکا کسی قدر ترجمہ مولانا شاہ محمد شاہ آبادی نے فارسی مین کیا تھا۔ اُسکو بعبارت
سلیس مولانا عبدالقادر نے دوبارہ ترجمہ کیا۔ دہم ترجمہ کتاب معجم البلدان جو
دو سو جزکی کتاب ہے جسکا تذکرہ صفحہ ۵۷۳ کتاب منتخب جلد دوم مین درج ہے یہ بھی
مولانا صاحب نے کیا۔ گیارہوین کتاب منتخب التواریخ جسکو تاریخ بدایونی بھی کہتے
ہین ۹۹۹ھ ہجری مین لکھنا شروع کی۔ ۲۳۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۰۴ھ ہجری مین اختتام کو
پہونچی جسکی تاریخ مولانا صاحب نے اس طرح لکھی ہے۔

تاریخ

	شکر للہ کہ باتمام رسید		منتخب از کرم ربانی	
	سال تاریخ ز دل جستم گفت		انتخابے* کہ ندارد ثانی ۱۰۰۴ھ	

اس کتاب کے تین حصہ ہین۔ حصہ اول ذکر بادشاہان ہند عہد سلطان ناصر الدین
سبکتگین سے تا زمانہ ہمایون بادشاہ۔ حصہ دوم احوال اکبر بادشاہ کا جو مصنف
کو تحقیق ہوا اور خود مشاہدہ کیا۔ حصہ سیوم علمار و فقرار و شعرار کے بیان مین۔ حصہ دوم
مین مصنف نے نہایت درجہ راست بازی کو کام فرمایا ہے اور اکبر سے بادشاہ
جلیل القدر کے زمانہ مین اُسکے اچھے بُرے حالات بلا خوف و خطر تحریر کرنا اور اپنی جان و
مال و عزت آبرو کو خطرہ مین ڈالنا یہ مولانا صاحب ہی کا کام تھا ورنہ کوئی مورخ کبھی ایسے
حالات لکھنے مین قلم نہ اُٹھاتا۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا صاحب کی طرح سچ لکھنے والا ہم نے

* یہ تاریخ لفظ انتخاب سے اس صنعت کے ساتھ نکلتی ہے کہ اُسکا حرف ثانی یعنے نون کے عدد نہ
شمار کیے جائین اسی طرح سے انتخاب بلا نون کے عدد (۱۰۰۴) ہوتے ہین ۱۲

کسی مورخ کو سلف سے زمانہ حال تک نہین دیکھا یہان تک کہ اپنی اچھی بری سب
باتین بھی اُنھون نے ایمان داری سے لکھ دی ہین۔ اس مقام پر مجکو یہ لکھنا ضرور ہے
کہ جو ہمارے شفیق خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ خان سابق
پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد مورخ زمانہ حال ورئیس دہلی سے اپنی تاریخ
ہندوستان کی جلد پنجم اقبال نامہ اکبری کے صفحہ ۷۹۹ مین شیخ فیضی کی فیاضی اور
آشنا پروری پر تحسین فرمائی ہے اور مولانا صاحب کی نسبت جنھون نے پاس مذہب اور
اسلام کی وجہ سے فیضی جیسے لامذہب کی تاریخ وفات جو اور لوگون نے لکھی ہے ان
الفاظ مین نقل کی ہے۔

تاریخ وفات

شار مقر ربہ جار مذہب نار	سال تاریخ فیضی مردار
سال فوتش چہ سگ پرستی مرد	چون بہ ناچار رفت شد ناچار

سال تاریخ خالد فی لنار

اس پر خان بہادر نے ایسا لفظ رکیک اپنی کتاب مین مولانا صاحب کی نسبت لکھا ہے
جسکو ہمارا قلم نقل کرنے کی جرأت نہین کرتا ہے مگر مصداق نقل کفر کفر نباشد ہم
اُس لفظ کو لکھتے ہین اور اُسکا جواب دیتے ہین وہ عبارت خان بہادر کی یہ ہے۔
آج ہم فیضی کی اُس فیاضی اور آشنا پروری پر تحسین کرتے ہین اور
بدایونی کی خباثت پر نفرین۔ انصاف پسند اشخاص عموماً اور اہل اسلام خصوصاً۔ مگر
وہ مسلمان جنکو ذرا بھی حمیت اسلام ہوگی مُلّا صاحب کی اُس تحریر کو ملاحظہ فرمائین گے جسکو خود
خان بہادر نے اپنی کتاب کے اُسی صفحہ مین ترجمہ کیا ہے جسے مُلّا صاحب نے خود اپنی کتاب

منتخب میں فیضی کے حالات میں جو اسکے کمالات تھے وہ ظاہر کیے اور جو اس نے
بد دینی اور لا مذہبی پھیلائی اسکو بھی ملّا صاحب نے بہ حیثیت ایک سچے وقایع نگار کے لکھ
آخر میں بطور معذرت کے اس اعتراض کا جواب جو تین سو برس کے بعد آج ملّا صاحب
پر کیا جاتا ہی خود ملّا صاحب نے لکھدیا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ فیضی کی جانب سے
اسقدر اخلاص اور پھر اسکی یہ مذمت کرنا کس مذہب میں جائز ہے تو
میں کہوں گا کہ تمام حقوق سے حق دین وحفظ عہد برتر ہے۔ پس اب
اس پر اعتراض کرنا اور خباثت کا لفظ لکھنا خان بہادر کا اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کہ خان
بہادر کسی واقعات کی جو ملّا صاحب نے فیضی کی نسبت لکھے ہیں تکذیب نہیں کرتے
ہیں یعنے یہ نہیں لکھتے ہیں کہ مولانا عبد القادر صاحب نے جو واقعات بد دینی لا مذہبی
فیضی کے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں وہ جھوٹے ہیں یا فیضی پر تہمت ہے بہ تسلیم ان واقعات
اور اُس معذرت کے پھر مولانا صاحب سے دین دار کو ایسے لفظ رکیک سے یاد کرنا مولانا
کی کچھ توہین نہیں ہی بلکہ اگر غور سے دیکھو تو اسلام کی توہین ہی۔ ہاں یہ بات ضرور ہی کہ مولانا
عبد القادر صاحب خوشامدی یا غلط وقایع نگار نہ تھے اور انکو حُبّ جاہ دنیا یا کسی
خطاب کی خواہش نہ تھی جو غلط واقعات اور خوشامد کی باتیں لکھتے یہان تک کہ انھون نے
اکبر سے جلیل القدر بادشاہ کے سچے حالات جس کے وہ نمک خوار تھے اپنی جان پر
کھیل کر لکھدیے اور اُسکے جو عیوب تھے وہ بھی ظاہر کردیے۔ پس فیضی کا ان کو کیا خوف
تھا انکا مسلک الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ تھا جیسا کہ مولانا نے خود ظاہر کیا ہی کہ میرے نزدیک
حق دین سب پر مقدم ہی۔ پس ہم کو اپنے شفیق خان بہادر کی اس تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ انکا منشا یہ ہی کہ باوجود لا مذہب ہونے کے مولانا صاحب کو فیضی کی تعریف ہی کرنا

چاہیے تھی۔ مگر مولانا صاحب تو علماء اور مشایخ مین تھے وہ کیونکر اسکی تعریف کرتے مولانا عبدالقادر کی نسبت بڑے بڑے انگریزون نے راست بازی کا سارٹیفکٹ لکھا ہے اگر وہ سچے حال ظاہر نہ فرماتے تو آج دوسری قوم کے لوگ انکو راست باز نہ لکھتے اسکی تصدیق کتاب جنرل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال حصہ پہلا صفحہ ۱۱۸۔ اور ڈاس حصہ ۵ صفحہ ۲۷ سے ہوتی ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہم کس حال کو لکھ رہے تھے اور کہان اس جھگڑے مین ہم نے خامہ فرسائی کی۔ اب ہم اصل مطلب یعنے مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وفضایل کو لکھتے ہین۔ کتاب روضۃ صفا مین تحریر ہے کہ جب سلطان جلال الدین اکبر نے دین وملت مین فتور ڈالا تو شیخ عبدالقادر ہندوستان سے ہجرت کرکے توران کو گئے اور والی توران سے امداد چاہی۔ بادشاہ توران نے ایک لشکر جرار اور فوج بیشمار جمع کرکے اکبر بادشاہ سے ارادہ لڑنے کا کیا۔ جبکہ مولانا بھاگ کر توران چلے گئے تھے بادشاہ اکبر نے

سلہ ملا عبدالقادر صاحب کو اکبر کے عہد مین توران کو بھاگ جانا کسی تاریخ سے ثابت نہین ہوتا۔ البتہ ایک ولایت مین اس قسم کی روایت زبانی مشہور ہے کہ جب ابوالفضل اور فیضی نے اکبر کی طبیعت کو اسلام سے منحرف کر دیا تھا اور اسکے خود نبی یا اوتار ہونے کا یقین دلایا جاتا تھا اسی زمانہ مین فیضی نے برمنبر دربار اکبر کی مدح مین یہ شعر پڑھا۔

شکر صد شکر کہ خیر البشرے پیدا شد
ایک نبی رفت و بجائیش دگرے پیدا شد

تو ملا عبدالقادر صاحب سے بوجہ عصبیت مذہبی خاموش نہ رہا گیا اسی وقت فی البدیہہ کہا شعر۔

حیف صد حیف کہ شر البشرے پیدا شد
دم کہ در دین نبی رخنہ گرے پیدا شد

یہ کہکر بھاگ گئے اپنے وطن مین آئے یہان بھی قیام کی صورت نظر نہ آئی تو توران کی طرف چلے گئے اسکے بعد انکے اہل وعیال کی گرفتاری کا قصہ ہوا۔ بالآخر ملا کا قصور معاف ہوا اور پھر وطن آ گئے۔ لیکن اس واقعہ کا کسی تاریخ سے پتہ نہین چلتا نہ اکبر کے زمانہ مین انکے اہل وعیال کا گرفتار ہوکر دہلی جانا ثابت ہوتا ہے۔ البتہ مجکو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد مولف کتاب دربار اکبری کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ جس سال منتخب التواریخ ختم ہوئی اسی سال کے آخر مین ملا صاحب اپنے وطن بدایون مین خود بھی تمام ہو گئے۔ ۵۷ برس کی عمر تھی اکبر کے عہد مین ملا صاحب نے اپنی کتاب کو بہت احتیاط سے مخفی رکھا تھا لیکن جہانگیر کے زمانہ

فرزندان دستلقان شیخ کو قید کرکے اپنے روبرو طلب کیا۔ آپ کی لڑکی خورد سال تھی اُس نے روبرو بادشاہ کے یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا پڑھا **شعر**

گنہ بود مردِ ستم گارہ را		چہ تاوان زن وطفل بیچارہ را	

بادشاہ نے یہ سنکر اُسکو رہا کیا اور پھر مولانا صاحب کو توران سے واپس طلب فرمایا مگر بختاور خان عالمگیری مورخ نے کتاب مراۃ العالم میں بعد دیگر فضایل مولانا صاحب کے اس قصّہ کو اس طور سے لکھا ہو کہ منتخب التواریخ جس میں چالیس برس کے حال اکبر بادشاہ کے لکھے ہیں اپنی زندگی میں مولانا صاحب نے اس کتاب کو شایع نہیں کیا تھا بعد وفات مولانا صاحب کے جب یہ کتاب شایع ہوئی جہانگیر بادشاہ نے شیخ کی اولاد کو طلب کیا اور نظر عتاب سے دیکھا اُسوقت آپ کے صاحبزادے نے یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا پڑھا۔ مورخ مذکور یہ بھی لکھتا ہو کہ جب شیخ فیضی اور ابوالفضل کے باپ کا انتقال ہوا تو ابوالفضل اور فیضی نے اپنی ڈاڑھیاں منڈا کر بھدرا کرائی مولانا صاحب نے اُسی وقت اس موتراشی کی تاریخ اس طور سے لکھی موتراش چیند۔ اب ہم پھر کتاب روضہ صفا سے اور حالات نقل کرتے ہیں۔ کتاب مذکور میں درج ہو کہ مولانا عبدالقادر اکثر صحبت مشایخ عصر سے مستفیض ہوئے اور اُنسے نعمت حاصل کی اور اولیاء اللہ کے انفاس نفیسہ سے

میں اسکا چرچا ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اس نے میرے باپ کو بدنام کیا ہو اُسکے اہل عیال کو گرفتار کرلو۔ ملا صاحب کے کوئی بیٹا تو تھا ہی نہیں اُنکی چھوٹی لڑکی جب بادشاہ کے سامنے گئی تو اُسنے وہ شعر پڑھا جاو پر مذکور ہوا۔ بادشاہ نے ان لوگوں سے اور نیز کتب فروشوں سے مچلکے لیے کہ اس کتاب کو شایع نہ کریں لیکن خافی خان لکھتا ہو کہ باوجود اس ممانعت اور تشدد کے یہ کتاب ایسی مقبول عام ہوئی کہ دارالخلافہ میں کتب فروشوں کی دوکانوں پر سب سے زیادہ تاریخ بدایونی ہی نظر آتی تھی۔ منہ

فائدہ اُٹھایا۔ دو مرتبہ خدمت میں جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے جو
حضرت عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ تھے حاضر ہو کر فیض حاصل
کیا اور حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپوری کی خدمت میں بوسیلہ شیخ اعظم بدایونی کہ جو
داماد شیخ مذکور کے تھے فیضیاب صحبت ہوئے اور شیخ برہان کالپی والے اور
شیخ نظام نارنولی اور شیخ ابوالفتح گجراتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی بھی خدمت
میں پہونچکر ذکر او ر شغل میں مشغول ہوئے چنانچہ مولانا صاحب نے منتخب التواریخ
میں بھی ان بزرگان اور دیگر بزرگان کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور
حضرت شیخ نظام الدین امیٹھی وال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تبرکاً کلاہ عطا فرمائی
اور اپنی بیعت سلسلہ قادریہ میں حضرت شیخ داؤد قادری جھنی وال رحمۃ اللہ
علیہ سے فرمائی۔ اور اپنے پیرو مرشد کی صحبت میں رہ کر صفائی قلب حاصل کی۔
اور ذکر و شغل میں مشغول ہوئے اور اپنے مرید ہونے کا قصہ کتاب منتخب میں بالتفصیل
تحریر کیا ہے جس کو بوجہ طوالت لکھنا مناسب نہیں سمجھا اور پھر بہ حکم اپنے پیرو مرشد کے
آپ واپس وطن کو ہوئے۔ آپ نے وقت واپسی یہ شعر اپنے پیرو مرشد کے سامنے
بہ حالت گریہ و زاری پڑھا شعر

میروم سوے وطن زین درد دل بی اختیار	نالہ دارم کہ پنداری بہ غربت میروم

سنہ ۹۷۶ ہجری میں بذریعہ سید اصغر علی بدایونی و قاضی احمد برادر قاضی مبارک
گوپاموی شیخ نظام الدین امیٹھی وال کی خدمت میں گئے شیخ ممدوح مولانا
کو اپنے حجرہ میں لے گئے اور فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کیجیے مولانا صاحب
فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت ایک دو درویش حجرہ سے باہر نغمہ سرود

سنا ہی ہین کہ رہے تھے مجھ پر جو حالت اُسوقت طاری ہوئی بیان نہین کر سکتا ہون حضرت شیخ نے اپنی کلاہ مجکو عطا فرمائی اور اس دعا کے پڑھنے کی اجازت دی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْبَکَمِ وَالْمَضُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَالْعَمٰی

اور شیخ المحدثین قدوۃ المحققین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کمال درجہ اتحاد مولانا صاحب سے تھا اور باہم دگر مراسلت جاری تھی۔ نقل ہے کہ بعد وفات کے جب مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کو قبر کے اندر لوگون نے رکھا اور کڑا قبر کا پختہ اینٹ سے تعمیر کیا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر حاضر تھی ایک شاگرد مولانا کے میان لعل بیگ نامی بھی موجود تھے اُنھون نے اُسوقت تذکرہ کیا کہ مولانا نے کتاب نجات الرشید مین لکھا ہی کہ لحد خشت خام سے ہونا چاہیے ناگاہ جو کڑا پختہ اینٹون سے بنا تھا خود بخود ٹوٹ کر گر گیا دوسری مرتبہ پھر خشت پختہ سے تعمیر کیا وہ بھی گر گیا یہان تک کہ تین مرتبہ کڑا پختہ بنایا گیا اور گر گیا آخر کار چوتھی مرتبہ کڑا خشت خام سے لگایا گیا وہ قایم رہا مولانا صاحب کی تاریخ وفات حسین قلی خان شفیقۃ اصفہانی نے اس طرح سے لکھی ہے

تاریخ وفات

شاعرِ خوش کلام و خوش گفتار	زین جہان چونکہ ارتحال نمود
از سرِ اشک شفیقۃ آورد	قادری آہ انتقال نمود

قبر شریف آپ کی سواد بدایون مین ہے کہ جو اب موضع عطا پور کے نام سے مشہور ہے ایک باغ مین ایک پختہ چبوترہ پر واقع ہے اور وہان پر اور بھی قبرین اُس چبوترہ پر واقع ہین وہ آپ کی اولاد او متعلقان کی معلوم ہوتی ہین شہر سے بہ فاصلہ ۲ میل جانب

شرق جو سڑک داتا گنج کو جاتی ہے اُسکے شمال کی جانب وہ چبوترہ سڑک سے
تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اور اب وہان متصل چبوترہ کوئی درخت انبہ نہین کھیت
مزروعہ ہے شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب دربار اکبری مین
دربارہ مقام قبر ملا صاحب کے غلطی کی ہے اسلیے ضرور ہوا کہ اُس عبارت کو جو دربار اکبری
مین صفحہ ۴۶۱ پر درج ہے ہم اس مقام پر نقل کرین صفحہ ۴۶۱۔ دربار اکبری "خوش گو
نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ باغ انبہ واقع عطاپور نواح بدایون مین دفن ہوئے۔ مین کہتا
ہون کہ اسوقت یہ نام اور مقام ہونگے اب شہر سے دور ایک کھیت مین تین چار قبرین
مین اور تین چار درخت انبہ کے ہین اور یہ ملا کا باغ کہلاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ انھین مین
قبر ملا کی بھی ہے غالباً خوش گو کے بعد یہ مقام کبھی ملا کا باغ بھی کہلاتا ہوگا عطاپور اور باغ انبہ
کا آج کوئی نام بھی نہین جانتا البتہ جس محلہ مین اُنکے گھر تھے اب بھی لوگون مین زبان زد
ہین اور پنگی ٹولہ کہلاتا ہے سید باڑہ مین ہے مگر ٹیلہ یا گھر کا اثر آثار کچھ بھی نہین وہان کے لوگ
یہ بھی کہتے ہین کہ اولاد کا سلسلہ ایک بیٹی پر ختم ہو گیا تھا اور اُسکی اولاد خیر آباد علاقہ اودھ مین
باقی ہے" اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شمس العلماء کو کسی صاحب نے یہ غلط باور کرا دیا کہ
عطاپور کا اب نام و نشان نہین ہے حالانکہ موضع عطاپور و تجھیا اور موضع ملحق قصبہ بدایون
اسوقت موجود ہین نقشہ و خسرہ اُس کے اس وقت تک بند و بست کی کتاب مین ہین اور
جمع سرکاری مشخص ہے اور جس مقام پر قبر ملا صاحب کا اب مؤرخ مذکور حوالہ دیتے ہین وہ
باغ ملا کا جانب غرب دوسرا ہے جہان چند درخت ہین وہ باغ ملا والا حالی مین مشہور
ہوا ہے جو عبد اللہ عارف باللہ کی اولاد کا ہے اور راقم کے باغ کے قریب ہے ملا
عبد اللہ عارف باللہ کی اولاد بہ لفظ اولاد ملا کے مشہور ہے کسی ناواقف نے مؤرخ

گویہ مقام ملا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا غلط لکھدیا۔ موضع عطاپور مین بھی
راقم کا ایک موروثی باغ تھا اکثر وہان جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ عطاپور مین جسکو ہم اوپر
مفصل لکھ چکے ہین قبر ملا صاحب کی ہے اور کھیت ملک والا کرکے مشہور ہے۔ اب ہم کچھ
تھوڑا سا کلام مولانا صاحب کا نظم ونثر اس مقام پر تبرکاً لکھینگے۔ کتاب نجات الرشید
مین درباب فضیلت توبہ نصوح مولانا صاحب اس طرح لکھتے ہین فصل بدانکہ اتفاق
سالکان راہ و واصلان درگاہ اولین پاے سلوک طریق قویم شریعت وطریقت وصراط مستقیم
حقیقت ومعرفت توبہ نصوح است واستقامت واستدامت بران جادۂ نجات وسلامت اصل
ہمہ فیوض ومقدمۂ جمیع فتوح ایمان نہانی است کہ آب از سرچشمۂ توبہ می خورد ونشو نما از خورشید
صدق گیرد وبار ور از نسیم ذکر خداوند عزشانہ می گردد وبے استحکام اساس توبہ وصدق نیت
در ریاضت ومجاہدت ہر چند سعی نماید رفعت نیابد وزود خلل پذیر شود البناء علی
الفاسد فاسد وکلام مجید وتنزیل حکیم حمید چنین می فرماید کہ یا ایہا الذین امنوا
توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ اے آن کسان کہ ایمان آوردہ اید بازگردید
بسوے خداے عزوجل بازگشتی خالص۔ چہ یعنی توبہ بحقیقت بازگشتن است از معصیت بہ طاعت
وتوبہ نصوح آن است کہ در وقت رجوع از گناہان گذشتہ بدل پشیمان باشد ودر حال لذت آن
از خاطر محو سازد ودر آن زمان آیندہ عزم جزم نماید کہ دیگر گرد آن نگردد واگر توبہ بصدق عہد بکند
باز بشکند توبہ را در حال لازم شمرد وبدل نرساند کہ چون فتورے در عزیمت رفتہ باز اگر توبہ کنم آیا قبول
شود یا نہ زنہار وزنہار کہ این را غرور شیطانی پنداری وبدانی کہ تابید در توبہ شرط نیست۔ چہ از اعیان
این طائفہ بسی بودہ اند کہ توبہ کردہ باز بہ معصیت افتادہ وباز بدرگاہ کبریا آمدہ اند یکے از مشایخ
رضی اللہ عنہم گفتہ است کہ من ہفتاد بار توبہ کردم وباز بہ معصیت افتادم تا بار ہفتاد ودوم استقامت یافتم

و نیز گفته کہ یکے از معصیت توبہ کرد و باز شکستہ در معصیت افتادہ بود ناگاہ پشیمان شدہ روزے
با خود گفت کہ اگر بدرگاہ عزت جلت عزت باز آیم حال من ندانم چگونہ باشد ہاتفے آواز داد
أطعتنا فشكرناك ثم تركتنا فامهلناك فان عدت الينا قبلناك ۔
یعنی مارا اطاعت داشتی از تو سنت پذیر شدیم و باز بیوفائی کردی و ترا مہلت دادیم اکنون اگر
باز آئی آشتی قبولت کنیم شعر

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برد	گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاہ نیست

بعضے راخیال غلط در سر افتد و می گویند کہ چون چندین مرتبہ گناہ کردیم و توبہ شکستیم مارا شرم
می آید کہ باز توبہ کنیم و جمعے دیگر عذرے می آرند کہ چون در دل ما ہنوز ہوس گناہ و لذت آن
باقی است از توبہ چہ سود و امثال این ابیات می خوانند ۔

رباعی

در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ	در صحبت می خوری و در تب توبہ
ہر روز شکستن است و ہر شب توبہ	زین توبۂ نادرست یارب توبہ

این خیالات بیہودہ را دستاویز ساختہ بیباکانہ در گناہان مطلق العنان شدند و از ثواب
توبہ مطلق محروم ماندہ اند اما ایشان را ازین قسم اشعار باید خواند ۔

رباعی

از بسکہ شکستم و بہ بستم توبہ	فریاد ہمی کند ز دستم توبہ
دیروز بہ توبہ می شکستم ساغر	امروز بساغرے شکستم توبہ

دریغا این طائفہ نمی دانند کہ ہر لحظہ و ہر نفس بر گرفتاران غل و دل ہوا و ہوس
خطاب از رب العزت چنین می آید ۔

قطعه

باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

داین معنی از عقل سلیم بسیار بدیع و لعید می نماید کہ کسے را از کردن گناہ شرم نمی آید واز توبہ شرم می آید **فصل** منشاء غلط مردم ازین است یکے از بندگان خدمت گار را یکمرتبہ یا دو مرتبہ ببیند کہ گناہے درزیدہ آنرا بخشیدن او آسان می دانند اما چون بے فرمانی او از حد میگذرد و عفو وے در عادت دشوار می آید و علاج آن زدن است و کشتن و راندن و توبہ را کہ بارہا شکستہ باشند از ہمین قبیل خیال می کنند اما نمی دانند کہ درینجا قیاس از حال خود کردہ اند داین قیاس صحیح نیست - چہ معاملہ حق با خلق مثل معاملہ خلق با خلق نیست و مدار کار بہ عاقبت است اگر کسے در وقت رفتن از جہان مومن و تائب رفتہ باشد از اہل نجات است اگرچہ تمام عمر در فسق و ضلالت بسر بردہ باشد واگر ہمہ عمر در عبادت گذرانیدہ است و عاقبت الامر بسلامت نبرد حکم آخرت راست و آن عبادت ہمہ محو است و بر این سخن دلایل عقلی و نقلی بغایت در کتب مبسوطہ مذکور است بر این تقدیر ہر چند گناہ بیشتر شود باید کہ توبہ بیشتر کند چہ گناہ چون چرکین است و توبہ بانند صابون و ہر چند چرکینیت بیشتر احتیاج بہ صابون بیشتر و باید کہ از شست و شوے بسیار دلگیر نشود بلکہ سعی کند کہ چرکینیت ببدن نرسد شیخ شرف الحق یحیی منیری می فرماید کہ اے عزیز مگر نشنیدہ کہ بر داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام چہ خطاب آمد فرمان باد رسید یا داؤد انذر الصدیقین فانی غیورٌ وبشر المذنبین فانی غفورٌ بترسان و پرہیزگاران را کہ من غیورم و بشارت دہ گنہ گاران را کہ من غفورم -

رباعی

زاہد نہ کند توبہ کہ قہارے تو	ناغرق گناہیم کہ غفارے تو
او قہارت خواند و من غفارت	یارب بہ کدام نام خوش داری تو

ملاحظہ باید نمود کہ این خطاب روح افزاے دلکشاے شاخ غرور پرہیزگاران را چہ بر می شکند و بیخ نا امیدی دل شکستگان را چہ از پاے می افگند و نہال آرزوے آمرزش طلبان را چہ سر سبز و شاداب میگرداند و سر قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لاتقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا چہ خوش خوش بنظور می آید فرمود کہ یا عبادی الذین اسرفوا و نہ فرمود کہ یا عبادی الذین امنوا یا اتقوا یا تابوا یا عبارت دیگر تا بدانی کہ شایستہ این نداے خاص و مستحق این اضافہ اختصاص جماعہ گناہگاران اند و بس نہ آنکہ بر طہارت اصلی و فطرت ذاتی ماندہ اند و گرد تشویر و حجابات بر دامن عصمت ایشان ہرگز نہ نشستہ شعر

نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو	کہ مستحق کرامت گناہگاران اند

سیفر باید۔ اے آنکہ نظر عزت بر قدس نبوت و بر طہارت رسالت می داری یکے درین آلودگان الواث معاصی بنگر و اسرار محبت مارا بہ ایشان رسان و لوث عصیان ایشان را بہ آب استغفار بشوی کہ فاعف عنہم واستغفر لہم الایہ۔ عفو کن از ایشان و آمرزش ایشان از خدا خواہ تا شرمساری گناہ از این درگاہ نہ گریزند و بہ قوت دل در حبل امید داری آویزند و بدانند کہ امواج بحار رحمت ما الواث معاصی و اقذار مناہی عاصیان را در یکدم از وجود ایشان پاک می گرداند و بہ طہارت مغفرت از براے دریافت نعمت رویت قابل می سازد شعر

اشک نیاز من شده موجب عذر خواهیم	داد نوید مغفرت ناله صبحگاهیم

ببین کہ آیہ کریمہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین حق سبحانہ وعز شانہ
دوستی گناہگاران را بر دوستی پاکدامنان چہ طور تقدیم فرمودہ تا اینہا مغرور دامین وآنہا نا امید
وفسردہ نباشند وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ والذی نفس محمد بیدہ لو لم تذنبوا
لجاء اللہ بقوم آخرین مکانکم فیذنبون ویستغفرون فیدخلہم الجنۃ یعنے سوگند بہ آن کسے کہ ذات
محمد در قبضہ تصرف اوست اگر بالفرض والتقدیر شما گناہ نمی کردید ہر آئینہ حق سبحانہ تعالی امت
دیگر بجاے شما می آورد تا گناہ میکردند وآمرزش از خداوند تعالی می خواستند انگاہ ایشان را
بہ بہشت می برد حافظ می فرماید شعر۔

سہو وخطاے بندہ چو گیرند اعتبار	معنی عفو ورحمت پروردگار چیست

شیخ نظامی فرماید شعر۔

گناہ من ار نامدے در شمار	ترا نام کے بودے آمرزگار

اگر تمام قرآن را تتبع نمائی بتحقیق بدانی کہ آیات رجائی رحمت بیشتر از خوف وعقاب الہی است
واسماے جمالی افزون تر از جلالی است مثل آنکہ نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم
وان عذابی ہو العذاب الالیم ترجمہ خبر دہ بندگان مرا کہ من آمرزندہ گناہان ومہربان بر گناہگارم
وہمچنین عذاب من دردناک است۔ وسراین معنے است آنکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
در حدیث قدسی از حضرت رب العزت می فرماید سبقت رحمتی علی غضبی
یعنی اگرچہ رحمت وغضب ہر دو صفت جلالی وجمالی واسماے ذاتی لا یزالی من اند کہ ام را مظاہر اند ہر دو در کار
اند اما اثر رحمت من بیشتر از خشم من است وچون طبع آدمی مجبول است بر اینکہ از کسے کہ احسان
می بیند بسوے او می گراید واز کسے کہ آزار می یابد از وے می رمد بنا بر آن حکمت الہی

این اقتضا کرد کہ جانب تبشیر بر انذار غالب آید حکایت بر داؤد علیہ السلام وحی آمد کہ تو
در دل خود دوستی ما گیر و دوست ما باش و در دل بندگان ہم ما را دوست گردان عرض کرد
خداوندا کہ میتوانم بدل خود دوستدار تو باشم اما دل بندگان ترا چگونہ دوستدار تو می توانم ساخت
کہ مالک القلوب توئی و مرا درین امر اختیارے نیست فرمانے آمد کہ نعمتہائے مرا بر ایشان
بشمار و صفت رحیمی و کریمی و دیگر صفات رحمانی مرا بیان کن انگاہ ناچار تخم محبت من در زمین
دلہائے ایشان رستہ سر خواہد کشید و ثمرات و نتائج خواہد داد حکایت پیرے نزد بزرگے
آمد و گفت ایہا الشیخ گناہ بسیار دارم میخواہم کہ توبہ کنم آیا قبول شود شیخ گفت بلے ہر کہ
پیش از مرگ بیاید اگرچہ دیر آمدہ باشد زود آمدہ بود بدانکہ بندہ را گناہ بلائے است دشوار
چہ اول گناہ دل را بیماری است و سختی و آخر آن کفر است و بدبختی نعوذ باللہ منہا چونکہ
اس کتاب میں تمام وعظ و نصایح اور نکات تصوف درج ہیں ہم نے تبرکاً و تیمناً باب
توبہ سے کچھ تھوڑا سا نقل کر دیا ہے۔

ذکر شریف حضرت اوجیا لے شاہ صاحب قدس سرہ العزیز

آپ قوم افاغنہ سے ہیں محلہ قبول پورہ منجملات بدایوں میں افغانوں کی جائے سکونت
ہے وہاں کے آپ رہنے والے تھے نام آپ کا کالے خان تھا آپ مرید شاہ
جان جاناں کے جو مرید اور خلیفہ شیخ عبد الجلیل الہ آبادی کے تھے اور نعمت
و کرامت شیخ عبد الجلیل سے بھی آپ نے حاصل فرمائی ایک مدت تک الہ آباد میں
قیام پذیر ہو کر شیخ مذکور کی خدمت کی ایک روز شیخ عبد الجلیل نے دریافت کیا کہ تمہارا
کیا نام ہے آپ نے کہا کہ کالے شیخ نے کہا کہ میں نے تمہارا نام اوجیالے
رکھا ہے پس یہ خطاب شیخ کا عطا کیا ہوا ہے اور اسی نام سے آپ مشہور رہے انکی خدمت سے

بہت کچھ فیض حاصل کرکے آپ بدایون اپنے وطن کو واپس آئے - بدایون مین آپ سے بہت خوارق عادات وکرامات ظاہر ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کے معتقد اور مرید ہوئے بوقت رخصت شیخ نے چند ٹکہ پیسہ آپ کو عنایت فرمائے اُنکی برکت سے باوجود کوئی ظاہری سرمایہ نہ ہونے کے امراء و عمایدکی آپ عمدہ طور سے دعوت فرماتے اور ہر قسم کا طعام وشیرینی دعوت مین پیش کرتے - الہ آباد سے واپس آکر درگاہ حضرت شاہ بدرالدین صاحب ولایت مین چلہ مین بیٹھے پھر وہان سے بعد ختم چلہ اُٹھکر مزار پاک حضرت پیر مکہ صاحب مین مقیم ہوئے پھر لوگون نے کہا کہ آپ حضرت شاہ پیر کبیر جان جانان صاحب کے تکیہ مین سکونت اختیار فرمائیے چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ایک کملی مین مجھکو لپیٹ کر کھینچتے ہوئے لے چلو چنانچہ لوگ اسی طرح لے گئے جسوقت تکیہ مین پہونچے وہان قوال بھی موجود تھے قوالی شروع ہوئی آپ وجد فرماتے اور زار زار روتے تھے الغرض وہان سکونت مستقل اختیار فرمائی نقل ہے کہ ایک دن باہم تین اشخاص نے مشورہ کیا کہ شاہ صاحب کی خدمت مین چلین اگر خواہش کے موافق جو چیز ہم یہان خیال کرین ہم کو دیوین تو فقیر کامل ہین - غرضکہ ایک شخص نے کہا کہ اگر ہم کو شاہ صاحب حلوا اسوقت دین اور دوسرے نے کہا کہ شیخ مجھکو لیموں دین اور تیسرے نے کہا کہ مجھکو گاجر دین تو ہم جانین گے کہ یہ درویش صاحب کرامت ہین پھر یہ تینون شخص آپ کے پاس حاضر ہوئے کہ فوراً اتفاق سے ایک اور شخص حلوا شیخ کے واسطے پکا کے لایا - شیخ نے اُس آدمی کو جس نے دل مین حلوے کی خواہش کی تھی سب حلوا مع اُس برتن اور دستر خوان کے عطا فرمایا کہ یہ تمھارا حق ہے - پھر ایک شخص چند لیموں

ہدیہ لایا آپ نے وہ لیموں اُس شخص کو جس نے دل میں لیموں طلب کیے تھے
دیدیے پھر شیخ کے واسطے باغچہ سے مالی ایک ٹوکری گاجریں لایا آپ نے وہ سب
گاجریں اُس تیسرے شخص کو عطا فرمائیں اور پھر تینوں شخصوں سے فرمایا کہ امتحان
درویشوں کا کرنا تمھارے مناسب حال نہیں ہے وہ لوگ اپنی حرکت سے پشیمان
اور معتقد شیخ کے ہوئے **نقل ہے** کہ ایک روز **نواب عظمت اللہ خان ناظم**
شہر شیخ کی ملاقات کے واسطے آئے آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ ناظم کی مع لشکر کے
دعوت کرنا چاہیے مرید حیران ہوئے کہ اسقدر سامان ضیافت کا کہاں سے آئے گا
کس طرح تمام لشکر کو کھلا سکتے ہیں شیخ اپنے حجرے میں گئے اور وہاں چاولوں کا
ڈھیر پایا اُس پر شیخ نے اپنی چادر ڈال دی اور مریدوں سے کہا جاؤ چاول نکالتے ہیں
یہ کھلا دو چنانچہ تمام ہمراہیان و لشکریان ناظم نے شکم سیر ہو کر کھایا کوئی بھوکا نرہا اور بعض
لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہانڈی میں شیخ ہاتھ ڈال کر اور اُسمیں سے حلوا نکال نکال کر سبکو
دیتے تھے آپ کے ہاتھ کی برکت سے سب سیر ہو گئے **نقل ہے** کہ ایک شخص
ساکن بدایوں کو ایک امیر سے جو بدایوں سے تین منزل پر سکونت پذیر تھا کچھ حاجت
تھی اُسنے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ وہاں تشریف لے چلیے اور میری سفارش
فرما دیجیے شیخ نے فرمایا کہ بھائی میں استخارہ حضرت **شاہ ولایت صاحب** میں
جا کر کرونگا اگر استخارہ میں میرا جانا معلوم ہوا تو میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔ ورنہ نہیں
اُس شخص کو یہ خیال ہوا کہ اگر استخارہ نہ پڑا تو شیخ نہیں چلیں گے۔ اُسکا ایک غلام تھا
اُس نے اُس غلام کو زیارت شریف حضرت **شاہ ولایت صاحب** میں بھیجا کہ جب
شیخ وہاں جاویں پوشیدہ رہکر آواز دینا کہ شیخ تمکو جانا چاہیے الغرض وہ بموجب حکم

اپنے آقا کے حضرت بدر الدین شاہ ولایت صاحب کی زیارت پر جا کر کسی
جگہہ چھپ رہا جب شاہ صاحب تشریف لے گئے تو اُس غلام نے آواز دی کہ تم کو فلان
شخص کے کام کو جانا چاہیے شیخ نے اُسے نورِ باطن سے دریافت کرلیا اور کہا کہ تو اور
تیرا خواجہ بہت سختی سے ہلاک ہونگے چنانچہ وہ دونون شخص بہت مصیبت سے مرے
نقل ہے کہ جب شیخ کا زمانہ وفات قریب ہوا لوگون نے کہا کہ آپ اپنی جگہ کسی کو سجادہ
نشین فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میرے مریدون مین سے ایک شخص پورب کی سمت
سے آوینگے اُنکو یہان بٹھلانا چنانچہ شاہ ولی اللہ دانشمند بدایونی اُس زمانہ
مین پورب کی طرف تھے وہ بعد وفات شیخ کے تشریف لائے اور اُس تکیہ مین سجادہ
نشین ہوئے مزار شریف تکیہ مین واقع ہی جو شہر سے جانب جنوب متصل سرائے جالندھری
دورمیان سرائے مذکور دسرائے چودھری کے ہے پختہ عمارت بنی ہے خانقاہ
کی چھت گرگئی ہے بہت پُر فضا مقام ہے انکی قبر جانب غرب ہے۔ باقی حال معلوم
نہین ہے۔

ذکر شریف حضرت محمد سعید جعفری القادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا اسم مبارک مولانا محمد سعید ہے اور لقب آپ کا شاہ سرور افطاب ہو
اور سلسلہ نسب آپ کا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے
آپکو بیعت خاندان قادریہ سے ہی آپ مرید اور خلیفہ ظاہری طور پر حضرت شاہ سلطان
قادری بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہین اور حضرت سلطان قادری پانچ واسطہ
سے مرید جناب قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
ہین طریقہ اویسیہ سے حضرت مولانا محمد سعید کو حضرت غوث پاک سے بیعت تھی

آپ کے پیر و مرشد شاہ سلطان قادری مرید و خلیفہ حضرت شاہ قطب قدس سرہ العزیز کے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ غوث قادری کے اور وہ خلیفہ حضرت مخدوم شاہ اولیا کے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ درویش خرقہ پوش کے اور وہ خلیفہ شاہ غریب قدس سرہ العزیز کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہیں آپ نے بہت مجاہدے کیے اور بہت سی کرامات آپ سے سرزد ہوئیں اکثر آپ کو امور غیبیہ پر اطلاع تھی حضرت جو پیشینگوئیاں فرماتے وہ ویسی ہی ظہور میں آتیں حالت جذب میں مکان مقفل سے از خود باہر نکل آتے اور دروازہ بدستور مقفل رہتا اکثر کھانا کھاتے اور پانی نہ پیتے تھے اور تمام رات شب بیداری فرماتے اور عبادت میں مشغول رہتے اور جب مراقبہ میں ہوتے تو آپ کی آنکھیں مانند مشعل کے روشن ہوتیں اسوقت آپ لوگوں کو منع فرماتے کہ ایسے وقت میں میرے روبرو نہ آیا کرو اور اکثر جذبہ کی حالت میں سر و پا برہنہ نکل آتے اور جنگل کو چلے جاتے پاے مبارک میں کانٹے لگتے اور زخم ہوجاتے۔ ابتدا سے بارہ سال کی عمر میں بیدی پورا اپنے مسکن و مولد سے واسطے تحصیل علم کے شہر عظیم آباد پٹنہ میں تشریف لے گئے وہاں چند روز رہ کر بمقام لکھنؤ اور دیگر قصبات میں پھر کر بمقام گوپامئو خدمت میں مولانا قاضی شہاب الدین کے پہونچکر تحصیل علم حاصل کی پھر قصبہ سانڈی میں آکر قاضی سید ابو الحسن ترمذی کی خدمت میں تکمیل علم کی فرمائی بعد اسکے ناگاہ جذبہ محبت الٰہی نے آپ کو اپنی طرف کھینچا کتب تصوف کا مطالعہ شروع کیا نقل ہے کہ ایک رات خواب میں ایک آواز سنی کوئی کہتا ہے کہ "محمد سعید اپنا اسباب باندھ" یعنے امادہ سفر ہو

اُسی وقت خواب سے بیدار ہوکر جانب دروازہ آپ تشریف لے گئے وہان دروازہ بند پایا اور کوئی کہنے والا نتھا آپ کو معلوم ہوا کہ یہ آواز ملہم غیبی کی ہی پھر وہان سے بمقام تکیہ سنکھیا ہے نامی درویش پر کہ اُسی قصبہ مین دریاے گنگا کے کنارہ پر تھا اور سیلاب دریا سے اُسمین بعد رفع سیلاب کے سانپ بچھو بکثرت ہوگئے تھے اور اُس درویش نے اُسکو خالی چھوڑ دیا تھا جاکر بغرض چلہ کشی مقیم ہوئے اُس فقیر نے منع کیا کہ یہ جگہ انسان کے رہنے کے قابل نہین ہو اسی خوف سے مین نے چھوڑ دیا ہے آپ یہان مقیم نہ ہو جیسے یہان سانپ بچھو بکثرت ہین۔ آپ نے اُس فقیر کی نصیحت کو نہ مانا آخرکار آپ نے چند گھڑے و مٹکے و لوٹہ پانی سے بھر کر اندر تکیہ کے رکھ لیے اور قیام فرمایا جب چند روز گذر گئے ایک رات آپ کتاب بیضاوی شریف دیکھ رہے تھے دل مین یہ خیال ہوا کہ حجرہ سے باہر جاکر کتاب دیکھون چراغ گل کر دیا اور کتاب بند کی کہ دفعتاً ایک آواز ہولناک آپکے کان مین پڑی اور گھڑے و مٹکے گرنا شروع ہوئے آپ کو دہشت غالب ہوئی اور چاہا کہ حجرہ سے باہر جاؤن دروازہ حجرہ پر ایک قدم رکھا تھا کہ فوراً دل مین کہا کہ جب مین نے دیدہ و دانستہ اپنی جان پر کھیل کر یہان چلہ کھینچا تو اب یہ کیا وسوسہ ہی کہ خوف سے باہر چلا جاؤن فوراً قدم اندر حجرہ کے پھر ہٹالیا پھر شور و غل کچھ نہ معلوم ہوا اور گھڑے و مٹکے اپنی جگہ پر رکھے پائے مگر پانی گھڑون سے زمین پر گرا پایا اسی رات کو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور سلام علیک کی آپ نے جواب سلام کا دیا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ مین حضرت جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی جانب سے تمھاری تلقین کے واسطے مامور ہوا ہون کیونکہ تمکو اعتقاد راسخ جناب حضرت محبوب سبحانی سے ہے اور اُن بزرگ نے آپ کو تلقین و ہدایت فرمائی ہے اُسی وقت سے

بطفیل جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابواب معرفت آپ پر مفتوح ہو گئے
پھر عشرہ دوم میں ایک اژدہا وہان آیا اور وہ آپ کے تمام بدن پر لپٹ گیا حضرت کو
بہت ہی خوف پیدا ہوا آپ نے حضرت غوث پاک سے استمداد چاہی فوراً وہ
اژدہا سیاہ آپ سے علیحدہ ہو کر چلا گیا۔ پھر تیسرے عشرہ مین ایک شخص مہیب صورت
آیا اور آپ کے سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا اسوقت بھی آپ نے حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ عنہ کی جانب رجوع فرمایا کہ ناگاہ ایک نورانی شکل نظر آئی اور انھون نے اپنے
عصا سے اُس مہیب صورت کو مار کر ہٹا دیا بعد ازان اُن روزون مین آپ زیارت
روے مبارک حضرت قطب ربانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی یعنے
بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے اور شغل باطنی اور ظاہری بلا
واسطہ حضور پرنور سے آپ نے حاصل فرمایا اور ہر روز مدارج کشف و کرامات آپ کے
زیادہ ہوتے جاتے تھے آپ فرماتے تھے کہ چونکہ میرے آبا و اجداد جعفری مشہور تھے
لیکن مجھکو یہ تحقیق نہ تھا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میرے اجداد سے
ہین بلکہ مین یہ خیال کرتا تھا کہ حضرت جعفر طیار سے میرا سلسلہ اجداد کا ملتا ہی جس رات
مجھکو رویت حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اُس رات حضرت محبوب
سبحانی رضی اللہ عنہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جد بزرگ تیرے جعفر طیار
نہین ہین بلکہ سلسلہ نسب تیرے باپ دادے کا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے
ملتا ہے چنانچہ حضور نے جملہ حضرات آبا و اجداد میرے حضرۃ امام جعفر صادق رضی اللہ
عنہ تک جو جو واسطے تھے مجھکو دکھا دیے اور مین نے سعادت ملازمت سب کی حاصل
کی اُس دن سے مجھکو یقین ہوا کہ مین سید جعفری نہین ہون بلکہ سید حسینی ہون۔ آپ

فرماتے ہین کہ جب آخر عشرہ چلہ کا پہونچا تو ایک رات دو شخص حجرہ مین آئے اور سلام علیک
کی مین نے جواب یعنے وعلیکم السلام کہکر دریافت کیا کہ آپ کون صاحب ہین اور کہان
جاتے ہین جواب دیا کہ ہم تمھارے نکاح کرنے کو مقرر ہوئے ہین مین نے کہا کہ مین
نکاح پر راضی نہین ہون انھون نے کہا کہ تمھاری نارضامندی سے کیا ہوتا ہے
اکثر امور تمھارے حق مین تمھارے نکاح ہونے پر موقوف ہین آخر کار جب مین چلہ سے
فراغت پاکر باہر نکلا تو مجکو میرے استاد مولانا قطب الدین گوپاموی نے تحریر
فرمایا کہ مین نے تمھارا نکاح یہان ٹھہرایا ہے مین نے لکھ بھیجا کہ مین نکاح نہین کرونگا
پھر انھون نے لکھا کہ مین نے خود مقرر کیا ہے مجکو باین ریش سفید خفیف نہ کرد پھر مین
وہان سے قنوج کو بہ ارادہ سفر دہلی چلا گیا اور وہان جاکر سخت بیمار رہا۔ علم باطن سے
مجکو معلوم ہوا کہ بدون نکاح چارہ نہین ہے ناچار مین نے نکاح کرنا قبول کیا اور مجکو
صحت حاصل ہوئی جب مین سانڈی واپس آیا میرے اوستاد مذکورہ بالا مجکو قصبہ
گوپامؤ مین لے گئے اور وہان نکاح کر دیا پھر مین بایار حضرت غوث پاک فرخ آباد
مین آیا اور قاضی سید محمد عربی کے مکان پر مقیم ہوا پھر شجاعت خان غلزئی
کے طلب کرنے پر مقام قادر گنج مین آیا خان موصوف حضرت غوث پاک سے
بہت محبت اور اعتقاد رکھتے تھے اکثر موضع انھون نے آباد کیے اور حضرت غوث
پاک کے نام پر انکا نام رکھا نقل ہے کہ جب آپ قادر گنج مین تھے تو فرماتے
تھے کہ ایک شیخ وقت بغداد شریف سے مجکو مرید کرنے کے واسطے تشریف لاتے ہین
ایک مرتبہ ماہ ربیع الثانی مین شجاعت خان نے محفل گیارہوین شریف حسب
سابق منعقد فرمائی بہت روپیہ اُس مین صرف کیا ہزارہا آدمی جمع ہوئے تھے حضرت

شاہ محمد سعید اُس مجمع سے کہین چلے گئے کئی روز کے بعد تشریف لائے جب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان الواصلین شاہ سلطان قادری رحمۃ اللہ علیہ میرے مرید کرنے کے لیے بغداد شریف سے تشریف لائے تھے مین قصبہ اوتردلی مین جاکر اُنکا مرید ہوا شاہ سلطان قادری کی عمر اُسوقت ڈیڑھ سو برس کی تھی سلسلہ اُنکا پانچ درجہ سے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہی اُسی روز وہ بغداد شریف کو تشریف لے گئے اور مین قادر گنج چلا آیا نقل ہے کہ حضرت محمد سعید ایک روز فرماتے تھے کہ نواح عرب مین کنارہ دریا پر وہان اب آبادی کا کچھ نشان نہین ہے ایک اولیا رکامل نے دنیا سے انتقال فرمایا وہان کوئی زندہ آدمیون مین اُسوقت موجود نہ تھا جو اُنکے جنازہ کی نماز پڑھے ایک جماعت اولیار مردہ سے جنازہ پر حاضر ہوئی مین بھی اُس جگہ پہونچا سب نے میری طرف امامت نماز کے واسطے اشارہ فرمایا۔ مین نے معذرت کی مین اس قابل نہین ہون۔ سب نے فرمایا کہ حکم شریعت کا ہے کہ زندہ نماز پڑھا سکتا ہے نہ کہ مردہ۔ آپ کا شمار زندون مین ہے اسواسطے آپ کو امامت کرنی چاہیے۔ناچار مین نے نماز پڑھائی۔ بعد کو وہ سب متفرق ہو گئے اور مین وطن کی طرف متوجہ ہوا شیخ اکرام اللہ محشر بدایونی کتاب روضہ صفا مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت مولانا مفتی عبد الغنی صاحب عثمانی جو مرید اور خلیفہ حضرت شاہ صاحب ممدوح کے تھے نقل کی ہے کہ جب نواب احمد خان خلف نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور راجہ نول رائے نائب نواب منصور علی خان صفدر جنگ سے باہم جدال وقتال ہوا اور نول رائے مارا گیا اور نواب احمد خان نے ردہیلکھنڈ پر قبضہ

کیا نواب صاحب موصوف کی جانب سے منور خان برادر نواب منصور علی
خان قصبہ گوپامئو وغیرہ پر قابض تھا چنانچہ اس نے اپنے ساکنان ملک کے ہر امیر
وغریب پر ایک تاوان مقرر کیا ساکنان گوپامئو کہ جو حضرت مولانا سے اعتقاد رکھتے تھے اور
اُنکے رشتہ دار بھی تھے اُنپر بھی بطور مصادرہ کے کچھ رقم عاید کی۔ اس تاوان کے لینے
سے رعایا ناخوش ہوئی گرد نواح کے دہقان کاشتکارون اور زمینداروں نے بغاوت
اختیار کی اور نواب کی فوج سے لڑنا اور مسلمانون کو قتل کرنا شروع کیا اتفاق سے حضرت
مولانا شاہ محمد سعید اُس زمانہ مین فرخ آباد تشریف لے گئے مفتی صاحب فرماتے
ہین کہ مجھ سے مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تم گوپامئو کو جاؤ اور نواب کے لشکر مین
شریک ہوکر باغیون سے مقابلہ کرو اپنا گھوڑا شاہ صاحب نے مجکو سواری کے لیے دیا
اور میری کمر مین تلوار اپنے ہاتھ سے باندھی اور ترکش کمان اپنی مجکو مرحمت فرمائی اور چند
اشخاص بھی میرے ہمراہ کیے اور اپنا خدمتگار خاص جسکا نام اسلام تھا میرے ہمراہ
کیا اور مجکو رخصت کیا۔ جب مین ایک منزل راہ طے کرچکا تو دوسرے روز راہ بھول
گیا اور ایک جنگل مین میرا گذر ہوا بمشکل تمام ایک گاؤن تک مین پہونچا وہان کے گنوار
کاشتکار جو قوم ہنود سے تھے اور اپنے ربیع کے کھیت کاٹ رہے تھے جس وقت
اُنھون نے مجکو دیکھا تو لوٹنے کی غرض سے میری طرف دوڑے مین نے حضرت مولانا
اپنے پیر و مرشد کو دیکھا کہ آپ میرے برابر کھڑے ہین اور فرماتے ہین کہ خاطر جمع رکھو اور
ہراس کو ہرگز اپنے دل مین جگہ نہ دو اُسی وقت وہ سب گنوار بداندیش ازخود بھاگ گئے
اور میری طرف کوئی نہ آیا خدا جانے اُنکو کیا نظر آیا جب اُس جگہ سے مین روانہ ہوا اثنائے
راہ مین میرے شکم اور پہلو مین سخت درد پیدا ہوا مین بیتاب تھا پھر مین نے حضرت کو

دیکھا کہ میری برابر تشریف رکھتے ہین آپ نے اپنا دست مبارک اُس مقام پر جہان
میرے درد تھا پھیرا کہ فوراً اُسی وقت مجکو صحت ہوئی مین آگے کو روانہ ہوا جب تھوڑی
دور اور راستہ طے کیا تو ایک شیر میرے سامنے آیا اُسکی ہیبت مجھ پر غالب ہوئی
اسلام جو میرے ہمراہ تھا بہت ڈرا مین نے اس سے کہا کہ بہت خوف نہ کرنا چاہیے
کیونکہ بارقۂ ہمت وکرامت مولانا کا میرے ہمراہ ہے جب مین اُس شیر کے نزدیک پہونچا
مین نے پھر اُس شیر کو نہین دیکھا بلکہ جس جگہ شیر بیٹھا تھا وہان حضرت مولانا کو موجود پایا۔
جب اُس جگہ سے بھی مین آگے بڑھا تو مین نے دیکھا ایک شخص اجنبی سامنے سے آتا
ہے مین نے اُس شخص کو کبھی نہین دیکھا تھا اُس نے کہا "السلام علیک یا طالب علم"
یہ کہکر فوراً میری نظر سے غائب ہوگیا۔ القصہ مین گوپامؤ مین پہونچا صبح کو بہ ارادہ شرکت
لشکر روانہ ہوا اور ایک مقام پر میرا گذر ہوا کہ اُس جگہ سے دو راستہ تھے مین اپنے دل
مین نیت کرکے ایک راستہ کو چلا وہ راہ بہت خطرناک تھی اُس راہ مین اکثر لاشون پر میری
نظر پڑی کہ جو رہزنون کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے اُسی راستہ سے مین بخیر وعافیت
لشکر منور خان مین پہونچا اور اپنا مقصد حاصل کرکے بخیریت تمام واپس آیا۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت مولانا برج عیدگاہ بدایون مین جانب شمال معتکف تھے
ماہ رمضان شریف مین جمعہ کے روز آپ نے فرمایا **نادر شاہ درانی** نے بمقام ایران
وفات پائی اب چھ مہینے کے بعد **محمد شاہ بادشاہ نواب علی محمد خان** پر لشکر کشی
کرے گا اور اُسکو پکڑکر واپس جائیگا لیکن نواب کی جان سلامت رہے گی اور **احمد شاہ
درانی** ہندوستان کا قبضہ کرے گا اور اُس سے اور محمد شاہ کے بیٹے سے بہت
بڑی لڑائی ہوگی اور وہ شکست کھاکر پھرے گا آخر ایسا ہی عمل مین آیا اور نادر شاہ نے

اُسی تاریخ دنیا سے رحلت کی اور احمد شاہ درانی اور محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ سے لڑائی ہوئی احمد شاہ درانی کو شکست نصیب ہوئی اور سلطان محمد شاہ نے نواب علی محمد خان پر لشکر کشی کی اور پٹھانون سے بمقام موضع بنگڈھ و کرگانوہ جو بدایون سے قریب چھ کوس کے ہے سخت لڑائی بندوق اور توپ سے ہوئی آخر کار بذریعہ امراے بادشاہی کے نواب علی محمد خان کے تقصیرات بادشاہ نے معاف کیے اور اپنی ملازمت مین انکو رکھا یہ سب واقعات اُس پیشین گوئی سے پانچ مہینہ کے عرصہ مین واقع ہوئے۔ مفتی صاحب فرماتے ہین کہ مین ایک وقت سخت بیمار ہوا اور ایک مدت تک بیمار رہا مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک اونٹ پر سوار تشریف لائے اور نظر کرامت مجھ پر مبذول فرمائی اور فرمایا کہ مین یہان پر تیرے واسطے آیا ہون اُنکی برکت سے فوراً مجکو شفا اور صحت حاصل ہوئی اور یہ عنایت محض بواسطہ حضرت مولانا شاہ سرور الاقطاب کے تھی کہ وہ اولاد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہین اور حضرت امام ممدوح رضی اللہ عنہ نواسہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہین اور بھی آپ کی کرامات اور خرق عادات کتاب روضہ صفا مین درج ہین راقم نے بوجہ طوالت کے اسیقدر حالات لکھنے پر اکتفا کیا۔ آپ کی وفات ۱۱۶۳ھ ہجری مین بمقام جامع مسجد بدایون دسوین جمادی الاول کو ہوئی آپ کا مدفن باغ مین تکیہ ناصر شاہ ایرانی مین قریب زیارت حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ العزیز کے ہے میان محشر نے حسب فرمائش مفتی عبدالغنی صاحب مرحوم کے تاریخ وفات مین ایک رباعی تصنیف کی ہے جو ہم اس مقام پر تحریر کرتے ہین۔

رباعی

اے چشم و چراغ دودۂ پاک علی	شیخے مرد سے کملی و دلی
شد از نظر جہان چو خورشید نہان	تاریخ وفات اوست خورشید جلی

ذکر شریف حضرت سید عین الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

سید عین الدین مرید حضرت مولانا شاہ سرور اقطاب محمد سعید قدس سرہ العزیز کے تھے جنکا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین آپ نے اپنی وجہ معیشت تعلیم اطفال سے مقرر کی تھی اکثر اوقات فقر و فاقہ سے گذر فرماتے اور فقرا و محتاجین کو جو کچھ اپنے پاس ہوتا دیتے اور کھانا کھلاتے۔ اکثر ایسا ہوا کہ تین شبانہ روز آپ نے خود نہین کھایا جو مہمان آئے اُنکو کھلایا۔ جب کچھ گھر مین نہ ہوتا تو مہمانون کے واسطے قرض لاکر اور اپنا اسباب بیچکر دعوت کرتے۔ آپ کو ابتدا سے فقرا سے محبت تھی اور درویشون کی خدمت مین حاضر ہوتے آخر الامر آپ کو اعتقاد اور محبت سلسلہ عالیہ قادریہ سے پیدا ہوئی اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کمال درجہ اعتقاد تھا اور ہمیشہ آپ اسی تلاش مین رہتے تھے کہ اگر کوئی صاحب ارشاد اور کامل حال اس خانوادے سے دستیاب ہو تو اپنا دست بیعت اُنکے دست مبارک مین دون اسی عرصہ مین حضرت سرور اقطاب مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خرق عادات و مجاہدات اطراف و جوانب مین مشہور ہوئے اور آپ کے گوش مبارک تک پہونچے اُسی زمانہ مین سلطان محمد شاہ نے لشکرکشی نواب علی محمد خان پر کی تھی اکثر پٹھان اس ملک روہیلکھنڈ بالخصوص مقام آنولہ سے چلے گئے تھے اور مقام قادر گنج مین پہونچے سید صاحب بھی ہمراہ محمد صدیق جو چیلہ نواب علی محمد خان کے تھے اور اُنکے

لڑکون کے پڑھانے پر سید صاحب نوکر تھے مقام قادر گنج مین تشریف لے گئے وہان جاکر حضرت مولانا سرور اقطاب کی قدمبوسی نصیب ہوئی صبح وشام خدمت مولانا مین آپ حاضر ہوتے دو سال تک اسی طرح آپ حاضر ہوتے رہے لیکن براہ ادب کچھ عرض حال اپنا نہ کر سکے بعض دوستون کے ذریعہ سے اپنا عرض حال گوش مبارک مولانا تک پہونچایا مولانا نے اُس وقت قبول کیا بعدہ جب نواب علی محمد خان اس ملک روہیلکھنڈ پر مسلط ہوئے تو آپ بھی ہمراہ قبایل محمود صدیق چیلہ کے قادر گنج سے بمقام آنولہ تشریف لائے اور ہر روز ارادت واعتقاد خدمت مولانا مین آپ کو زیادتی ہوتی تھی اور اس عرصہ مین آپ نے ریاضت شاقہ ومجاہدات کا کرنا شروع کیے ایک مرتبہ آپ زیارت حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار صاحب کے قادر گنج کے راستہ مین مکن پور کو تشریف لیے جاتے تھے اُسوقت قدمبوسی حضرت مولانا صاحب کی حاصل فرمائی بذریعہ خاص دوست مولانا سرور اقطاب قدس سرہ العزیز کے آپ نے خدمت مین مولانا صاحب کے ایک خواب جو دیکھا تھا عرض کیا کہ مین خواب مین حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے مشرف ہوا۔ مین نے دیکھا کہ حضرت مولانا آنحضرت رضی اللہ عنہ کے نزدیک تشریف رکھتے ہین اور ایک فقیر حضور مبارک مین تھوڑی دور پر کھڑا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ اس شخص یعنے مجکو حوالہ فرمادین لیکن حضرت محبوب سبحانی نے میرا ہاتھ پکڑکر حضرت مولانا کے ہاتھ مین دیا پس مین مریدان ووابستگان آنجناب سے ہوگیا امیدوار ہون کہ بظاہر بھی آپ کے سلسلہ عالیہ مین منسلک ہون اور بیعت حاصل کرون اس خواب کو اُن بزرگ نے حضرت مولانا صاحب سے عرض کردیا آپ نے فرمایا کہ مرید ہونا کیا ضرور ہے

طالب صادق کو چاہیے کہ اول اپنے آپ کو مرتبہ پیر تک پہونچائے بعد ازان مرید ہو رہے خیر اگر ارادہ الہی ہے تو شغل اور ذکر تعلیم کردیا جائیگا کام سے کام ہے مین خود کوئی چیز نہین ہون وہ فقیر خود ایک مرد بزرگ ہے اگر چاہین بیعت اُس سے کرین لیکن طلب صادق سید صاحب کو تھی جذبات شوق روز ترقی پاتے رہے آخر کار جب جنگ نواب سعد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کے جو نواب قاسم جنگ والی فرخ آباد سے ہوئی اور نواب قاسم جنگ اور شجاعت خان مارے گئے اور نواب منصور علی خان صفدر جنگ فرخ آباد آئے قادر گنج ویران ہوا تب حضرت مولانا خطۂ بدایون مین تشریف لائے اُسوقت پھر سید علیم الدین نے قدمبوسی حاصل کی پھر بذریعہ انھین دوست کے جنکے ذریعہ پہلے استدعا کی تھی اور وہ خدمت مولانا مین خصوصیت رکھتے تھے احوال کمال اشتیاق اور ارادت کا ظاہر فرمایا۔ مولانا نے فرمایا کہ کل ہم اسکا جواب دینگے دوسرے روز بعد فراغ مشغولی سے فرمایا کہ سید علیم الدین کو لاؤ آخر کار آپ کو خلوت مین مولانا صاحب نے طالب کیا ایک ہی نظر توجہ سے آپ کا کام انجام کو پہونچا اور اکثر اوقات سید صاحب مجلس شریف مولانا صاحب مین حاضر خلوت و جلوت مین رہتے تھے اور روز بروز آپ کے مرتبہ بلند ہوتے گئے پھر آپ بمعیت اپنے پیر و مرشد کے بمقام آنولہ تشریف لے گئے شادل خان جو بھتیجے شجاعت خان کے تھے اور وہ قادریہ سلسلہ مین مرید تھے حضرت مولانا سے اعتقاد کامل رکھتے تھے اُنھون نے پھر حضرت مولانا کو قادر گنج مین بمنت و سماجت بُلایا مولانا قادر گنج تشریف لے گئے اور سید علیم الدین آنولہ مین مقیم رہے پھر آپ ارشاد و تلقین لوگون کو فرمانے لگے بعد انتقال حضرت

مولانا محمد سعید نور اللہ مرقدہٗ کے آپ اولیاء اُس زمانہ سے مشہور ہوئے آپ کے فضایل وکمالات کے بیان کرنے مین طوالت ہے اس لیے ہم نے مختصراً آپ کے ابتدائی حالات کو لکھدیا۔ جب آپ بیمار ہوئے تو قصبہ آنولہ سے بدایون تشریف لائے اور مولانا مفتی عبد الغنی عثمانی جو آپ کے پیر بھائی تھے اُنکے مکان پر مقیم ہوئے اور فرمایا کہ مین اس عالم سے انتقال کرتا ہون محض تمھاری ملاقات کے واسطے آیا ہون اور پارچہ کفن کے واسطے ساتھ لایا ہون اور دو پھول گلاب کے میرے پاس ہین (حالانکہ اُس وقت موسم گلاب کے پھولون کا نہ تھا) فرمایا کہ یہ دونون پھول مجکو میرے پیر ومرشد نے عطا فرمائے تھے اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک اپنے پاس رکھنا اور دوسرا مولوی عبد الغنی کو پہونچا دینا۔ القصہ مفتی صاحب نے آپ کا معالجہ کرانا شروع کیا سید صاحب نے فرمایا کہ دوا کچھ فائدہ نہ دے گی کیونکہ دو تین روز تک میری زندگی اور باقی ہے اگر آج مرتا تو بہتر تھا کہ آج جمعہ ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ کشف پر استدلال نہین ہے معالجہ مسنون طریقہ ہے آپ کو علاج کرنا چاہیے سید صاحب نے جواب دیا کہ مجکو اپنے پیر ومرشد سے معلوم ہوا ہے کہ جو چیز مین کھاؤنگا ہضم نہو گی۔ آخر کار لوگون کے اصرار کرنے سے دوا حلق سے اُتاری لیکن معدہ نے قبول نہین کی استفراغ ہوگیا تین روز تک اسی حالت مین رہے شب سہ شنبہ کو مرد و عورات جو اُسوقت موجود تھے آپ نے اُنسے کہا سب لوگ کھڑے ہو اب میری صحبت ان صاحبون سے ہے جناب پاک حضرات حسنین علیہما السلام وحضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ودیگر اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہین سب لوگ کھڑے ہوگئے اُسوقت سے ذکر الٰہی بطریق پاس انفاس جاری فرمایا بعدہٗ کلمۂ طیبہ زبان سے

فرماکر رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ مزار شریف آپ کا بدایون سے جانب غرب متصل باغ موسیٰ والے کے واقع ہے۔

ذکر شریف حضرت مولانا حسن علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ حسن علی صاحب ولد مولوی عبد اللطیف بن عبد الجلیل بن عبد الصمد بن عبد الرزاق بن قاضی عبد الوہاب شیخ صدیقی اولاد قاضی حمید الدین گنوری سے تھے بدایون کے شیوخ صحیح النسب مین ممتاز تھے آپ کی والدہ دختر شیخ امام الدین ابو الفضل فرشوری جو راقم کے جد امجد کے دادا کے بڑے بھائی تھے یعنے شیخ محمد اکرم کی پوتی تھین علم حدیث و فقہ و منطق و حکمت و فلسفہ مین ید طولی رکھتے تھے بہت اشخاص آپ کے شاگرد رشید ہوئے بہ عنایت الہی آپ کو علم باطنی اور تصوف کا شوق ہوا اور ریاضت شاقہ و شب بیداری یاد الہی مین کمال درجہ فرمائی اور پیر مرشد کی تلاش مین سفر اختیار کیا اُس زمانہ مین حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ العزیز کا شہرہ کرامت آفاق مین تھا حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرصہ دراز تک حاضر خدمت مولانا فخر الدین صاحب کے رہ کر مرید ہوئے اور نعمت کاملہ حاصل فرمائی اور حضرت پیر و مرشد کی نظر عنایت مولانا صاحب کے حال پر مبذول تھی آپ کو علم باطنی سے مالا مال کر دیا اور سند خلافت عطا فرمائی اور آپ کو واسطے ہدایت مخلوق کے روانہ سیونی چھپارہ ملک دکن مین کیا وہان آپ نے قیام فرمایا بدایون اپنے وطن اور اولاد اور جائداد املاک معافی و مکانات و باغات وغیرہ سب سے ترک محبت کی اور بدایون مین آپ کی اہل خانہ اہل برادری سے آپ کے دو پسر

ایک مولوی عبدالرزاق صاحب مرحوم دوسرے مولوی حافظ عبدالباقی
صاحب مرحوم اور دو دختر تھین۔ ایک دختر اُنکی زوجہ قاضی عبدالصمد ولد قاضی
عبدالقادر بن قاضی عبدالسلام سے مزوج ہوئین۔ اور دوسری دختر اُنکی زوجہ
قاضی محمد حنیف ولد قاضی محمد شریف بن قاضی محمد اکمل سے مزوج ہوئین اُنکے
بطن سے قاضی محمد حنیف اور قاضی محمد ذوالفقار علی نانا حقیقی راقم کے پیدا ہوئے۔
مولانا صاحب نے مقام سیونی چھپارہ مین جب شاہ حسن علی صاحب کو بھیجا تو ہزارہا
آدمی نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی وہان آپ نے ایک نکاح اور کیا اُس
بی بی سے ایک دختر سعید النسا نامی پیدا ہوئین اور اُنکے کوئی اولاد نہین ہوئی اُس
لڑکی نے ایک اپنے مادری قرابت دارون سے ایک لڑکا لیکر پرورش کیا تھا جو بعد
انتقال شاہ حسن علی صاحب کے سجادہ نشین جایداد و املاک واقع سیونی چھپارہ
پر ہوا۔ اور مولوی عبدالباقی صاحب کے ایک پسر مولوی عبدالوالی صاحب
مرحوم و مغفور اور ایک دختر مسماۃ غضنفر النسا پیدا ہوئین مولوی عبدالوالی صاحب
کے مولوی عبدالہادی مرحوم اور دوسرے بیٹے مولوی عبدالمتعالی جو اب تک
بفضلہ حیات ہین اور ان دونون صاحبون کی اولاد اناث و ذکور موجود ہین اور دختر کی
شادی قاضی محمد حنیف بن قاضی محمد حنیف کے ساتھ ہوئی اور اُنکے قاضی
غلام موسی رضا مرحوم پسر ہوئے اور دو دختران فصاحت النسا و شفیع النسا دختر
اول شیخ عابد علی مرحوم سے مزوج ہوئین جنکے پسر شیخ قاسم علی موجود ہین اور دختر ثانی
قاضی محمد محسن علی مرحوم بن قاضی محمد ذوالفقار علی کے ساتھ مزوج ہوئین جو
حقیقی مامون راقم کے تھے اور قاضی غلام موسی رضا مرحوم کے قاضی عنایت رضا

سلالہ موجود ہین اور نیز چار دن دختران بقید حیات ہین منجملہ انکے ایک لڑکی راقم کی زوجہ ہے
اور مولوی عبدالرزاق پسر ثانی لاولد فوت ہوئے یہان تک ہم نے شاہ حسن علی
صاحب کا حال لکھنا مناسب سمجھا جب تک دختر ثالث مولانا حسن علی صاحب کی
سیونی چھپارہ مین زندہ رہین ہمیشہ تحفہ تحایف مولوی عبدالوالی صاحب کو بھیجتی رہین
اور چند مرتبہ انکو طلب کیا کہ وہ سجادہ نشینی زیارت شریف مولانا صاحب کی کرین اور جائداد
پر قابض ہون مگر مولوی عبدالوالی صاحب نے کبھی اس امر پر توجہ نہ کی کہ وہان کی
جائداد لین اور وطن سے ترک سکونت کرین۔ انتقال مولانا شاہ حسن علی صاحب
کا بمقام سیونی چھپارہ ہوا۔ آپ کی پیدایش کی تاریخ راقم کو معلوم نہین ہوئی لیکن شروع
بارہوین صدی ہجری مین آپ کا تولد معلوم ہوتا ہے کیونکہ ۱۱۴۵ھ ہجری کی آپ کی دستخطی
کتاب راقم نے دیکھی ہے اور مولانا فخرالدین صاحب قدس سرہ العزیز کا انتقال
۱۱۹۹ھ ہجری مین جنکی تاریخ خورشید دوجہانی ہے۔ وقت انتقال اپنے پیر و مرشد
کے شاہ صاحب بقید حیات تھے قریب پچانوے برس کی عمر مین آپ نے انتقال
فرمایا شروع تیرہوین صدی ہجری مین انتقال فرمایا صحیح تاریخ انتقال کی راقم کو نہین معلوم
ہے لیکن پانچوین یا چھٹوین محرم الحرام تاریخ وصال ہے کیونکہ اس تاریخ پر مولوی
عبدالوالی صاحب فاتحہ شاہ صاحب ممدوح کی کرتے تھے۔

ذکر شریف حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ العزیز

آپ کے حالات کتاب آثار احمدی اور عمدة الصحایف جو حال مین مولوی عبدالکریم
صاحب ساکن حال موضع نارہ پرگنہ کڑا ضلع الہ آباد نے لکھی ہے مفصل درج ہین۔
حضرت شاہ محمد غوث ساکن قدیم قصبہ زمانیہ متعلق کمشنری بنارس متصل ضلع غازیپور

کے تھے۔ آپ مرید حضرت شاہ آل احمد عرف اچھے میان صاحب مارہروی
قدس سرہ العزیز کے تھے اور آپ نے بہت فیض و برکت پیر و مرشد سے حاصل کی۔
خرقہ خلافت حضرت اچھے میان صاحب نے آپ کو عطا فرمایا۔ آپ نے بدایون
مین آکر شیخوپور کو اپنا قیام گاہ فرمایا۔ شیخوپور کے قلعہ کے باہر ایک مسجد اور حجرہ اور کنوان تعمیر
کیا اور گوشہ نشین ہوئے۔ توکل پر گذر تھا۔ صدہا آدمیون کو مرید کیا۔ آپ کسی سے کچھ
فتوح نہین لیتے تھے لیکن آپ کا خرچ بہت زاید تھا اسوجہ سے لوگ دست غیب
کا گمان کرتے تھے پھر شیخوپور سے بدایون تشریف لائے ایک رات جماعت چورون نے
خواہ بطمع یا کسی دوسرے شخص کے ایما سے کئی بدمعاشون نے آپ کو زخمی کیا۔ آپ نے
قاتلون سے فرمایا کہ تم فوراً چلے جاؤ ایسا نہو کہ تم کو کوئی دیکھ کر گرفتار کرے۔ اوس
زخمہاے کاری کی وجہ سے آپ نے درجہ شہادت کا حاصل کیا۔ باوجودیکہ اُن بدمعاشون
نے آپ کو ہلاک کیا لیکن حلم کے سبب سے آپ نے اُنکو سزا دلانا مناسب نہ سمجھا
ہم کو اکثر اشخاص معتبر کی زبانی ایسا معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص جو اولاً آپ کا مرید تھا بعدہ
وہ آپ سے منحرف ہوگیا تھا اُس نے کچھ روپیہ خرچ کرکے ازراہ حسد آپ کو شہید کرادیا۔
آپ کی شہادت پانچوین شہر شعبان ۱۲۵۵ھ ہجری شب جمعہ کو ہوئی۔ مزار شریف آپکا اندرون
شہر بدایون تکیہ پیر بودلہ مین مزارات شریف حضرت احمد بودلہ از حضرت پیر بودلہ کے
تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے چبوترہ بنا ہوا ہے آپ کے دو خلیفہ تھے ایک شاہ شمس الحق
عرف میر تنکا سہارنپوری وہ بدایون مین اپنے پیر و مرشد کے عُرس کے واسطے
تشریف لاتے تھے اور راقم کے جد امجد مرحوم و مغفور سے بہت خصوصیت کے ساتھ
ملاقات تھی۔ راقم الحروف نے اُنکی زیارت کی ہے۔ بہت پاکیزہ صورت تھے۔ دوسرے

خلیفہ حضرت اخوند حافظ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز جنکا مزار دہلی شریف مین حضرت خواجہ باقی باللہ کے احاطہ مین ہے دسوین محرم الحرام سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

ذکر شریف جناب حضرت میان جی عبد الملک صاحب قدس سرہ العزیز

میان جی عبد الملک صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ آل احمد صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے تھے آپ شیخ انصاری ہین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب انصار کی اولاد مین ہین حضرت بہت بڑے صاحب کمال و صاحب نسبت تھے آپ نے مجاہدہ نفس بہت کیا آپ رات دن ذکر و شغل مین مصروف رہتے اور اکثر لڑکون کے درس مین بعض حصّہ دن کا صرف کرتے رات کو یاد خدا مین بیدار رہتے آپ کو اپنی شہرت منظور نہ تھی آپ کے پیر و مرشد نے جب اور لوگون کو فیض پہونچانے اور مرید کرنے کے قابل سمجھا تو آپ کو سند خلافت تحریری سلسلہ قادریہ کی عنایت فرمائی جس کو ہم اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

نقل سند خلافت عطیہ شاہ احمد صاحب مارہروی یا صاحب البرکات

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے اما بعد فان الولد الاعز الامجد الاکرم الارشد محمد ملک لما سلک علی طریقۃ اولیاء اللہ اجزتہ لتعلیم ہذا الطریقۃ العالیہ الامامیۃ القادریہ کما اجازنی شیخی و مرشدی و مولای و ابی حضرت محبوب الاولیا سند الاصفیا حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ المسئول من اللہ سبحانہ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر ہذہ الطریقۃ العلیۃ پس باید کہ ہر کہ رجوع بآن برادر نماید داخل این طریقہ عالیہ نماید شعر

درطریقت اجازت سلف است	اسے پسر شرط صحبت بیعت

وقع ہذا التحریر فی تاریخ سبعة عشر فی الشہر المحرم الحرام سنہ الف وماتان وخمسة عشر من ہجرة النبی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ۔

مہر: آل احمد نور برکات شاہ حمزہ

آپ کا انتقال ۱۲۔ رمضان المبارک ۱۲۳۵ ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار نور الانوار متصل قاضی حوض شہر سے جانب غرب قریب باغ قلمی نوتفریس کاتب اوراق ہذا کے ہے آپکے تین صاحبزادہ تھے ایک اہل اللہ حسینی عرف خلیفہ تلو اور میاں امداد حسین و شیخ محمد عنایت حسین مرحوم انکے پوتے میرے دوست خان بہادر منشی محمد سخاوت حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔ آپ کا عرس خان بہادر بہت اہتمام سے کرتے ہیں اور ہر جمعہ کو مزار شریف پر حافظ ختم قرآن شریف کرتے ہیں اور ہمیشہ ایک حافظ مزار پر مقرر ہے سب اخراجات خیر و برکت کے خان بہادر کرتے ہیں لیکن آیندہ بعد ہمارے شفیق ممدوح کے دیکھیے یہ صدقہ جاریہ جاری رہتا ہے یا نہیں کیونکہ اب بظاہر کوئی جانشین خان بہادر کا اسوقت نہیں ہے۔

ذکر شریف حضرت جناب مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہ العزیز الحمید عثمانی

آپ کے والد ماجد کا نام مولوی عبدالحمید صاحب عثمانی ہے ۱۱۷۶ ہجری میں آپکی ولادت باسعادت واقع ہوئی ظہور اللہ نام تاریخی ہے۔ تحصیل علوم کی اکثر جناب مولانا محمد علی صاحب عثمانی سے حاصل فرمائی جو قاضی مبارک گوپاموی اور قاضی مستعد خان دہلوی کے شاگرد تھے بعد وفات جناب مولانا محمد علی صاحب کے بمقام لکھنؤ تلامذہ ملک العلما مولانا نظام الدین سہالوی سے تکمیل فرمائی ۱۱۹۲ ہجری

مین حضور اقدس سید الواصلین سند العارفین حضرت سید شاہ آل احمد ابو الفضل
اچھے میان صاحب قادری مارہروی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے
مشرف ہوئے اور شرف اختصاص و خلافت خاص سے ممتاز ہو کر شاہ عین الحق لقب
عطا ہوا۔ تین سال کامل حضرت مرشد برحق کی خدمت مین کمال ریاضت و مجاہدات مین
مشغول رہے۔ بعد وصال مرشد کے وطن مین تشریف لاکر دریاے فیض باطنی و ظاہری
جاری فرماکر ایک عالم کو سیراب کیا۔ اسّی سال کی عمر مین باوجود شدت ضعف و کثرت امراض
غلبۂ شوق مین عزم سفر حرمین شریفین کا فرمادیا۔ اگرچہ بظاہر یہ سفر اُس وقت اور اُس عمر مین نہایت
مشکل تھا مگر بتائید ربانی بہ کمال آسانی طے ہوا۔ اس سفر مین آپ کے خلف الصدق و
خلیفہ برحق حضرت مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری نے سعادت کاملہ
خدمت خاص حاصل فرمائی اور دربار مرشد سے شاہ معین الحق کے لقب سے سرفرازی
پائی۔ وطن مین بعد معاودت فرمانے کے بعمر ہشتاد و ہفت سال بماہ محرم ۱۲۳۳ھ ہجری مین
وفات پائی۔ آپ کے مزار پاک سے برکات و انوار مثل شمس نصف النہار آشکار ہین۔ ہر
جمعہ کو مزار مقدس پر ایک دو قرآن شریف کا ختم بلاناغہ ہوتا ہے۔ عرس سالانہ مین دو روز
تک بکثرت ختم قرآن شریف کا معمول ہے بالجملہ جب سے آپ کی وفات ہوئی اسوقت تک
ہزارہا ختم قرآن شریف کی آپ کی درگاہ مین نوبت آئی ہے۔ آپ کے تلامذہ سے جناب
مولانا افتخار الدین صاحب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی اور
مولوی سعد الدین صاحب عثمانی مولوی عبد الوالی صاحب حافظ حسن
علی صاحب جناب مولانا سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی سجادہ نشین
درگاہ مارہرہ شریف وغیرہم ہین۔ منجملہ آپ کی تصنیفات کے فتح المنان شرح فارسی

جواہر الرحمٰن و شرح فارسی کتاب الصلوٰۃ و محافل الانوار و رسالہ رد وہابیہ و رسالہ رد روافض و دیگر رسایل تصوف ہین اور کبھی کبھی آپ شعر بھی تصنیف فرماتے چنانچہ راقم کو یہ شعر آپ کا یاد ہے شعر

رفت در بیعانہ اش صبر و دل و دونیم قرار	سادہ لوحی بین کہ عشقش را خریدارم ہنوز

آپ کے مرید و خلیفہ صدہا آدمی ہوئے۔ میان عبداللہ شاہ صاحب فاروقی نہایت درجہ عابد و زاہد تھے جنکے صاحبزادہ مولوی فضل مجید صاحب راقم کے مخلص ہین و قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی خلف قاضی عبدالسلام صاحب مرحوم و مولوی محمد حسین صاحب ولد مولوی اسداللہ صاحب مرحوم و مولوی علی بخش خان صاحب و مولوی محمد بخش خان صاحب صدر الصدور جنکے صاحبزادہ خان بہادر مولوی حامد بخش ہمارے شفیق ہین و منشی عظمت علی صاحب منصف و مولوی حافظ حاجی علی اسداللہ صاحب مرحوم و مغفور جنکے خلف اکبر قاضی و حافظ و قاری مولوی علی احمد محمود اللہ شاہ و خلف ثانی حافظ عنایت احمد صاحب موجود ہین۔ آپ کی وفات کی تاریخین بکثرت اشخاص نے لکھی ہین۔ ہم اس مقام پر دو تاریخین تحریر کرتے ہین۔

تاریخ وفات از تصنیف مفتی سعداللہ صاحب مرحوم مرادآبادی

جناب مقدس شہ کاملین	امام ہدی قبلۂ اہل دین
بہ علم و عمل یادگار سلف	زفیضش منور دل عارفین
شہ اصفیا شاہ عبدالمجید	خدائش دہد جنت و حور عین
بماہ محرم شب ہفت دہم	بسوے جنان شد عزیمت گزین

رقم کرد آشفتہ تاریخ آن	کہ گردید واصل بہ خلد برین ۱۲۶۳ھ

تاریخ وفات من تصنیف قاضی عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اگر در حالت حضرت عبد المجید	آنکہ بحر علم بود وکوہ حلم
ز انتقالش سبے سر وبے پا شدہ	شرع وورع وفضل وحلم عدل وعلم ۱۲۶۳ھ

ذکر شریف حضرت ذکر اللہ شاہ خواجہ بالخیر خلیفہ حضرت اچھے میان صاحب قدس سرہ العزیز

آپ شیوخ صدیقی شرفاء بدایون سے ہین بلکہ اجداد راقم کتاب ہذا کے اور حضرت کے اجداد ایک ہی تھے میان محمد اولیا حضرت کے دادا اور شیخ درویش محمد پردادا جد راقم کے دونون حقیقی بھائی حافظ کمال محمد فرشوری کے بیٹے تھے آپ بھی حضرت اچھے میان صاحب کے مرید ہوئے اور سند خلافت بعد محنت وریاضت کے اپنے پیر ومرشد سے حاصل کی بہت اشخاص آپ کے مرید ہوئے آپ کے صاحبزادہ شکر اللہ خان واحسان اللہ شاہ صاحب تھے انتقال آپ کا ۱۳ صفر ۱۲۶۹ھ ہجری مین ہوا لقب آپ کا خواجہ بالخیر تھا آپ شاہ ولایت صاحب کے بن مین متصل قبرستان ابائی واجدادی راقم کے مدفون ہوئے۔

ذکر شریف میان حبیب اللہ شاہ

حضرت کا نام نامی حبیب اللہ شاہ ہے آپ ولایت افغانستان نواح کابل کے رہنے والے تھے عرصہ دراز سے وارد ہندوستان ہوئے اور حضرت شاہ آل احمد صاحب قدس سرہ العزیز سے مارہرہ شریف مین جاکر مرید ہوئے بدایون مین آکر محلہ چکلہ متصل مکان تھانہ بان کے ایک چھوٹی سی مسجد کے حجرہ مین گوشہ گزین ہوکر یاد الٰہی مین مشغول ہوئے اور اکثر خرق

عادت آپ سے ظاہر ہوئیں اور بہت اشخاص غربا آپ کے مرید ہوئے اور آپ کی ہدایت سے پابند صوم وصلوٰۃ ہوئے راقم نے بھی کئی مرتبہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر زیارت حاصل کی آپ کے انتقال کو تخمیناً پینتیس ۳۵ سال ہوئے اور آپ کا مزار شریف اندرون حریم زیارت حضرت شاہ عین الحق مولانا عبد المجید صاحب قدس سرہ العزیز کے گوشہ شرق وشمال مین ہے گرد حجرہ شریف کے حریم بنادی گئی ہے

ذکر شریف سیف اللہ المسلول حضرت جناب مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی

آپ کے والد ماجد حضرت جناب مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ العزیز کے متواتر صاحبزادیاں ہوئین لہذا آپ کی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھین کہ حضور مرشد برحق جناب شاہ آل احمد اچھے میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ مین فرزند نرینہ کی استدعا کیجیے مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بپاس ادب ذکر نہ فرماتے۔ جب حضرت ممدوح کی ولادت باسعادت کا زمانہ آگیا حضور جناب اچھے میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تولد فرزند کی خود بشارت آپ کے والد ماجد کو دی چنانچہ آپ کی بشارت غیبیہ کے مطابق بماہ صفر المظفر جناب ممدوح پیدا ہوئے اور حسب ارشاد حضور جناب اچھے میان صاحب آپ کا نام فضل رسول رکھا گیا اور ظہور محمدی نام تاریخی مقرر ہوا اور حضور اقدس جناب اچھے میان صاحب نے آپ کو اپنی فرزندی معنوی مین لیا جسکا اثر روز ولادت سے تا روز وفات ہر وقت آشکارا رہا ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم آپ نے اپنے جد امجد مولانا عبد الحمید صاحب سے پائی زان بعد بارہ برس کی عمر مین بہ قصد طالب علمی پیادہ پا لکھنؤ کا قصد فرمایا اور خداوند کریم کی قدرت اُسکے محبوبان بارگاہ کی کرامت سے وہ سفر آسان

ہو گیا۔ لکھنؤ میں بہ مقام فرنگی محل حضرت جناب مولانا نور الحق صاحب سے تحصیل علوم فرمائی جو اجل تلامذہ حضرت ملک العلما بحر العلوم قدس سرہ العزیز سے تھے حضرت مولانا نے بلحاظ آپ کی عزت خاندانی و بلحاظ آپ کی سنجیدگی طبع و جودت ذہنی کے اپنی اولاد سے زیادہ آپ پر توجہ مبذول رکھی چار برس میں جملہ علوم و فنون و معقول و منقول سے فارغ ہو گئے۔ جب ارادہ وطن کا آپ نے کیا حضرت استاد قدس سرہ العزیز نے اجازت نہ دی یہاں تک کہ اپنے ہمراہ بہ مقام رودولی شریف ہنگام عرس مبارک حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ روضہ مقدسہ میں بہ موجودگی مولانا ظہور اللہ صاحب وغیرہ اکابر وقت کے آپ کی دستار بندی فرما کر آپ کو اجازت وطن کی دی۔ آپ وطن آکر حاضر مارہرہ شریف ہوئے حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب آپ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے اور دعائیں دیکر فرمایا اب فن طب کی بھی تکمیل کر لینا ضروری ہے کہ خدا تعالی کو تمھاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض کا اجرا منظور ہے چنانچہ حسب الحکم آپ نے بہ مقام دھول پور جناب حکیم سید بہر علی صاحب مرحوم و مغفور سے کہ سادات رضویہ موہان علاقہ لکھنؤ سے تھے صنعت طب کی تکمیل علماً و عملاً فرمائی۔ ہنوز آپ دھول پور میں تھے کہ سانحہ انتقال حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب درپیش آیا شب انتقال سے تخلیہ میں حضور اقدس نے اعلی حضرت شاہ عین الحق عبد المجید صاحب کو طلب فرما کر جہان اور طرح طرح کے بشارات و فیوض سے آپ کو مالا مال فرمایا از انجملہ حضرت ممدوح کے دست شفا کی بھی مبارکباد دی حضرت کے والد ماجد نے آپ کو دھول پور سے طلب فرمایا تھا۔ آپ نے وطن پہونچکر مدرسہ قادریہ کی بنیاد ڈالی اور اہل شہر و ساکنان دیگر بلاد نے اس مدرسہ میں تحصیل علوم کی آپ سے فرمائی بعد چند ماہ بہ خیال صلہ رحم قصد ملازمت مصمم فرمایا اور

ریاست بنارس وغیرہ مین چندے تعلق دنیاوی قبول کیا اور ہر جگہ سلسلہ درس وتدریس
جاری رہا۔ اس عرصہ مین بارہا اپنے والد ماجد سے حصول شرف بعیت کی درخواست فرمائی
مگر دوسرے وقت پر محول کیا جاتا تھا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہی کہ تا وقتیکہ سلسلہ ملازمت قطع
نہ ہوگا حصول مقصد مین تعویق ہی لہذا آپ نے علایق دنیویہ کو ترک فرماکر عرض مقصد کیا اسوقت
آپ نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور کتاب مستطاب فصوص الحکم شریف
اور مثنوی حضرت مولانا روم کو بالاستیعاب پڑھایا بعد چندے آپ پر جذب غالب ہوگیا
اکثر اوقات صحراے ہولناک مین مقیم رہتے اور معاشرت خلق سے توحش تام لاحق حال رہا کئی سال کے
بعد طرف سلوک کے رجوع ہوا درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
مین معتکف تھے دفعتاً شوق زیارت مدینہ طیبہ ایسا غالب ہوا کہ بغیر فکر زاد وراحلہ کے عزم
بمبئی کا فرمادیا واقفین پر ظاہر ہے کہ اسوقت مین صعوبت راہ کا کیا حال تھا بدقت تمام یہ
سفر دو ماہ کی مدت مین تمام ہوتا تھا لیکن بتوفیق ایزدی آپ ساتوین دن داخل بمبئی ہوگئے
جسمین تین روز بہ سبب زخم خارہا ے بھیل واڑہ کے ایک جنگل مین مقیم رہے۔ بمبئی سے
اعلیٰ حضرت کی خدمت مین بغرض حصول اجازت سفر مبارک کے عرضی ارسال کی اور مجبوراً
انتظار جواب مین قیام فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے نہایت خوشی کے ساتھ اجازت نامہ تحریر فرمایا
اور اُسمین اجازت وخلافت اشغال خاندان قادریہ وچشتیہ کی بھی تحریر فرمائی آپ داخل
حرمین شریفین ہوئے جو کچھ ریاضتین آپ نے اُن اماکن متبرکہ مین ادا فرمائین بجز قدما اولیا
کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئین۔ حرمین شریفین کی راہ مین پیادہ پا سفر فرمایا اور ہمیشہ
مسکینون کے آرام پہنچانے مین اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی۔ اس سفر مبارک مین
حضرت شیخ عابد مدنی اور حضرت شیخ عبداللہ سراج مکی سے تحصیل حدیث کی فرماکر

قصد ہندوستان کا فرمایا آپ کے والد ماجد وطن سے بہ قصد زیارت وحج انشی برس کی عمر مین
روانہ ہوکر بمقام بڑودہ پہونچ چکے تھے کہ آپ نے بمبئی سے بڑودہ پہونچکر شرف قدمبوسی حاصل
کیا اور عرض کیا کہ اس عمر اور اسوقت مین آپ نے ایسے سفر مبارک کا ارادہ فرمایا ہو لہذا مین
مفارقت گوارا نہین کرسکتا ہون آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب تمکو اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر
سفر کرنا جائز نہین ہے چونکہ شدت بارش کی وجہ سے بمقام بڑودہ زیادہ قیام کا ارادہ تھا آپ نے
وہین سے اپنی والدہ ماجدہ کو عریضہ بغرض حصول اجازت ارسال کیا اُنھون نے بہ مسرت تمام
اجازت لکھی اور لکھا کہ ہمارے پاس مقدار آنے کا نکرو اپنے والد ماجد کے ہمراہ رہکر شرف خدمت
سے بہرہ اندوز رہو اس سفر مبارک مین آپ نے علاوہ دیگر ریاضات کے بجا آوری خدمت
اعلیٰ حضرت سے جو کچھ آپ نے شرف حاصل کیا وہ عرب اور عجم مین ضرب المثل ہے۔ اسی طرح
چند بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ واقفین حال کا اتفاق ہو کہ حضرت
رب العزت نے آپ کو کرامت طے ارض عطا فرمائی۔ جب آپ بغداد شریف مین حاضر حضور
پرنور ہوئے مشاہدہ فرمایا کہ مزار مقدس پر حضور دستگیر عالم رونق افروز ہین اُس دربار مقدس سے
جو کچھ شرف اعزاز حاصل ہوا اُس سے تمام اہل بغداد واقف ہین یہان تک کہ حضرت بابرکت جناب
سید علی صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید
سلمان صاحب نے بہ حکم اپنے والد ماجد کے آپ سے اجازت وتلمذ حاصل فرمایا سبحان
اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم۔ بالجملہ آپ کے فیوض ظاہری وباطنی حرمین شریفین و
مصر وشام وعراق وغیرہ مین واسطہ وبلا واسطہ عام طور پر شایع ہوئے جب عمر مبارک آپ کی
ششتر سال کی ہوئی بتاریخ دوم ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ ہجری روز پنجشنبہ بعد ظہر رحلت فرمائی
اور شب جمعہ کو اپنے والد ماجد کے روضہ مین مدفون ہوئے باوجودیکہ وقت رحلت سے

ترشح قایم تھا تاہم جنازہ مبارک کے ساتھ ہزارہا بندگان الٰہی کا مجمع تھا لہٰذا بہ مقام عیدگاہ
شمسی کہ میدان وسیع ہے بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا کی گئی منجملہ آپ کی تصنیفات کے
المعتقد المنتقد بزبان عربی علم کلام میں اور کتاب الصلوٰۃ بزبان عربی علم فقہ میں اور ملخص
شرح امام نووی بزبان عربی علم حدیث میں اور شرح فصوص الحکم بزبان عربی علم تصوف میں
اور حاشیہ میر زاہد رسالہ اور حاشیہ میر زاہد ملا جلال وغیرہ بے نظیر ہیں بالخصوص رد وہابیہ میں
جسقدر بلیغ کوشش بحکم حضرت اولیاء کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے چنانچہ جب آپ
بہ مقام دہلی روضہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
میں مزار مبارک پر مراقب تھے عین مراقبہ میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب
رونق افروز ہیں اور دونوں دست مبارک پر اسقدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر
تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے آپ نے عرض کیا کہ اسقدر تکلیف حضور نے کس لیے گوارا فرمائی
ہے ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمہ لیکر شیاطین وہابیہ کا قلع وقمع کرو بہ مجرد اس ارشاد
کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرماکر اسی ہفتہ میں کتاب
مستطاب بوارق محمدیہ تالیف فرمائی اسکے علاوہ کتاب احقاق الحق وابطال الباطل تصحیح
المسائل تلخیص الحق وغیرہ کتب ورسایل اردو۔ فارسی اور عربی میں بکثرت مشہور و
معروف ہیں۔ مریدین آپ کے عرب وعجم میں بکثرت ہوئے لیکن کبھی بقصد فہرست نویسی
وغیرہ کا نہیں فرمایا بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ وشیعہ بکثرت آپ کے
دست مبارک پر تائب ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپکی
ہدایت وبرکت سے مشرف اسلام حاصل ہوا تمام مشایخ کرام وعلمائے عظام بلاد اسلام کے
آپ کو آپ کے عصر میں شریعت وطریقت کا امام مانتے ہیں منجملہ آپ کے تلامذہ اہل وطن کے

سولانا فیض احمد صاحب و مولوی سید ارجمند علی صاحب و مولوی خادم علی
صاحب و مولوی غلام حیدر صاحب و مولوی جلال الدین صاحب رئیس
سوتھا محلہ و مولوی فصاحت اللہ صاحب متولی و مولوی امانت حسین صاحب
دانشمند و مولوی بہادر شاہ صاحب دانشمند وغیرہم اور منجملہ تلامذہ دیگر بلاد کے مولوی
سخاوت حسین صاحب جونپوری و مولوی کرامت علی صاحب جونپوری و مولوی
اشفاق حسین صاحب سہسوانی و حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب دہلوی
سید بنیاد شاہ صاحب سنبھلی حکیم محمد ابراہیم صاحب سہارنپوری و مولوی
عنایت رسول صاحب چریا کوٹی مفتی اسد اللہ خان صاحب الہ آبادی
قاضی القضات وغیرہ تھے - بڑے فرزند آپ کے جناب مولانا محی الدین صاحب
سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین پیدا ہوئے مظہر محمود نام تاریخی تھا کتب درسیہ عقلیہ ونقلیہ کی اپنے والد
ماجد سے تحصیل فرمائی شرف بیعت اپنے جد امجد سے حاصل کیا تھا اور خلافت اپنے
والد ماجد سے حاصل کی تھی آپ کی تصنیفات مین بھی حاشیہ میرزاہد رسالہ اور رسالہ
شمس الایمان رد وہابیہ اور حاشیہ کلیات قانون طب وغیرہ یادگار ہین سنہ ۱۲۷۰ھ
مین بمقام سہارنپور انتقال فرمایا اور جوار حضرت شاہ نور صاحب قدس سرہ العزیز
مین مدفون ہوئے - راقم کے والد ماجد مرحوم ومغفور سے ازحد درجہ کا ارتباط تھا اور آپ
کے صاحبزادے مولوی مرید جیلانی صاحب مرحوم ومغفور ہم عمر اور ہم سبق راقم الحروف
کے تھے انکا انتقال عالم شباب مین ہوگیا اُنکے صاحبزادے حکیم عبد القیوم صاحب
سلمہ بفضلہ نہایت لایق و عالم و طبیب حاذق ہین خدا اُنکی عمر مین برکت کرے اور حضرت
شاہ معین الحق کے چھوٹے صاحبزادے حضرت جناب مولانا عبد القادر صاحب

قادری سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین پیدا ہوئے مظہر حق نام تاریخی ہے ابتدائً جناب مولانا
نور احمد صاحب مرحوم و مغفور سے تحصیل علم کی فرماکر بعض کتب منقول شرح اشارات
وغیرہ حضرت جناب اُستاد الافاق مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی سے بمقام
لکھنو والور کے تحصیل و تکمیل فرمائی بیعت و خلافت اپنے والد ماجد جناب سیف اللہ المسلول
جناب مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری قدس سرہ العزیز سے حاصل کی
اور نیز اجازت سند حدیث کی بھی اُن سے آپ کو پہونچی حسب الحکم والد ماجد کے مکہ معظمہ مین
آپ نے حضرت جناب شیخ العلما مولانا شیخ جمال مکی سے بھی تحصیل و اجازت علم حدیث
کی فرمائی اکثر زیارات حضرات اولیاء کرام اجمیر شریف و بغداد شریف و کربلاء معلی و نجف اشرف وغیرہ
مین حاضری کا اتفاق ہوا اور کئی مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ شب و روز
بہ کمال تشدد ردوہابیہ مین تحریراً و تقریراً مشغول رہتے ہین اسوقت عمر مبارک ۶۵ سال
کی ہے اور آپکے شاگرد دیار و امصار مین اسوقت مین موجود ہین راقم الحروف نے بھی
بعض اوقات مین جب اُستادی حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے
درس و تدریس سے معذور ہوتے تھے تو صرف و نحو کے پڑھنے سے افتخار حاصل کیا ہے
اور آپ کے خلف اکبر مولانا مطیع الرسول مولوی محمد عبد المقتدر صاحب دام
برکاتہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین پیدا ہوئے غلام پیر نام تاریخی ہے اور کتب درسیہ کی تحصیل حضرت
جناب مولانا نور احمد صاحب قبلہ سے فرمائی اور اُنکی وفات کے بعد بیضاوی
شریف و ہدایہ و صحاح ستہ لفظاً لفظاً و دیگر کتب تفسیر کی تحصیل و تکمیل اپنے والد ماجد
جناب مولانا عبد القادر صاحب سے فرمائی سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بعیت اپنے والد ماجد
کے حج و زیارت سے مشرف ہوئے شرف بیعت و اجازت اپنے والد ماجد سے حاصل

کی ہے الحمد للہ کہ شب و روز تکمیل تدریس طلبا میں قدم بہ قدم جناب مولانا نور احمد صاحب مرحوم و مغفور کے رہتے ہیں چند سال سے اہل شہر کی درخواست پر بلا خلاف گورنمنٹ نے آپ کو ضلع بدایوں کا قاضی مقرر کر دیا ہے باصرار خواہش مسلمانان شہر بعد نماز جمعہ مسجد شمسی میں ہمیشہ بلا ناغہ قرآن مجید کا با ترتیب وعظ فرماتے ہیں رب العزت نے آپ کے پر فیض بیان میں ایسا زبردست اثر ودیعت رکھا ہے کہ حاضرین شروع سے آخر تک محو ذوق شوق رہتے ہیں۔

ذکر شریف جناب مولانا نور احمد صاحب قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی سنہ ۱۲۳۱ ہجری میں ہوئی۔ تحصیل و تکمیل جملہ علوم کی جناب مولانا فیض احمد صاحب سے فرمائی اور شرف بیعت اپنے عم معظم حضرت جناب مولانا عین الحق عبد المجید قدس سرہ العزیز سے حاصل کی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں واقع ہوئی مدت العمر درس و تدریس میں اشتغال فرمایا۔ دن کو بھی یہی شغل تھا اور شب کو بھی یہی شغل تھا۔ اسی وجہ سے بعد وفات آپ کی زوجہ کے جو چند ماہ بعد نکاح کے وفات پا چکی تھیں ہر چند اہل قرابت نے دوسری شادی کے لیے اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا کہ سنت تو ادا ہو چکی اب بجز نقصان طالبین علوم کے اور کیا متصور ہے۔ فی الواقع اولاد کے ساتھ بھی ایسی شفقت کم ہوتی ہے جیسا کہ آپ کو اپنے تلامذہ کے ساتھ کمال شفقت اور محبت تھی۔ آپ کے تلامذہ دیار و امصار میں پھیلے ہیں جس نے جسقدر بھی آپ سے استفادہ کیا آپ کی برکت سے وہ محروم نہ رہا کیسا ہی غبی و بد ذہن کیوں نہ ہو مگر آپ کے پر فیض اثر تعلیم سے وہ سب کچھ ہو گیا اخلاق آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق کے نمونہ تھے۔ تصنع کو کسی بات میں دخل نہ تھا۔ اگر حاضرین یا سائل

دینیہ کا ذکر کرتے آپ اسمین دیر تک مشغول رہتے اور اگر کسی دنیوی امر کا تذکرہ ہوتا اور مشورہ چاہتے تو آپ امور دنیوی کا ذکر فرماتے اپنی راے صائب اور تدابیر احسن سے مدد کرتے۔ مساکین کا کام ہر طرح اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے۔ غربا اہل محلہ کے لیے بازار سے پارچہ وغیرہ خود خرید فرماتے۔ اگر تلامذہ اصرار کرتے تو فرمادیتے ہان تم کو زیبا نہین ہے۔ فی الواقع یہ ایسی خصلت ہے جو فی الحقیقت نمونہ خلق محمدی صلعم تھی۔ بالجملہ آپ اسم باسمی سراپا نور تھے۔ خود شعر نہین فرماتے مگر مذاق شعر کا بہت تھا۔ راقم نے صرف و نحو جناب ممدوح سے پڑھا ہے اور آنجناب کی شفقت ایسی تھی کہ جسکو کاتب الحروف ہمیشہ تک یاد رکھے گا۔ اللہ تعالی آپ کی مغفرت فرمائے۔

ذکر شریف حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز

حضرت شاہ محمد سلامت اللہ صاحب شیوخ صدیقی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ خلف اکبر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہین۔ بدایون کے شرفا مین محلہ سوتھہ مین جو خاندان مولیان ہے اُن مین آپ معززین منجملہ دیگر معززان کے شمار کیے جاتے تھے۔ آپ نے اولاً تحصیل علم درسی جناب مولانا ابوالمعانی صاحب عثمانی اور جناب مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید صاحب قادری عثمانی بدایونی سے فرمائی اور سند علم حدیث کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے حاصل فرمایا اور حضرت آل احمد عرف اچھے میان صاحب مارہروی کے مرید اور خلیفہ ہوے اور آپ سے فیوض اور برکات باطنی حاصل فرمائے۔ بدایون مین جب آپ کی شادی اہل برادری مین ہوئی تو بوقت رخصت ایک معرکہ عظیم اہل برادری سے پیش آیا اور نوبت جنگ و جدال

کی بیٹی بیاہی اُسوقت راقم الحروف کی جانب ماجدہ کے والد ماجد مولوی حکیم افتخار الدین نے
رخصت کراکر برات کو اپنے مکان مین دولہن کو فروکش کرایا اور شاہ صاحب چند عرصہ تک
وہین مقیم رہے بعد رفع فساد کے اپنے مکان مین تشریف لے گئے۔ آپ بہت بڑے
عالم متبحر علم فقہ و حدیث کے تھے اور نظم بھی کبھی کبھی فرماتے تھے۔ بدایون سے آپ کانپور
تشریف لے گئے اور وہان تازیست قیام فرمایا۔ آپ سے ہزارہا آدمیون نے فیض ظاہری
و باطنی حاصل کیا آپ کی املاک اور جائداد غیر منقولہ معافی وغیرہ بدایون مین بہت تھی۔ آپ کے
دو صاحبزادے شیخ عظیم اللہ اور شیخ ظہور احمد بدایون مین اُس جائداد پر قابض ہوئے
شیخ ظہور احمد کے کوئی اولاد نہین تھی شیخ عظیم اللہ صاحب کے دو صاحبزادے ایک
شیخ رزق اللہ اور دوسرے شیخ عزیز احمد صاحب ہوئے شیخ محمد رزق اللہ
فوت ہوگئے اور شیخ عزیز احمد صاحب سلمہ زندہ ہین اور دختران کی اولاد موجود ہے
ایک نواسی راقم الحروف کے چھوٹے بھائی محمد رشید الدین کے ساتھ مزوج ہی بفضلہ
اُسکے بھی اولاد ذکور واناث موجود ہے اور مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب سے
راقم کا ایک دوسرا تعلق بھی تھا یعنے راقم کی والدہ کے نانا شیخ ظل اللہ مولوی سلامت
اللہ صاحب کے چچازاد بھائی تھے آپ کا انتقال بمقام کانپور بہ عمر ہفت و ہشتاد سال
بتاریخ ۳۔ رجب المرجب ۱۲۸۱ھ ہجری بروز دوشنبہ ہوا اور مدفن شریف آپ کا نیا ناچ گھر
اندرون احاطہ مسجد بمعرہ مولوی صاحب مرحوم بنا ہے۔

ذکر شریف مولانا شاہ دلدار علی مذاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیوخ صدیقی بدایون سے اولاد قاضی حمید الدین گنوری سے ہین اور
از روے سلسلہ مادری سادات صحیح النسب قبائی سے ہین آپ کے والد کا اسم شریف

حافظ نثار علی ولد مولوی غلام قطب الدین اولاد مولوی محمد منیر جو نبیرہ قاضی عبد الوہاب کے تھے ہین- آپ کی والدہ ماجدہ دختر سیّد عبد العلی قبائی اولاد سیّد علاء الدین اصولی سے ہین اور وہ مرید شاہ عین الحق مولوی عبد المجید قدس سرہ العزیز کے ہین جنکا حال ہم اوپر لکھ آئے ہین آپ ۱۲۳۵ھ مین پیدا ہوئے آپ نے علم متوسط عربی وفارسی کی تکمیل فرمائی- اولاً طبع نظم گوئی کی طرف راغب ہوئی آپ نے دہلی مین جاکر فن شعر گوئی مین خاقانی ہندوستان ابراہیم ذوق سے تلمذ حاصل کیا- اُستاد نے آپ کی طبع موزون اور کلام آبدار دیکھ کر آپ کا تخلص مذاق رکھا- آپ اپنے ہمعصر شعرا مین ممتاز اور نامی ہوئے راقم نے بھی چند مرتبہ اپنا کچھ کلام بنظر اصلاح حضرت کے روبرو پیش کیا- آپ کا خلق ہر ادنیٰ واعلیٰ کے ساتھ ایسا وسیع تھا کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مولوی صاحب مجھ سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہین کرتے- قریب چالیس برس کی عمر مین آپ کو علم باطنی کا شوق ہوا اور سفر آپ نے اختیار فرمایا- آپ مرید سلسلہ قادریہ مین حضرت شاہ فضل غوث بریلوی قدس سرہ العزیز کے ہوئے انتہا درجہ کا تقویٰ اور زہد آپ کے مزاج مین تھا بعدہٗ آپ نے سلسلہ چشتیہ نظامیہ مین بیعت شاہ جی عبد الرحیم شاہ مرحوم شاہجہانپوری سے کی اور بمقام اجمیر شریف مزار پاک حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ العزیز پر عرصہ دراز تک چلہ کشی اختیار کی اُس دربار شاہی سے حضرت کو فیض کامل حاصل ہوا اور ایک دوسرے رنگ مین مولوی صاحب رنگ گئے- اوائل مین لباس عام لوگون کا سا پہنتے تھے اور اب لباس فقیرانہ یعنے گیروا کپڑے آپ کا ملبوس تھا اور آپ جو کچھ نظم فرماتے تو صرف تصوف کے اشعار کشتۂ سابق کا کلام آپ کا عاشقانہ بہت کثرت سے مشہور ومعروف ہے

کلیات آپ کا چھپ کر شایع ہو گیا ہے - جب آپ کو حضرت خواجہ بزرگ کے دربار سے فیض حاصل ہوا اسوقت سے آپ کا سلسلۂ فقرا ہین بھی ہندوستان مین شہرہ ہوا - رئیس جاورہ ملک مالوہ نواب محمد اسمعیل خان صاحب بہادر مرحوم والی جاورہ آپ کے مرید ہوئے اور بدایون و بریلی و دیگر اطراف و جوانب مین آپ کے صدہا مرید اور خلیفہ ہین - اب آپ کے خلفا اور مریدون نے آپ کے نام کے بعد مذاقی لکھنا شروع کیا ہے گویا ایک سلسلہ اور سجادہ جدید مذاق میان کے نام سے قایم ہوتا ہے اور مذاق میان صاحب مرحوم و مغفور کو کسی سے رنج یا عناد نہین تھا اگر کوئی بُری طرح سے اُنکو اُنکے سامنے یاد کرتا تو بھی وہ اُسکو جواب سخت نہ دیتے تھے - آپ کا انتقال بعارضہ فالج بتاریخ ۱۱- ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ ہجری یوم چہارشنبہ بوقت شب ہوا - آپ کا مزار باغ سید عبد العلی مین جو آپ کے نانا ہین ہوا - سڑک جو شہر سے بریلی اور آنولہ کو جاتی ہے اُس سڑک سے جانب شرق ایک حریم پختہ اور کچھ حجرہ نو تعمیر اسوقت ہین آپ کے خلیفہ مولوی حافظ قاری علی احمد صاحب سلمہ مورخ بدایونی اور مرید مولوی عبد الحئی صاحب و حافظ محمد فضل اکرم صاحب و قاضی عنایت رضا و اعجاز احمد نوشہ میان شیخو پوری و دیگر مریدان با اخلاص اُس عمارت کو وقتاً فوقتاً جدید تعمیر کرتے جاتے ہین اور عرس آپ کا بہت عمدہ طور سے سالانہ تین روز برابر ہوا کرتا ہے قوالی خوب ہوتی ہے اور مشایخ جو شایق سماع کے ہین وہ دور دراز سے آکر جمع ہوتے ہین اور آپ کے صاحبزادے مولوی محمد ایثار علی سلمہ وہ جوان صالح اور فرشتہ صفت اور نہایت درجہ متقی اور ابرار سے ہین وہ بھی باصرار بعض خلفا مولانا صاحب مرحوم و مغفور کے ہر سال روز تشریف لیجا کر شریک عرس شریف ہوتے ہین - اللہ تعالی اُنکی عمر مین برکت دے

واقعی ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی وقت میں بہت بڑے صاحب نسبت ہونگے

ذکر شریف حضرت شاہ محمد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ خلف الرشید حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی

شاہ محمد نصیر الدین میاں صاحب کے پدر بزرگوار حضرت شاہ نیاز احمد صاحب قدس سرہ العزیز بریلوی تھے کہ جو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں تیرہویں صدی ہجری میں بہت بڑے زمرۂ مشائخ میں مشہور اور معروف ہوئے اور ہزارہا اشخاص دور دراز سے آکر حضرت کے مرید ہوئے اور خلافت حاصل فرمائی اور جناب فیض مآب حضرت نظام الدین میاں صاحب قبلہ دام فیوضہ خلیفہ و خلف اکبر جناب شاہ نیاز احمد صاحب قدس سرہ العزیز کے افضلہ سجادہ نشین اسوقت تک بقید حیات بریلی میں ہیں۔ شاہ نصیر الدین حسین صاحب مرحوم و مغفور بعد غدر ۱۸۵۷ء کے ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۴ء میں بدایون مع اپنی والدہ ماجدہ کے تشریف لائے اور لتوطن اختیار فرمایا۔ آپ کے دست مبارک پر صدہا اشخاص نے بیعت کی اور لوگ دور دراز سے آکر مرید ہوئے آپ بظاہر لباس عمدہ زیب بدن فرماتے تھے لیکن ریاضت و شب بیداری میں نہایت درجہ مصروف رہتے۔ مولوی محمد واجد علی صاحب سابق منصف بدایون رئیس بچھراؤن ضلع مراد آباد آپ کے مرید با اخلاص و خلیفہ مشہور خلفا میں ہیں اپنی حیات میں عرس حضرت شاہ نیاز احمد صاحب قدس سرہ العزیز کا بماہ جمادی الثانی نہایت عمدہ طور سے خود جناب میاں صاحب کیا کرتے تھے اور قوال دور و دراز حیدر آباد ملک دکن و دیگر دیار و امصار کے حاضر ہوتے آپ کے یہاں سے لنگر وغیرہ فقرا کو ملتا تھا خانقاہ و مکانات پختہ عمدہ محلہ سبدون ٹولہ میں آپ نے

تعمیر فرمائے چنانچہ بدایون مین بمرض فالج آپنے اس دار فانی سے بعالم جاودانی تاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۰۵ھ بعمر ۱۰۴ سال کے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے اپنی حیات مین اپنی جائداد کا جو کچھ آراضی وملک معافی بدایون مین تھی مع کل اثاث البیت کے وقف کر کے وقف نامہ لکھدیا تھا آپ کی خانقاہ مین بجاے آپ کی سند خلافت پر شاہ عنایت حسین صاحب مرید وخلیفہ آپ کے سجادہ نشین ہین اور ہر سال عرس اپنے پیر ومرشد کا کیا کرتے ہین مُلّا عنایت حسین سلمہ نہایت درجہ نیک بخت اور متوکل ہین عدالت منصفی ضلع شاہجہانپور مین ناظر تھے بعد انتقال اپنے پیر ومرشد کے آپ نے ترک ملازمت کی اور توکل پر اپنے مرشد کے مزار پر سجادہ نشین ہو گئے اگرچہ مُلّا صاحب اہل وعیال رکھتے ہین الّا جادہ توکل وقناعت پر متمکن ہین اور خانقاہ انکے دم سے آباد ہے اور بعض مریدون کو وجہ کفاف آمدنی ملک موقوفہ شاہ صاحب مرحوم سے ملتا ہے۔

ذکر شریف جناب قاضی عبد السلام صاحب عبّاسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۱۰ ہجری مین پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مولوی عطاء الحق صاحب مرحوم ومغفور تھے قاضی صاحب موصوف نہایت درجہ کے متقی وابرار وعالم باعمل اور پابند شریعت سالک طریقت وحقیقت تھے آپ نے تحصیل علوم اپنے عم مکرم مولوی قاضی بہاء الحق صاحب مرحوم سے کی تھی جو مُلّا عبد العلی صاحب بحر العلوم کے شاگرد تھے اور آپ کی تصنیفات سے بہت سی کتابین ہین چنانچہ تفسیر منظوم قرآن شریف کی مسمے بہ زاد الآخرت زبان اُردو مین حضرت کی تصنیف

سے مشہور و معروف ہے اور اخیار الابرار زبان فارسی بیان تصوف مین اور شرح دلایل خیرات فارسی مین اور رسالہ علم الفرایض زبان فارسی مین اور مثنوی طوفان عشق زبان فارسی مین آپ کی تصنیف سے ہین اور آپ مرید و خلیفہ حضرت آل احمد صاحب عرف اچھے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے تھے آپ کو عہدہ قضا کا ریاست رام پور سے عطا ہوا تھا آپ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے آپ کے صاحبزادے خلف اکبر جناب مخدومنا قاضی شمس الاسلام صاحب جو عاشق رسول اللہ و اولاد رسول مقبول صلعم کے تھے اور حضرت غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام پر فدا تھے اور سخاوت مین فی زمانہ انکا کوئی شہر بدایون مین ہم پلہ نہ تھا افسوس ہے کہ اسی سال مین بتاریخ پنجم ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ ہجری انھون نے رحلت فرمائی قاضی عبد السلام صاحب کی تاریخ وفات صاحب کتاب خزینۃ الاصفیا نے اُنکی حیات مین غلط نظم مین تحریر کردی واقعی قاضی صاحب کا انتقال بتاریخ ۱۵- رجب المرجب ۱۲۸۹ھ مین ہوا ہے چنانچہ تاریخ وصال آپ کی حسب ذیل ہے۔

قطعہ تاریخ وفات قاضی عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خادم شرع دین مصطفوی	مقتضائے زمانہ بادئے راہ
فاضل بے مثال خضر طریق	محو قال الرسول قال اللہ
عالم علم ظاہر و باطن	ابن عم رسول عالی جاہ
ذات تھا او بود مجمع الحسنات	جعل اللہ فی الجنان مثواہ

از رجب ماہ بود پانزدہم — کان زمان کرد سوے خلد نگاہ
خواستم سال نقل آن مغفور — گرچہ بودم اسیر نالہ و آہ
گفت ہاتف بہ شکر از دل زہد — قاضی عبد السلام حق آگاہ
۱۲۸۹ھ

دیگر

مظہرِ خاص خالقِ کونین — مقتدائے رہِ خدا طلبی
عارفِ حق مفسرِ قرآن — محو عشقِ محمدِ عربی
کرد رحلت چو این سراے سپنج — عارفِ بارگاہ لم یزلی
خواستہ شاکر چون ز پیر خرد — کہ کند سوے سال راہبری
گفت ہاتف گذشتہ از سر جان — قاضی عبد السلام عباسی
۱۲۸۹

ذکر شریف میان اڈن شاہ صاحب درویش

اڈن شاہ صاحب درویش بہ لباس قلندری ہمعصر بدر الدین صاحب ولایت کے تھے۔ آپ کی اکثر نقول کشف و کرامات لوگون کی زبان زد ہین لیکن کسی تاریخ یا کسی روایت معتبر سے کاتب الحروف کو تصدیق نہین ہوتی ہے اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کس سلسلہ مین اور کس کے مرید تھے۔ مگر اسمین کچھ شک نہین ہے کہ یہ ایک درویش کامل اپنے وقت کے تھے۔ آپ کا مزار راقم الحروف کے محلہ مین قریب مکانات برادر عزیز مولوی ابو الحسن سلمہ اور شیخ حامد حسین صاحب اور ملان امداد حسین وارشاد حسین کے متصل واقع ہے۔ پیشتر ایک ڈھیر اینٹون کا تھا اب مزار بنا دیا گیا ہے آپکی تاریخ وفات معلوم نہین۔

خاتمہ کتاب

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

الحمد للہ والمنت کہ یہ رسالہ تذکرۃ الواصلین اختتام کو پہونچا۔ خاکسار مولف موسوم محمد رضی الدین المتخلص بہ بسمل بدایونی اپنے حالات اس رسالہ مین لکھنا مناسب نہین سمجھتا ہے اگرچہ بعض احباب نے اصرار کیا الا حالات حضرت والد ماجد مرحوم مغفور کے مختصراً لکھنا مناسب جانکر مرقوم کرتا ہون مفصل حالات دیگر رسالہ شیوخ فرشوری صدیقین مین درج ہونگے حضرت کا نام نامی مولوی حکیم محمد سعید الدین متخلص بہ کامل سابق تخلص سعید تھا ابن مولوی محمد اساس الدین بن حافظ ابو المویدخان بن محمد فصیح الدین عرف فصیح اللہ خان جو اولاد حضرت محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشہور بہ شیوخ فرشوری تھے۔ آپ ۲۱۔ رمضان المبارک ۱۲۴۱؁ ہجری کو پیدا ہوئے آپ نے اپنے جد امجد حافظ ابو الموید خان مرحوم ومغفور سے علم فارسی کی تکمیل فرمائی اور مولوی محمد کریم اللہ صاحب دہلوی سے علم عربی کو حاصل کیا۔ اور حکیم محمد صادق علی خان صاحب دہلوی جو والد ماجد حکیم محمود خان صاحب مرحوم مغفور کے تھے اُنسے علم طب کی تکمیل فرمائی۔ اور جس زمانہ مین شعر گوئی کا مذاق آپ کو پیدا ہوا تو نواب محمد زین العابدین خان دہلوی عارف تخلص سے تلمذ حاصل کیا۔ آپ کی نظم ونثر فارسی وعربی مین اعلیٰ درجہ کا پایہ رکھتی ہے۔ آپ کا تذکرہ جناب مرزا قادر بخش صاحب صابر تخلص صاحب تذکرہ گلستان سخن جو حضرت

شاہ عالم بادشاہ کے نبیرہ تھے اُنھوں نے اپنی کتاب تذکرہ مذکور مین صفحہ ۲۸۴
مطبوعہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین اس طرح سے تحریر فرمایا ہی "سعید تخلص محمد سعید الدین
خلف رشید مولوی محمد اساس الدین ابن سرگروہ ارباب کمال ظاہری
و باطنی حافظ ابو المؤید خان مرحوم اسکنہ اللہ فی الجنان الخلود ہر چند وطن
قدیم سرزمین بدایون ہے لیکن عرصہ دراز سے شاہجہان آباد فیض
بنیاد مین قیام کی صورت جلوہ گر ہے گویا اب یہی گل زمین وطن ہو گئی
ہے بسکہ خاندان عالی سے ہے اہالی شہر کی نظر مین عزت و آبرو کے
ساتھ زیست کرتا ہے سنہ اُسکی عمر کے سکندر کے برابر کہ قول مشہور
کے موافق اٹھائیس ۲۸ ہین اور کمالات وہبی و کسبی عمر خضر سے زیادہ
فن سخن مین نواب زین العابدین خان مرحوم عارف تخلص سے استفادہ
کیا ہے" یہان تک ہم نے عبارت کتاب مذکور سے لکھی ہے علم طب مین آپ
کی شہرت تھی۔ ہزارہا اشخاص نے آپ کے دست مبارک سے بفضلہ تعالیٰ شفا پائی
خلق عظیم آپ کا کمال درجہ تھا اور بہت اشخاص آپ کے شاگرد عمدہ طبیب ہو گئے
اور آپ مرید حضرت خواجہ خواجگان رہنما سے طریقت واقف رموز حقیقت جناب
خواجہ الہ بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو خلیفہ و نبیرہ حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ
کے ملک پنجاب تونسہ شریف مین سجادہ نشین ہین تھے۔ بعد تکمیل اور حصول علم آپ
بدایون ہین دہلی سے تشریف لائے اور اپنے وطن مین مطب کیا بعدہ بمقام آنولہ
جناب حکیم محمد سعادت علی خان بہادر مدار المہام سابق ریاست رامپور واسطے
معالجہ اپنے خاندان کے آنولہ ضلع بریلی کو لے گئے۔ عرصہ دراز تک آپ نے

وہان قیام فرمایا بعدہ جناب نواب محمد علی خان بہادر جنت آرام گاہ والی ٹونک
نے آپ کو اپنے معالجہ کے لیے جب وہ بہ مقام بنارس تشریف لائے طلب فرمایا
کئی سال تک نواب صاحب ممدوح نے آپ کو بنارس مقیم رکھا نواب صاحب بہادر
عفران پناہ عالم باعمل تھے اور علم حدیث و فقہ کے نہایت شائق تھے اور اطراف و
جوانب کے علما و محدث نواب صاحب ممدوح کے یہان جمع رہتے تھے علم حدیث
کی تکمیل آپ نے مقام بنارس مین فرمائی بعد ازان وطن مالوف بدایون شریف مین
اپنے آخر حصہ عمر تک رہکر غربا اور مساکین کو اپنے معالجہ سے فیض پہونچایا۔ آپ قریب
چالیس روز کے مرض بخار مین مبتلا رہے اور ورم جگر لاحق ہو گیا اُسی مرض مین ستائیسوین
رجب المرجب ۱۳۱۶ھ ہجری شب دوشنبہ کو انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون جس روز
کہ آپ انتقال فرمائین گے اُس روز یہ خاکسار اتفاق سے دو روز پیشتر سے شاہجہانپور
سے وطن گیا تھا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آج کونسی تاریخ ہے مین نے عرض
کیا کہ ۲۶۔ رجب المرجب۔ پھر فرمایا کہ کل دن کونسا ہوگا مین نے عرض کیا کہ دوشنبہ
فرمایا کہ کیا تو آج شاہجہانپور واپس جانے والا ہے مین نے جواب دیا کہ ہان۔ پھر ارشاد
فرمایا بہتر ہے کہ آج کی شب اور کل کا دن اور نہ جاؤ۔ مین حسب الارشاد مقیم ہوگیا اُسی
رات بہت استقلال کے ساتھ آپ نے اس دار فانی سے صبح صادق کے وقت
ذکر و شغل فرماتے ہوئے رحلت فرمائی۔ آپ کو غسل جناب حضرت قدوۃ العلما مولانا
عبد القادر صاحب قادری سلمہ اللہ تعالے نے اپنے دست مبارک سے دیا
اور نماز جنازہ جناب موصوف نے پڑھائی۔ صدہا آدمیون کا ہجوم تھا بوقت قبض روح اور
لیجانے جنازہ کے خفیف ترشح ہوتا تھا آپ مدفن قدیم شیخ فرشوریان مین دفن ہوئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

سبت اشخاص نے آپ کے وصال کی تاریخیں لکھی ہیں راقم نے بھی تاریخ حسب حال لکھی تحریر کی جسکو ہیں اس مقام پر درج کرتا ہون۔

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال من تصنیف مولف

آن حکیم زمان سعید الدین	صاحب علم و فضل و خلق و کمال
چون بہ ہشتاد در پنج عمر بیافت	پدرم خوش نصیب و با اقبال
قصد رحلت ز دار فانی کرد	سوے درگاہ ایزد متعال
بود ماہ رجب شب معراج	صبح یوم دو شنبہ روز وصال
شد ترشح ز ابر رحمت حق	صبحدم بر زمین ز باد شمال
ملک الموت ناگہان آمد	مرحبا گفت آن خجستہ خصال
بے تعظیم قابض ارواح	تا بہ لب جان نمود استقبال
ساعتے چند مہلتے طلبید	شد بہ مصروف حمد جل و جلال
بسمل خستہ حاضر خدمت	دید جان داد لش ز استقلال
روح مارا ز جسم خاکی من	خذ بید گفت آن فرشتہ منعال ۱۳۱۶

قطعہ ثانی بہ زبان اردو

کامل حاذق حکیم نیک بخت	جب روانہ سوے علیین ہوئے
انکی فرقت سے ہی بسمل نیم جان	اور جن و انس سب غمگین ہوئے
سر گریبان فکر میں تاریخ کے	نکتہ دان صاحب تمکین ہوئے
بولا ہاتف یون دل جان کھینچ کر	داخل جنت سعید دین ہوئے ۱۳۱۷

اب ہم اس موقع پر آپ کے ایک قصیدہ کے چند اشعار نعتیہ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ وہ قصیدہ آپ کا بظاہر مقبول ہوگیا ہے۔ ایک مرتبہ جسکو تخمیناً سات آٹھ سال ہوئے زمانہ خشک سالی کا تھا بارش نہیں ہوئی تھی لیکن آخر مرتبہ بماہ رجب المرجب بہ عنایت الٰہی عمدہ طور سے بارش باران نازل ہوئی اور فصل ربیع عمدہ طور سے پیدا ہوئی اُسوقت آپ نے فوراً ایک قصیدہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُس بحر اور ردیف میں جسمیں جناب محسن کاکوروی کا قصیدہ ہے جسکے مطلع کا مصرعہ اول یہ ہے **سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل**۔ تحریر فرمایا۔ چونکہ آپ نے ماہ رجب المرجب اور شب معراج کی تعریف اور ابر رحمت کا نازل ہونا اس قصیدہ میں نہایت عمدہ طور سے لکھا ہے اور آنجناب کا انتقال بھی شب معراج کو ہوا اور ابر رحمت محیط تھا ترشح ہوتا تھا اسلیے ہمکو یقین ہے کہ وہ قصیدہ مقبول ہوگیا۔ اگرچہ آپ کا کلام فارسی و عربی و اردو وا اور بھی ہے لیکن بوجہ طوالت کے اس موقع پر درج نہیں ہوا تبرکاً و تیمناً اوس قصیدہ کو درج کرتا ہوں

قصیدہ

آج پھر طبع رسا کا میرے اوڑا بادل ۔۔۔ دیکھیں برساتا ہے کیسے دُر یکتا بادل

خاک برسے گا بھلا نام کو نم اسمیں نہیں ۔۔۔ ابر مدرار جو تھا اب ہے وہ سوکھا بادل

دل ہی افسردہ ہے کیا بحر سخن ہو جو روان ۔۔۔ وقت جاتا ہے پر اب تک نہیں آتا بادل

سرد مہری تو یہ دیکھو جو کچھ آیا بھی کبھی ۔۔۔ گر گیا کٹ کے سحر ہوتے ہی بالا بادل

مانگتا ہے یہ دعا خشک زبان سے سبزہ ۔۔۔ بھیج یارب کسی جانب سے برستا بادل

مجھ سے کیا ضد ہے کہ ایک قطرہ کو ترساتا ہے ۔۔۔ بنگیا حق میں میرے کافر ترسا بادل

قطعہ

آنکی بے صبری کا باعث ہی توکل جو نہین	اسلیے کہتی ہے مخلوق نہ برسا بادل
نظر ظاہر عالم مین ہین یہ مینھ کے سبب	ورنہ کیا شے ہی ہوا اور ہے کیسا بادل
دل مین انصاف کرو اسکی شکایت کیا ہی	کہ ہے محکوم خداوند تعالے بادل
وہ ہی خالق ہے وہی مالک و حاکم سبکا	اسکی قدرت کا ہے ادنی سا نمونا بادل
ایکدم مین یہ لگادے ابھی ساون کی جھڑی	حاکم کا اسکے جو پاجاے اشارا بادل
سب دعا مانگے کرو باب اجابت وا ہی	اپنی رحمت سے وہ بھیجے گا نہین کیا بادل
لو مبارک ہو دعا خلق کی مقبول ہوئی	کہ گرجتا ہوا ایک سمت سے اٹھا بادل
مینھ کے آثار نمایان ہین ہوا بدلی ہے	وہ چلا آتا ہے دیکھو تو برستا بادل

مطلع ثانی

جانب قبلہ سے کیا جھوم کے آیا بادل	ابھی ایک پل مین بہا دیتا ہی دریا بادل
چھا گیا دیکھتے ہی دیکھتے ایک ابر سیاہ	نہین معلوم کہ لشکر کا ہی دل یا بادل
امڈی آتی ہے گھٹا فوج دغا کے مانند	تا کرے فوج خزان کو تہ و بالا بادل
گولا انداز اون کی پلٹن ہی یہ وردی ہی سیاہ	اسکو سمجھو نہ ہوا پر کوئی کالا بادل
برق رخشان کی ہی مہتاب تو بوندونکی گراب	رعد کی توپین چلاتا ہوا آیا بادل
فصل دے سے گذری عملداری بہمن آئی	روز نوروز کا لایا ہے یہ مژدا بادل
ہان مگر فصل بہاری کی ہی آمد کا نشان	کر لیے آتا ہے ایک برق کا جھنڈا بادل
صحن گلزار بنا سحر کہ عرض سپاہ	ہوگیا فوج بہاری کا صف آرا بادل
دستہاے گل و ریحان کو بنا کر لایا	چھوڑ آیا کوئی رجمٹ نہ رسالا بادل

سرو شمشاد و صنوبر سہی و بید و چنار
سارے لشکر کے گرانڈیلون کو لایا بادل

جم گئے لاڑ نوخیز کی پلٹن سے کے پرے
آیا وردی کا بجاتا ہوا باجا بادل

دیتی پھرتی ہے صبا صحن چمن مین جاروب
آب پاشی کے لیے بن گیا سقا بادل

چاندنی کا کسی جانب کیا مہتاب نے فرش
کہین سبزہ کی ہے قالین بچھاتا بادل

یہ بھی معلوم ہے اس جشن کا باعث کیا ہے
کہ جو پھولا نہین جامہ مین سماتا بادل

کون آتا ہے یہ اُترے گی سلامی کس کی
کیون صفین فوج کی پھرتا ہے جماتا بادل

کونسا جشن طرب ہونے کو ہے عالم مین
جسکی طیاری مین مصروف ہے ایسا بادل

کسکی آتی ہے سواری کہ تلنگون کی طرح
جو چلا آتا ہے کہتا ہوا کڑکا بادل

ہمکو معلوم ہوا اسکا سبب یہ پس غور
کر رہا ہے جو یہ سامان مہیا بادل

آگیا شہر رجب اسکی ہے تعظیم ضرور
دل سے اس ماہ مبارک پہ ہے شیدا بادل

اس مہینہ مین ہے اُس شاہ کی معراج شریف
جسکے خادم ہین سب افلاک ہے پرتا بادل

یعنی وہ ختم رسل ہادی کل شمع سبل
باغ توحید کا گل روح قدم کا بادل

آفرینش کا سبب خاصہ رب شاہ عرب
دین کا جسکے بجاتا ہے یہ ڈنکا بادل

اب لکھون مدح خطابیہ مین تھوڑے سے اشعار
آج ہے طبع روان کا مرے اُمڈا بادل

مطلع ثالث

یا سے کب دست سخا کا تیرے رتبا بادل
قلزم فیض ہے وہ اور یہ ذرا سا بادل

دیکھے جب ابر کرم کی تیرے گوہر باری
شرم سے ایسا گھٹا بنگیا قطرا بادل

آب سکے بحر عطا سے جو نم اسکو نہ ملے
خشک ہو جاے بسان کف دریا بادل

منفعل گر یہ نہین تیری سخاوت سے تو کیون
آب تشویر مین ڈوبا ہے سراپا بادل

نکلے حضرت کی انامل سے جو فوارۂ آب
ناخنِ دستِ مبارک ہی برستا بادل

جب صفِ جنگ میں اُس تیغ کی بجلی چمکے
صافِ کافور ہوا کفر کا کالا بادل

کیوں نہ ہو عرشِ معلی پہ اسے فوقیت
سرِ اقدس پہ کیا کرتا ہے سایا بادل

مطلع چہارم

نور اُس ذاتِ مقدس کا ہی پہلا بادل
بنگئے ارض و سما جبکہ وہ پھیلا بادل

ساری مخلوق ہی اُس ابرِ کرم سے سیراب
دونوں عالم ہوئے پیدا جو وہ برسا بادل

سب سے پہلے ظاہر ہوا اُس مہرِ جہانتاب کا نور
جب ہٹا پردۂ ظلمات عدم کا بادل

ذاتِ احمد میں ہے یوں نورِ احد کا پنہاں
جس طرح برقِ درخشاں کا ہی پردا بادل

وہ ترے روضۂ اقدس کی ہے رفعت جسکو
کرلیا کرتا ہے بس دور سے سجدا بادل

شبِ اسریٰ جو اڑا تھا ترے توسن کا غبار
بنگیا چرخ پہ وہ کاہکشاں کا بادل

آستاں پر ترے اُسکے جو رسائی نہ ہوئی
کیوں نہ اس غم سے کرے شیون و نالا بادل

آپ کا بحرِ عطا آ گئے جو طغیانی پر
ابھی بہتا پھرے مثلِ کفِ دریا بادل

اس قصیدہ کے اسیقدر اشعار مسودات حضرت مرحوم میں دستیاب ہوسکے لہذا حصۂ آخری اور مقطع لکھنے سے معذوری ہوئی۔ آنجناب اوائل میں اپنا تخلص سعید فرماتے تھے اور آخر عمر شریف میں کامل تخلص فرماتے تھے آپکے تین صاحبزادے ایک جامع کتاب ہذا اور دوسرے محمد ابو المظفر سیوم محمد رشید الدین اور تین دختران آپ کی بقید حیات ہیں ایک دختر زوجہ مولوی عبد الحئی کا انتقال ہوا اور آپکے چھوٹے بھائی جناب مولوی محمد عزیز الدین فنا مرحوم و مغفور تھے جو نہایت درجہ متشرع اور فرشتہ خصال تھے اور انکا انتقال آپ سے پیشتر ہو چکا تھا اُنکے انتقال سے جناب کو بہت ملال و الم لاحق ہوا پھر بعد انتقال برادر عزیز کے آپ کہیں وطن سے تشریف نہ لے گئے ہر چند نواب صاحب ممدوح

یعنی والی سابق ٹونک نے طلب کیا آپ نے تشریف لیجانے سے انکار فرمایا اور آپ کا مزار شریف متصل قبر شریف آپ کے ماموں جناب حکیم مولوی محمد ممتاز الدین صاحب مرحوم خلف حکیم مولوی محمد افتخار الدین صاحب غفران پناہ کے جوار زیارت شریف حضرت بدر الدین صاحب ولایت کے ہے اور آپ کے ماموں صاحب کی قبر کے برابر جانب شرق مزار شریف جناب مولوی محمد اساس الدین صاحب آپ کے والد ماجد کا ہے جنکی وفات کی تاریخ دخل الخلد ہے اور انکی قبر کے برابر آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے اور آپ کے جد امجد جناب مولانا حافظ ابو المؤید خان صاحب جو بتاریخ بست و پنجم شوال ۱۱۶۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے حافظ کلام اللہ شریف اور عالم باعمل تھے اور علم عربی و فارسی آپ کا نہایت عمدہ تھا دہلی شریف مین بوجہ تعلق املاک و معافی و مکانات معدود کانات جو انکے والد ماجد سے ترکہ مین ملے تھے بدایون سے تشریف لیجا کر تا دم واپسین سکونت پذیر رہے اور فہرست درباریان گورنر جنرل بہادر مین آپ کا نام نامی جاگیرداران دہلی مین درج تھا اور انکا انتقال گیارہ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ ہجری مین ہوا اور آپ مرید حضرت خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے جنکا مزار شریف جے پور مین ہے تھے اور وہ مرید و خلیفہ اعظم حضرت جناب مولانا فخر الدین چشتی نظامی دہلوی قدس سرہ العزیز کے تھے اور جناب حافظ صاحب مرحوم و مغفور کا مزار شریف جوار روضہ مبارک حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ مین بمقام دہلی دروازہ شرقی درگاہ حضرت محبوب الٰہی سے تخمیناً ساٹھ یا ستر قدم فاصلہ جانب جنوب راستہ کے کنارہ پر جانب غرب واقع ہے چبوترہ و مزار سنگین بنا ہوا ہے اور انکے والد ماجد جناب محمد فصیح الدین المخاطب بہ فصیح اللہ خان

صاحب مرحوم و مغفور تھے جنکو سنہ ۱۷ جلوس محمد شاہ مین خطاب خانی کا دربار شاہی سے
عطا ہوا اور منصب دو ہزاری ذات و دو صد سوار بتدریج اور قریب دہ لک دام جاگیر
حویلی بدایون و دیگر پرگنہ جات دہلی و پانی پت کرنال مین تا سنہ ۶ جلوس عالمگیر ثانی مطابق
سنہ ۱۱۶۹ ہجری عطا ہوئی تھی اور اُنکا انتقال ۹ شوال کو بمقام دہلی ہوا اور عمر شریف آپکی
اسی و نوے ۹۰ سال کے درمیان مین ہوئی اور تابوت آپ کا مقام دہلی سے بدایون
آیا اور اپنے قبرستان قدیمی فرشوریان مین مدفون ہوئے جناب البوی مرحوم و مغفور کے
نانا مولانا محمد افتخار الدین صاحب کہ جو بتاریخ ۲۱ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۱ ہجری شب جمعہ
کو پیدا ہوئے تھے اور وہ حقیقی برادر زادہ فصیح الدین المخاطب بہ فصیح اللہ خان
کے تھے اور اُنکے والد کا نام محمد قمر الدین خان بن شیخ محمد اکرم تھا مولانا محمد
افتخار الدین اعلی درجہ کے عالم اور طبیب حاذق تھے اور وہ مرید حضرت شاہ
حسن علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی کے تھے اور شاہ صاحب خلیفہ حضرت
مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ العزیز دہلوی کے تھے آپ کا انتقال ۱۱ جمادی
الثانی کو ہوا اور مزار شریف حضرت کا بمقام جے پور باغ حکیم واصل خان صاحب
مین پختہ بنا ہوا ہے آپ سے اور حکیم واصل خان صاحب سے نہایت دوستی تھی
جے پور مین راجہ صاحب کے طبیبون کے زمرہ مین آپ اور حکیم محمد واصل خان
صاحب مشہور و معروف تھے اُنکے خلف الرشید یعنے ماموں صاحب جناب حکیم محمد
سعید الدین صاحب مرحوم و مغفور کے حاجی حکیم محمد ممتاز الدین صاحب جو
نہایت درجہ طبیب حاذق تھے اور وہ شاگرد رشید جناب حکیم محمد صادق علی خان
صاحب دہلوی و نیز اپنے والد ماجد کے تھے آپ کے دست مبارک سے ہزارہا مریضونکو

شفا حاصل ہوئی آپ مرید سلسلہ چشتیہ نظامیہ مین مولوی محمد حیات صاحب دہلوی کے تھے اور وہ خلیفہ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور حضرت مولانا محمد حیات صاحب کا مزار شریف دہلی مین جوار زیارت شریف حضرت محبوب الٰہی مین واقع ہے جو اب ایک شہزادے کے مکان کے اندر واقع ہوگیا ہے اور جناب حکیم محمد ممتاز الدین صاحب کا انتقال ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۳ ہجری کو ہوا اور آپ نہایت عمدہ نظم کلام فرماتے تھے اور تلمذ انکو شاہ نصیر دہلوی سے جو ذوق مرحوم دہلوی کے اُستاد الاوستاد تھے حاصل تھا ہم انکے کلام سے ایک قصیدہ اور ایک غزل نعت مین لکھنا مناسب سمجھتے ہین اور اس رسالہ کو اسی پر ختم کرتے ہین۔

قصیدہ

الحمد ہے کیا مرتبہ کیا شان و حشم ہے — جو عرش علیٰ فاخر تلمیس قدم ہے
کیون میرے قلم پر نہ عطارد ہو زرافشان — کس مطلع انوار کی توصیف رقم ہے
اقدس ہے مقدس ہے وہ طاہر ہے مطاہر — اعلیٰ ہے وہ اولیٰ ہے وہ ہادیٔ کرم ہے
انور ہے منور ہے وہ سردار دو عالم — مالک ہے وہ سلطان عرب اور عجم ہے
شافع ہے مشفع ہے انیس غربا ہے — عاقب ہے شہ پیش رو جملہ امم ہے
مطبوع ہے مقبول ہے محبوب جہان ہے — محمود ہے ممدوح شہ لوح و قلم ہے
تو وہ ہے نہین غیر خدا تجھ سے معظم — تیرے ہی فلک موقف تسلیم مین خم ہے
تو وہ ہے کہ ہے ذات تری مبدع عالم — اوصاف مین لولاک لما کس کے رقم ہے
تو بیشۂ وحدت کا وہ ضیغم ہے دلاور — لینے سے ترا نام سگ کفر کو رم ہے

تو خاصۂ درگاہ الہی سے ہے مقدر — جو سجدہ گہ عام تیرا نقش قدم ہے
ہے فضل خدا تاج سر عرش معلی — حاجب تیرا رضوان تو خورشید خادم ہے
کیا نوح کو نسبت ہی تیرے بحر کرم سے — کشتی نجا نطق زبان بہر اصم ہے
شاہی تھی سلیمان کو اگر لشکر جن پر — افواج تیرے قدس سے بے حصر قلم ہے
اعزاز ہے موسی کو یہ تکلیم الہی — اور فرق یہان گوشۂ دو قوس سے کم ہے
جب سے ہی وجود آپ کا ای غیرت یوسف — خجلت سے زلیخا بھی بجلباب عدم ہے
تھا معجزہ عیسی کو جو مردے کا جلانا — یہان آپ کے باعث ماہر نفس کو دم ہے
گر ہاتھ سے داؤد کے فولاد ہوا نرم — یہان جنبش انگشت سے مہتاب قلم ہے
وان سنگ سے گر ناقۂ صالح ہوا پیدا — طاؤس یہان ذرہ سے باصوت نغم ہے
تھا گریۂ یعقوب تقاضا بشری سے — حضرت کی جدائی مین ستون دیدۂ نم ہے
مشہور ہوئے خلق مین اخلاق خلیلی — فیضان اسی خلق کا یہ حسن شیم ہے
ہر ایک نبی کو جو عنایت ہوئی خوبی — سب کا دُر نایاب رسالت مین جم ہے
تھا ایک شہادت کا رہا مرتبہ سورہ — نورین نظر لخت دل وجان مین بہم ہے
الماس سے پہلے نے پیا جام شہادت — اور دوسرا گلگون ستم تیغ دودم ہے
روشن ہی تیری ذات سے کیا خانۂ اسلام — واللہ حقیقت مین تو مصباح ظلم ہے
جب ایسا شہنشاہ ملا مورد صلوات — پھر اس دل ناشاد کو کس چیز کا غم ہے
حاجات روا ہون میری ای قبلۂ حاجات — ہون دور وہ غم جنکے سبب دلکو الم ہے
بھر دو در مطلوب سے دامان تمنا — جس واسطے یہ چشم طلب غیرت یم ہے
اے فاتح مشکل سپر لطف سے ہے درکار — یہ بیکس و مضطر ہدف تیر ستم ہے

دیدار پر انوار سے پھر کیجے مشرف
پھر دل متمنی شرف طوف حرم ہے

فرمائیے تریاق شفاعت سے تدارک
اب کثرت عصیان سے ہوئی زندگی سم ہے

اے کان سخاوت مجھے اقبال دوامی
واژونی طالع نے کیا ناک میں دم ہے

مقرون بہ اجابت ہو گنہگار کی عرضی
مسکین غلام آپ کا بے دام و درم ہے

صلوات علی ذاتک اے سید عالم
اور آل پہ جو راہ نما سوے ارم ہے

ازواج مطہر پہ اور اصحاب صفا پر
اور اُس پہ تری رہ میں دھرا جس نے قدم ہے

دن حشر کے نعلین اُٹھانے پہ ہو معمور
ممتاز کی اے شاہ یہ امید اتم ہے

غزل

والشمس سے ہے شمع رخ نیکوے محمدؐ
واللیل سواد سر گیسوے محمدؐ

ہیں جن و بشر حور و ملک والہ و شیدا
واللہ ہے کیا قامت دلجوے محمدؐ

ہیں جملہ صفات احدی جسم سے پیدا
اللہ نما آئینہ ہے روے محمدؐ

جس رہ سے گذرتی نہ تھی دریافت کی حاجت
تھی راہ نما طالبوں کو بوے محمدؐ

ہم کو مہ شوال ہے کفار کو تلوار
ترکیب باعجاز ہے ابروے محمدؐ

اسلام یہی ہے مرا ایمان یہی ہے
رو جانب کعبہ ہو پہ دل سوے محمدؐ

اُس روضۂ انور سے پھر آنکھوں کو جلا دوں
اللہ دکھا دے مجھے پھر کوے محمدؐ

مداح ہو جس وسعت اخلاق کا خالق
تحریر ہو مخلوق سے کب خوے محمدؐ

ممتاز شب و روز یہ خالق سے دعا ہے
ہو کحل بصر خاک رہ کوے محمدؐ

اللہ تعالےٰ مجھ گنہگار کا بطفیل بزرگان خاتمہ بخیر فرمائے۔ آمین آمین ثم آمین۔

شعر

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

تمت تمام شد

قطعہ تاریخ از مولف کتاب ہذا

از فضل رب العالمین — شد ختم ذکر واصلان
گردید بر روئے زمین — خضر طریق سالکان
تاریخ این گلزار دین — گفتند بسمل کاملان
حسن وجمال عارفین — آئینہ روشن دلان
۱۳ھ

تقریظ خان بہادر منشی محمد سخاوت حسین صاحب انصاری بدایونی سلمہ اللہ تعالی

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایان رسید عمر — ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

خدائے عزوجل کی قدرت و حکمت کا اندازہ کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے نکتہ معرفت و راز حقیقت عارف و حق پرست سمجھ سکتے ہیں۔ روشن دل کشتگان محبت جنکی مقدس روحیں کائنات کی سیر کر رہی ہین اُنکی وفا شعاری عالم پر ظاہر ہے جہان کی نیرنگیوں کو نظر عبرت سے دیکھتے ہین وہ ہین خاصان بارگاہ رب العزت جنہون نے اپنی جانین خدا تعالی کی رضامندی پر نثار کردی ہین شعر

مزے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

بدایون ایک پرانا اسلامی زمانہ کا شہر ہے اُسکے الوالعزم با وقار مکین مصرع

کچھ ایسا سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

اپنے مکانون کے ساتھ دفن ہو گئے۔ صرف قلعہ کی شکستہ دیوارین اور خاردار سیدان اُنکی عالی ہمتی کے شاہد ہین۔ اس حسرت ناک حالت کو محسوس کرکر میرے مخلص دوست اور عزیز بھائی مولوی محمد رضی الدین صاحب بسمل بدایونی خلف الرشید مولوی حکیم محمد سعید الدین صاحب مرحوم و مغفور نے ایک رسالہ موسوم بہ تذکرۃ الواصلین اُن بزرگون کے حالات مین ترتیب دیا جنکو بدایون سے تعلق رہا ہے خواہ وہین دفن ہین یا کسی دوسرے مقام پر اور یہ خیال اول تو اسوجہ سے پیدا ہوا کہ ہم اپنی موجودہ زندگی صرف بزرگون کے کارنامون کو پڑھکر درست کرسکتے ہین دوسرے ہماری آیندہ نسلون کے دلون پر اپنے پیشواؤن کی عزت و وقعت باقی رہے چنانچہ بفضلہ تعالی اس قصد کی تکمیل نہایت کوشش و جانفشانی سے تھوڑے عرصہ مین کی گئی۔ اصل کتاب کی نسبت ظاہر ہے کہ میری راے کیا وقعت رکھ سکتی ہے کیونکہ نہ مین زاہد کہ بزرگان کے زہد کی کافی قدر کرسکون نہ عابد کہ اُنکا جہاد سمجھ سکون ہان بقول شاعر شعر

صوفیون مین ہون نہ رندون مین نہ میخوارون مین ہون
مین تو اپنے شاہ دین کے کفش بردارون مین ہون

پیشواؤن کا نام لیوا ہون حسن کا والہ اور حسینون پر شیدا ہون کوئی کچھ سمجھے سمجھے وفاداری بشرط استواری عین ایمان ہے۔ غالباً یہ لکھنا بھی بیموقع نہ ہوگا کہ اس کتاب کے

مولف میرے شفیق مولوی محمد رضی الدین المتخلص بہ بسمل بدایون مین پیدا ہوئے وہین تعلیم پائی چونکہ طبیعت مین قدرتی طور پر ذہانت و قابلیت تھی اپنے ہمچشمون مین باوقار رہے انکا طرز عمل شریفانہ اور انکی عادات مقبول عام ہین زہد و اتقا ان کا حصہ ہے مگر یہ سب کچھ میرے معظم و مکرم استاد انکے والد ماجد حکیم مولوی محمد سعید الدین صاحب مرحوم و مغفور کا فیض و برکت ہے جو باوجود اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صاحب دولت ہونے کے نہایت منکسرانہ و بزرگانہ روش پر زندگی بسر کرتے تھے کبھی اظہار کبر و خودنمائی کو کام نہ فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب موصوف خداپرستی اور نیک مزاجی مین خود اپنی مثال تھے آخر کار مین اسیقدر لکھتا ہون کہ موجودہ تالیف نہایت قابل قدر ہے اور کامل امید ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اسکو نہایت عزت کی نظر سے دیکھین گے۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر حریفان بادہ پیما را

تقریظ منظوم از جامع العلوم والکمالات جناب مولانا مفتی سید محمد اعظم شاہ شاہجہانپوری صانہ اللہ عن شر المعنوی والصوری

در بحر سریع مطوی موقوف

نام خدا ذکر ہمایون است این | تذکرہ دور ہمایون است این
تکملۂ سلسلۂ اولیا | تبصرۂ اہل دل و اتقیا
دیدۂ صبح طلب استیر نور | آئینۂ جلوۂ میدان طور
نامہ چہ آئینۂ ایمانیان | روکش ہر نسخۂ یونانیان

حقہ مکتوبۂ راز و نیاز   طبلۂ مختومۂ ہر غنج و ناز
زمزمۂ وجد فنا پیشگان   غلغلۂ فکر خوش اندیشگان
محرم راز جبروتی مقام   مخزن سرِّ ملکوتی بہ گام
چشم بہ ذکر است سحابِ گہر   عقل ز فکر است بہ ہر سو نگر
مقصدِ اسرارِ خراباتیان   مطرحِ انظارِ مناجاتیان
آبِ حیاتست درو موج خیز   شاخ نباتست ز ہر نقطہ ریز
شہر بدایون چہ عجب شہرِ پیر   خضر بہر گوشۂ او جائے گیر
وادیٔ او وادیٔ ایمن سواد   نور فشانست کہ آباد باد
مہر شہاب است درو ذرہ فشان   ماہِ ضیا دادہ ز نخشب نشان
گیسوے تاب است دگر موے تاب   ہر دو بہ گلزار ولایت بہ خواب
گشتہ بہر گوشہ ازو غائبہ شیر   مرقدِ پاک چہ شہیدان و پیر
نقطہ با و است درو حمرہ وش   مرکز آبست بیاض خوشش
نقدۂ طبعم کہ چو لحیان بودہ   صورت انگلیس ز حیرت شدہ
زانکہ چو عقلہ است زبان بیان   بند و کشاد است بہر سو عیان
گرچہ زبان است بگنگ آشنا   زانکہ درین بحر نہ دانم شنا
لیک مرا پیر مغان دادہ یاد   آنکہ پئے عشق بہ طالب ہمی داد
صبر مکن از طلبِ برگ گل   دست بہ گل نیست مکن ترک گل
بہ کہ زنم نغمۂ رازِ درون   پردہ کشایم ز معانی برون
کاین مرقع ز بزرگانِ دین   دخمۂ گنجینۂ روئے زمین

کیست که آراسته قصر بیان — جلوهٔ معنی شده در وی عیان

از رضی الدین محمد[2] سحبان — آنکه بصدق و کرم آمد نشان

آمده صدیقی و فرشوری هم — ذی نسب و ذی حسب و ذی هم

نعل دل اندر حرم اولیا — سوخته در آتش ذکر صفا

فیض خدا کرده بدنیا و دین — جمله صفا پی او بالیقین

هر که بدرگاه خدا شد نجیب — نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ

زنده کن نام فنا گشتگان — جان ده عالم جان زندگان

جام جم و آئینه اسکندری — جلوه گه عشوهٔ حور و پری

وصف بیان همه گین هیچ نیست — مدح کلام نمکین هیچ نیست

نیست ثنا بر نسق نثر خوش — نی صفت سحر عیسی و مش

بلکه درین دور پر از شور و شر — فرق نه دانند به شیر و شکر

روشنی تازه گرفته علم — نور جهان قدما شد ظلم

طرز معاش است معاش فرنج — وضع و قماش است قماش فرنج

ذکر اگر هست به وضع دگر — فکر اگر هست به تبع دگر

گشته نواهای نوی جلوه گر — دورهٔ طرز قدما شد به سر

بسکه درین دور ادبا شد نفور — بیضه شکسته به کلاه شعور

هر که سفر گام به گام سلف — رحمت حق باد خلف بر خلف

پس صفتش شد صفت محسنین — مدحت او بر روش مؤمنین

بکه منتش حب محبان دین — سفخر آتش عشق بزرگان دین

چونکه درین دائرهٔ نیلی فام — نیست بزرگے ز بزرگے نام
نام ہمان است که قومش خدم — کام ہمان است که فیضش علم
قاب ہمان است که فکرے درو — بزم ہمان است که ذکرے درو
وامق و عذراش چه حجله بسبت — عادل و سلمی بچه جلوه نشست
واے درین خاک چه لیلی بودند — آه ازین دشت چه مجنون شدند
نام و نشانے ز سکندر کجا — نعرهٔ الحق ز قلندر کجا
به که ازین معبر عبرت گزر — بلبش نهی گام و نه گیری مقر
گروه درین دفتر آتش زبان — یا وزرا اعجاز مسیحا لبان
آنکه به ملک ملکوتی شدند — شبلی و بسطامی واو هم بودند
مست به پیمانهٔ پیمان خویش — دست فشان زمزمه خوان خویش
شام غریبان به بدادش اسیر — صبح مقیمان ز شعاعش منیر
غلغلهٔ بانگ فنا گشتگان — چاشنی مستانهٔ خود رفتگان
رائحه عنبر و مشک ختن — نفخهٔ بوے دل و جان و تن
بانیے اسرار همه اصفیا — جامع اسرار دل اولیا
گرد چرا تمام ز فضل مبین — پیش من آورد که این را ببین
چشم گشودیم عجب نور بود — تیره خرد خیره نظر را نمود
تا ورق دهر بود بر قرار — تا شود اندر صف گل نوبهار
منظر اهل نظر و خاص و عام — باد خدایا به جهان تا قیام
اعظم دل خسته کجا این نوا — ختم کن و به که بگو والدعا

ہاتف غیب از پے سالش ندا
دادہ بمانۃ ذکر الشہدا
۱۳۱۷ھ

تاریخ ختم کتاب چکیدہ خامۂ سید محمد بشیر الدین صاحب خلف الرشید جناب سید محمد عظیم الدین صاحب عرف منڈاسیان صاحب مرحوم ومغفور ساکن شاہجہانپور سلمہ اللہ تعالی

تذکرہ شد ختم از فضل الہ
گر بمعنیش ز ظاہر بگزری
تافتہ نور انا الحق بر جبین
ہر کرا چشم بصیرت دادہ اند
آن رضی الدین شیخ باصفا
حب شیخین آمدہ ایمان او
فکر ذکر صالحینش بیش شد
در زمان اندک و وقت قلیل
کردہ از خون گرمی دگرمی خون
محنت ۱۲
بہر تاریخ تمامش فکر شد
محنت ۱۲
از رجال الغیب این شعرے شنید
این انت این ہم این انا

ق

ذکر ابرار است کفارہ گناہ
کل یوم ھو فی شان نگری
نے غلط کردم کہ عین حق بین
دفتر از معرفت بکشادہ اند
با خدا با مصطفی با مرتضی
در رہ ختنین قربان جان او
زانکہ ذکر العیش نصف العیش
دفترے ذکر محبان جلیل
ختم بہر طالبان ذوفنون
در پے مضمون طبع بکر شد
مصرعۂ آخر از و تاریخ دید
یا حبذی ذکرھم خیر لنا
۹۹ ۱۲۱۸

گرم جوشی را ندسازم در کلام
از بشیر الدین یاران را سلام

از نتائج طبع دبیر کشور تحریر شاعر بے مثل و بے نظیر منشی علی احمد خان صاحب المتخلص بہ اسیر ہیڈ ماسٹر تحصیلی اسکول بدایون سلمہ اللہ عن ریب المنون

نغمۂ اہل کمال تذکرۃ الواصلین — زمزمۂ وجد و حال تذکرۃ الواصلین
چشمۂ آب بقا عیسیٰ معجز نما — خضر طریق وصال تذکرۃ الواصلین
مظہر بدر الدجیٰ منظر شمس الضحیٰ — شان جمال و جلال تذکرۃ الواصلین
خمکدۂ اولیا ساغر اہل صفا — جام مئے حال و قال تذکرۃ الواصلین
گلبن گلزار دین نو گل باغ الیقین — در چمن جان نہال تذکرۃ الواصلین
رہ کہ بصدق اتم دادہ بہ نوک قلم — بسمل شیرین مقال تذکرۃ الواصلین

از پے تاریخ طبع گفت اسیر حزین
عیسوی سن بے جدال تذکرۃ الواصلین
۱۹۰۱ع

از نتائج طبع مورخ بے بدل مولانا قاضی علی احمد محمود اللہ شاہ القادری الچشتی النظامی والمذاقی رئیس بدایون سلمہ اللہ تعالیٰ

الا بسمل من شراف البدایون — قریب عزیزی عزیز قریبی
لقد صنّف العام ھذا الکتابا — بگو سال مذنب عجیبی غریبی

از نتائج طبع نقاد سخن محب ذکر صمد منشی مولوی محمد عطا احمد صاحب المتخلص بہ کیف خلف مولوی محمد نور الدین صاحب قریشی رئیس بدایون وکیل منصفی تلہر سلمہ اللہ تعالیٰ عن الزلل والخطر

آفرین بر فکر صائب آفرین صد آفرین — کرد تالیفے عجب آن صوفیِ صافی بیان

لفظ لفظش عارفان را باعث صد معرفت	حرف حرفش در حقیقت نور چشم سالکان
قدسیان در مدحت ما ینبغی احسنت گو	حوریان در وصف ما ینبغی ہمہ توصیف خوان
جستجو بنمود بہر سال تالیفش چو کیف	ملہم غیبی بگفتا۔ خضر راہ طالبان ۱۶۹۹

قطعہ تاریخ از تالیف منیف حکیم محمد التفات حسین المتخلص بہ شتش صانہ اللہ عن الشر و الشین ساکن و رئیس بدایون

بسمل مجمع اوصاف رضی ولہا	مجتمع کرد چو این تذکرۂ اہل صفا
ساختم فکر کشتش از پئے سال تالیف	گفت ہاتف کہ بگو فضل و کمال شہدا ۱۳۱۷

ولہ۔ اردو

اللہ اللہ جناب بسمل نے	لکھی تاریخ وہ نہ دید و شنید
جسکو سنکر کشش زبان پر ہے	واہ واہ ذکر اولیا و شہید ۱۳۱۷ھ

از بہین نتیجۂ فکر بلیغ و رسا شاعر بے مثل و بے خطا جناب قاضی محمد عنایت رضا صاحب وکیل بدایونی سلمہ اللہ بالجود و العطا

حضرت بسمل رئیس با وقار	قابلیت جنکی طشت از بام ہے
واہ کیا نادر لکھا ہے تذکرہ	جس سے روشن اولیا کا نام ہے
کرلیا مردان حق نے بھی قبول	جب تو یہ مقبول خاص و عام ہے
کس نے اس تحقیق سے لکھی کتاب	حق تو یہ ہے یہ انھیں کا کام ہے
واقعات اس میں وہی مذکور ہیں	جنکے سچ ہونے کی شہرت عام ہے

از سر الہام کہتا ہے رضا
سید التاریخ۔ اس کا نام ہے ۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از خلف الرشید مولف کتاب اعنی محمد صبیح الدین اسعدہ اللہ فی الدنیا والدین

میرے والد جناب بسمل نے	لکھے حالات اولیاے کبار
قدسیون نے سر ادب سے کہی	اس کی تاریخ۔ غنچۂ انوار ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب چکیدۂ خامہ محسود صغیر وکبیر شاعر بے نظیر قاضی غلام بشیر ابن قاضی غلام شبیر صاحب مسرور سلمہ اللہ الخبیر

حضرت بسمل نے وہ لکھی کتاب	جسکی شہرت ہے زمین سے تا سما
سر اٹھا زانو سے کہدے ای بشیر	تذکرہ ہے مادۂ تاریخ کا خط

تاریخ طبع کتاب از ماہر فطین مولوی محمد ضیاء الدین بن مولوی محمد عزیز الدین مرحوم رئیس بدایون صانہ اللہ عن الشرور والضنین

کہان ہین حریفان بیجادہ نوش	صلاے مغان مے ناب ہے
یہ خمخانۂ معرفت وا ہوا	حقیقت سے پُر جسکا ہر باب ہے
مغان طریقت کا یہ جام ہے	خراب اس سے ہر شیخ وہر شاب ہے
مدام معانی بھری اس طرح	کہ خوشہ مین انگور کے آب ہے
ستارہ سے دانہ کے وہ آفتاب	بنایا کہ جسکی عجب تاب ہے

سرِ آرزو کو اٹھا لکھ ضیا
صراحِ مضامین نایاب ہے
۱۳۱۸ھ

کاتب الحروف کمترین سیتلا بخش ولد منشی رام بخش ابن منشی گوبند پرشاد صاحب دتا نقا لکھنوی ساکن ہنوڑیا خیرآباد ضلع سیتاپور

اعلان ضروری

اس کتاب تذکرۃ الواصلین مین جس جس جگہ لفظ روضۃ الصفا غلطی سے لکھ گیا ہی اُس مقام پر روضہ صفا اور صفحہ ۱۱ سطر ۶ مین بجاے ۲۶۔ کے ۲۵۔ اور صفحہ ۶۰ سطر ۱۵ مین بجاے شوال کے ذی الحجہ سمجھنا چاہیئے۔ اور جس جگہ حوالہ جام جہان نما کا ہی اُس سے وہ تاریخ مراد ہی جسکو مولانا محمد قدرت اللہ صدیقی ساکن موضع مولی علاقہ سنبھل نے بزمانہ شاہ عالم بادشاہ دہلی ۱۱۹۱ھ مین تالیف فرمائی ہی منہ۔

اس کتاب کو کوئی صاحب بلا اجازت مؤلف یا اُنکے قایمقامان جایز کے طبع کرانے کا قصد نہ فرمائین۔

اس کتاب مطبوعہ کے جس نسخہ پر مؤلف کی مُہر نہو وہ کتاب مسروقہ تصور کرنا چاہیئے۔

تفصیل قیمت کتاب تذکرۃ الواصلین

قسم اول کاغذ سفید ولایتی چکنا دبیز ۳۲ پونڈ عہ۲ر
قسم دوم کاغذ سفید ولایتی چکنا پتلا ۲۰ پونڈ عہر
} محصول وخرچ ویلیو فی جلد ۴ر ذمہ خریداران

یکمشت دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت اور ۲۵ جلد کے خریدار کو فیصدی عہر کمیشن دیا جائیگا۔

مندرجہ ذیل اشخاص سے بذریعہ ویلوپی ایبل یا نقد قیمت بھیجنے پر یہ کتاب شائقینون کو مل سکتی ہے

(۱) مولوی محمد رضی الدین صاحب وکیل عدالت ججی شاہجہانپور مؤلف کتاب ہذا

(۲) سید محمد بشیر الدین میان صاحب نائب منیجر کوٹھی رفاہ عام لمیٹڈ شاہجہانپور

(۳) مولوی محمد ابو المظفر صاحب و محمد وحید الدین صاحب ساکنان محلہ فرشوری ٹولہ شہر بدایون۔

المشتہر مؤلف کتاب ہذا

مژدہ

حامیان دین ومحبان رب العالمین کو بشارت دیجاتی ہی کہ
کتاب دقائق الاخبار امام عبدالرحیم قدس سرہ العزیز
کی بڑے انتظام اور خوش اسلوبی سے ترجمہ ہوکر سید محمد بشیر الدین
نائب منیجر کوٹھی رفاہ عام لمیٹڈ شاہجہان پور نے واسطے استفادہ عوام کے
مجلی کاغذ سفید پر طبع کرائی ہی جسمین اذکار عالم برزخ دوزخ وجنت وصراط
ومیزان وغیرہ بڑی تفصیل سے بہ سند معتبر مرقوم ہین جسکے مطالعہ سے
قساوہ قلبی اور امراض باطنی کا یقیناً تصفیہ وتجلیہ ہوجائے گا اور خوف
الٰہی اور توبہ وانابت کے طرف غافلان عالم ہستی کو لائے گی جلد اسکے
مطالعہ سے نعمت خلوص وحسن عقیدت حاصل کرین ورنہ بعد چند سے
افسوس رہے گا قیمت باعتبار حسن طبع وخوبی تحریر نہایت ارزان
یعنے آٹھ آنے رکھی گئی ہے صفحات ۱۲۴ - اور تقطیع مثل کتاب
ہذا کے ہے - دس۱۰ جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت محصول ذمہ خریدار

صاحب نظران از سر انصاف بہ بینید
ارزان چہ قدر کردہ ام این جنس گران را
اگر خواست خریداری بنام مشتہر باید
سید محمد بشیر الدین نائب منیجر کوٹھی رفاہ عام
لمیٹڈ شاہجہان پور

المشتہر محمد ضیاء الدین